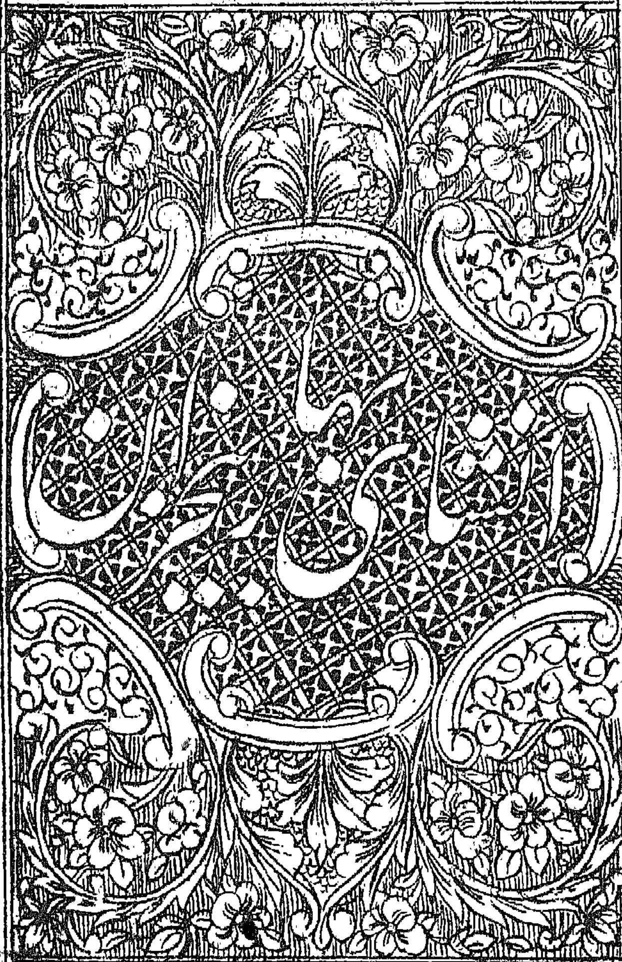
به عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان



مطبع نامی منشی نولکشور [illegible]



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاکم حقیقی کے احسان کا شکر کس زبان سے ادا ہو اور کس قلم سے انشا کیجیے کہ جسنے آدمی کی زبان کو بات چیت سکھائی اور خط و کتابت کی حکمت ایسی بتائی کہ ہزاروں منزل تک جسکا حال جسے جو چاہے لکھ بھیجے اور دوسرے کو کچھ خبر نہو یہ بات بنیاد اسی لکھنے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے کہ اپنا اپنا وہاں تک بے تکلف پہونچ جاتا ہے جہاں اپنا گذر نہو اور اوسکے محبوب پر درود و سلام جسنے خط ہماری آزادی کا ہم پر تھے منشی قضا و قدر سے لکھا لیا اور اگلا پچھلا علم سیکھکر جتنا ضرور سمجھا موافق ہماری سمجھ کے ہمکو بھی سمجھا دیا صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم بعد اسکے کہتا ہے فقیر غلام امام شہید کہ جب کچہری صدر دیوانی کی الہ آباد سے اکبر آباد آئی اور بندہ بھی جناب فیض مآب عالیشان کہ قدر دانی اور غریب پروری اونکی زمانے میں مشہور اور عالم اونکے عدل و انصاف کا مشکور ہے یعنی جناب جیمز ٹیلر صاحب بہادر کی رفاقت میں یہاں آیا تھوڑے عرصے کے بعد نواب عالیجاہ جنکی تعریف بیان سے باہر اور قدر دانی میں نہ کوئی اونکا مثل نہ ہمسر ہے زمانے

اور پرورش کے سہارے سے دُنیا مین ہے جہان مین سخاوت اونکی عالمگیر اور عالم مین وسیلہ اونکا اکسیر ہے اگر اونکے عمل مین کوئی فریب سے جھوٹ کو سچ کے ساتھ ملائے تو انصاف اونکا صاف دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دکھائے روشنی اونکے اقبال کی چارون طرف ایسی پھیلی ہے کہ چاند کی چاندنی اوسکے سامنے میلی ہے حاکم امیر حاتم بےنظیر نواب مستطاب جناب ایل جیمس ٹامسن صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر کے حضور سے حکم پہونچا کہ انشا مختصر کہ لڑکے اوسکو سمجھ سکین اور اوس سے لکھنے پڑھنے کی تعلیم پاوین اردو مین طیار ہو ہرچند کہ فقیر کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہین کہ اگر کسی نظم خواہ نثر فارسی کی فرمایش ہوتی تو وہ زیادہ تر مناسب حال فقیر کے تھی لیکن بجا لانا حاکم کے حکم کا جانکر اور یہ چند اوراق لکھکر اوسکے چار باب مقرر کیے اور بہار بیخزان اوسکا نام رکھا پہلا باب نظم و نثر کے بیان مین دوسرا باب بعضے دستورات اور خطوط کے قاعدون کے بیان مین تیسرا باب رقعات مین چوتھے باب مین دستاویزون کا حال اور ہر ایک کی مثال کہ جاننا اوسکا لڑکون کو ضرور ہے خدا قبول فرماوے اور لڑکون کو نفع اوس سے پہونچاوے

پہلا باب نظم اور نثر کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جو لفظ معنی دار زبان سے نکلے اوسکو کلمہ کہتے ہین جیسے آنا جانا کھایا پیا زید عمرو اور جسمین دو کلمہ یا دو سے زیادہ ہون اوسکو کلام کہتے ہین جیسے زید نے دیکھا اور خالد نے کھانا کھایا پھر یہ کلام دو حال سے خالی نہین نظم ہوگا خواہ نثر ان دونون کا بیان دو فصلون مین لکھے دیتا ہون پہلی

فصل ہرچند کہ نظم کے قواعد بہت طول اور طویل اور مشکل ہین لیکن بیان سہل سہل باتین جو سمجھ مین آوین اور جاننا اوسکا مبتدیون کو ضرور ہے لکھی جاتی ہین نظم اوس کلام کو کہتے ہین جو وزن اور قافیہ رکھتا ہو اگر یہ ایک ہی فقرہ کسی وزن پر پایا جاوے تو اوسکو مصرع کہتے ہین جیسے مصرعہ دل ہر کی زلف مین اسیر ہوا ہے اور اگر دو مصرع ہون تو اوسکو شعر اور بیت اور فرد کہتے ہین جیسے شعر گلگیر لے کاٹ کر سر شمع ہے پروانے سے شب جلی کٹی کی ہے اور نظم کی دس قسمین ہین غزل قصیدہ تشبیب

باتون اور عورتون سے عشق کی باتون کو کہتے ہین اور شاعر غزل اوس نظم کو کہتے ہین جسمین عشق اور محبت اور معشوق کے حسن و جمال اور جدائی کے قلق اور رنج اور وصل کی خوشی کا احوال ہو غزل مین پہلے شعر کے دونون مصرعون کا قافیہ برابر ہوتا ہے اور اوسکو مطلع اور دوسرے شعر کو زیب مطلع اور حسن مطلع کہتے ہین اور اخیر کے شعر مین شاعر کا نام جسکو تخلص کہتے ہین ہوتا ہے حال کے شاعر مقطع مین اپنا تخلص ضرور لاتے ہین اگلے شاعرون کو اسکی کچھہ قید نہ تھی اور غزل مین شعر کا مضمون علیحدہ اور مختلف ہوتا ہے یعنے جائز ہے کہ اگر مطلع مین وصل کا حال باندھین تو زیب مطلع مین جدائی کا ملال بیان کرین عربی مین مرد کا عشق عورت کے ساتھ اور فارسی مین مرد کا عشق امرد کے ساتھ اور بہاکھا مین عورت کا عشق مرد کے ساتھ باندھتے ہین اردو زبان مین اکثر فارسی ہی کی پیروی ہوتی ہے مگر کبھی عربی کے طور پر مرد کا عشق عورت کے ساتھ بھی بیان کرتے ہین اور اصل تعریف غزل کی یہی ہے کہ اوسمین مضمون عشق کا ہو اور اب لوگ شراب اور کباب اور وعظ اور نصیحت اور معرفت کے مضمون بھی باندھا کرتے ہین اور نئی طرح ایک اور بھی نکلی ہے کہ اپنے معشوق کو دوسرے کا عاشق ٹھہرا کر کچھہ اوسکی بیتابی کچھہ اپنا رشک کچھہ اور چھیڑ چھاڑ کی باتین لکھتے ہین اوس سے عجیب غریب لطف اور بہت مزہ حاصل ہوتا ہے محققین کے نزدیک غزل پانچ شعر سے کم نہین ہوتی اور گیارہ شعر سے زیادہ نہین پر اس زمانے مین سترہ اور انیس اور اکیس بلکہ اس سے بھی زیادہ کہتے ہین لیکن بعضے اگلے شاعرون کے نزدیک ایک غزل کی تعداد کم سے کم تین شعر اور انتہا پچیس شعر ہے مثال اوسکی

مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا
داغ ہون رشک محبت سے کہ اتنا بیتاب	کسکی تسکین کے لیے گھر سے تو باہر نکلا
جیتے جی آہ ترے کوچے سے کوئی نہ پھرا	جو ستمدیدہ رہا جا کے سو مر کر نکلا
اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل	ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا
ہنسنے جاتا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اسے	پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

قصیدہ لغت مین گاڑھے مغز کو کہتے ہین اور شاعر اوس نظم کو قصیدہ کہتے ہین جسمین ایک مطلع خواہ

ذو مطلع یا اوس سے زیادہ ہون اور شعر اوسکے پندرہ ۱۵ سے کم نہون انتہا شعر تک بعضون کے
نزدیک تعداد اوسکی کم سے کم پچیس ۲۵ شعر اور انتہا ایکسو ۱۰۰ شعر تک ہے اور عرب کے شاعر پانسو ۵۰۰ شعر کا بھی
قصیدہ لکھتے ہین اور بعضے فارسی کے شاعر ایکسو بیس ۱۲۰ شعر قصیدہ کی حد مقرر کرتے ہین لیکن اب
تو اردو فارسی کے قصیدے مین دو سو ۲۰۰ شعر ہوتے ہین اور قصیدے مین قید کچھ اس بات کی
نہین ہوتی کہ صرف عشق اور محبت اور معشوق کے حسن و جمال ہی کا اوسمین بیان ہو بلکہ کبھی
تمہید مین بہار اور گلزار کی تعریف ہوتی ہے تو اوسکو بہاریہ اور معشوقون کی صفت او جدائی کے
حال مین ہو تو عشقیہ اور گردش کی شکایت ہو تو حالیہ اور اپنی تعریف مین ہو تو فخریہ کہتے ہین کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ آخر مین جو حرف واقع ہوتا ہے اوسی حرف کے ساتھ قصیدے کو نسبت دیتے ہین اگر
جیم ہو تو جیمیہ اور لام ہو تو لامیہ اور میم ہو تو میمیہ کہتے ہین اور کبھی قصیدے کا نام اوسکے ترتیب پر لحاظ کرکے
رکھتے ہین چنانچہ فقیر کے ایک قصیدہ فارسی کا نام الہامیہ ہے جسکا ہر ایک شعر صنعت تمثال مین لکھا گیا
اور دوسرا قصیدہ شمسیہ ہے جسکے ہر شعر کی ردیف آفتاب ہے اور جس قصیدے مین دو مطلع سے زیادہ
ہون تو اوسکو ذو المطالع کہتے ہین اور جب قصیدے کی ابتدا مین کچھ شعر بہار کی وصف یا زمانے کی
شکایت خواہ عشق اور حسن وغیرہ کے بیان مین لکھکر مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور مدح یا ہجو
جو منظور ہو لکھا چاہتے ہین تو گریز اور حسن تخلص و تخلیص کہتے ہین گریز اسوجہ سے کہ جسمین بیان کو
اصل مطلب کے پہلے شروع کیا وہان سے بھاگ کر مدعا بیان کرنے لگا اور حسن تخلص بھی اسی شبہہ
سے کہ جس بیان مین اصل مطلب سے پہلے پھنس گیا تھا وہان سے خوبصورتی کے ساتھ خلاصی
حاصل کرکے مطلب پر آ پہونچا اور اوس ارادے پر ایک اشارہ معقول بھی کر دیا کرتے ہین اور ممدوح کو
ایک ہی قصیدے مین غائب فرض کرکے مدح کرتے ہین پھر خطاب پر آ کے مخاطب کے طور پہ
تعریف کرتے ہین اور اس ارادے پر بھی اشارہ کرنے کا معمول ہے اور آخر قصیدہ جو مدح مین لکھا جاتا ہے
دعائے ممدوح سے خالی نہین ہوتا اوس مقام کو دعائیہ کہتے ہین اور ایک بات اور بھی ہوتی ہے
کہ دعا شرط کے ساتھ ادا کرتے ہین اسطرح کہ تیرا اقبال رہے جبتک زمین و آسمان رہے اسکو شرطیہ

کہتے ہین اور بعضے صرف دعائیہ

مثال اس قصیدے کی جو تشبیب کے ساتھ ہے انتخاب کے طور پر

بہ قدرت لقب ہے میرے کلکِ گوہر افشان کا
بیاضِ صبح اک سادہ ورق ہے میرے دیوان کا

سحابِ ملکِ جان ہون گر مین برسون کشتِ گردون پر
روان ہو جوی خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا

دلون مین شاعرون کے گوہرِ معنی نہ پیدا ہون
نہ ٹپکے گر صدف مین اونکی قطرہ میرے نیسان کا

نیابت اپنی بخشی مبدأ فیاض نے مجکو
زمین تا آسمان ممنون ہے میرے بذل و احسان کا

مرے زیرِ قدم ہے تختِ شاہی جس ولایت مین
وہان کے دام و دد کو عار ہے منصب سلیمان کا

رہا مین دہر مین اندیشۂ آسیب سے ایمن
گھر کو کیا خطر ہے لطمۂ گردابِ عمّان کا

مری خاکِ قدم سے تاجِ خسرو استعانت لے
مری نعلین کو دے لعلبندی تاجِ سلطان کا

جسے کہتے ہین سب فردوس اپنا باغ ہے میرا
مجھے ہے مفت گھر بیٹھے نظارہ حور و غلمان کا

فنا فی المرتضیٰ کے رمز سے جسکو ہوا آگاہی
مقام اوس شخص پر ہے کشف میری عزت و شان کا

عروسِ دین کو میرے عقد سے سو سو تفاخر ہے
شہیدی منقبت خوان ہون جنابِ شاہِ مردان کا

ایضاً

مرا سینہ ہے بیشہ بود و باشِ شیرِ یزدان کا
فضاے لامکان سے قرب ہے میرے نیستان کا

جو پوچھا مین نے اوسکا مرتبہ پیرِ طریقت سے
بتایا کان مین مجکو علیؑ ہے نامِ یزدان کا

بتون کے توڑنے مین اوسکا ابراہیم ہمسر تھا
اگر ہوتا نہ زیرِ پا کتفِ شاہِ رسولان کا

ہوا روشن کے یہ معنی جب لکھا شعر اوسکی مدحت مین
مرے مضمون سے مضمون لڑگیا ہے نظمِ قرآن کا

بہت دشوار تھا دیوار کیونکر پھاندتی امت
اگر وہ در نہ ہوتا مصطفےٰ کے شہرِ عرفان کا

شرف حاصل ہوا ہے کعبے کو اوسکی ولادت سے
پرستش گاہ مشترک ہے گا ہر مسلمان کا

حقیقت جزو و کل کی آپ پر یا شاہ روشن ہے
کہون کیا حال اپنے حسرت و دردِ فراوان کا

ترا اک لحظہ ہے گلرنگ پی کر مین نے مستی کی
ذرا اک لحظہ پھر آ انتظاری مین روی خندان کا

ولیکن مجکو لطفِ عام سے امید واثق ہے — کروگے جبر دم مین تم عوض صد سالہ نقصان کا
تصور آپ کی صورت کی وقتِ نزع مجکو ہو — مرا ماتم سرا مشرق بنے مہرِ درخشان کا
شہیدی مصطفیٰ کا لاڈلا حیدر کا پیارا ہون — مجھے کیا خوف ہے بردہ ہون مین شاہِ شہیدان کا

تشبیب لغت مین جوانی کے دنون کا مذکور اور عشق کا حال بیان کرنے کو کہتے ہین اور شاعرون کے نزدیک تشبیب اوسکا نام ہے جو قصیدے مین چند اشعار تمہید کے طور پر مدح یا ہجو سے پہلے لکھے جاتے ہین اور شاید پہلی ہی عادت ہو کہ اون شعرون مین مضمون عشقیہ ہی لکھتے ہون لیکن اب اسکی قید باقی نہین رہی بہار خواہ حسن یا عشق اور جسطرح کے شعر جس بیان مین ہون اوسکو تشبیب کہتے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ تشبیب حقیقت مین قصیدے سے متعلق ہے گویا کہ اوسکا دیباچہ اور جزو قصیدہ ہے اس صورت مین قسم علیحدہ نہ ٹھہری بلکہ قصیدے کے تمامین ہے لیکن مجمع الصنائع اور اکثر کتابون مین اوسکو قصیدے سے علیحدہ لکھا ہے مثال اوسکی قصیدے کی مثال مین آچکی ہے **فائدہ** جو قصیدہ تشبیب کے ساتھ نہو اور اومین پہلے ہی سے مدح خواہ ہجو شروع کردین اوسکو محدود اور جسمین تخلص یعنی گریز نہو اوسکو مقتضب کہتے ہین جیسا کہ اس قصیدے مین ہے اور خود شاعر اشارہ اس بات کا کرتا ہے

قصیدہ مجددی مثال انتخاب کے طور پر

طلوعِ روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا — ظہورِ حق کی حجت ہے جہان مین نور احمد کا
دبستانِ ازل مین وہ معلمِ عقلِ کل کا تھا — نہ تھا نام و نشان جن روز و لوحِ زبرجد کا
چمن پیرا ہی کن فراش اوسکی بزمِ رنگین کا — بہارِ آفرینش ایک بوٹا اوسکی مسند کا
عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر پر آیا — عرب مین شور اوٹھا حیدرم کہ اوسکی آمد کا
شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اوس سے — نہ تنہا فخرِ عالم فخر تھا اپنے اب و جد کا
شب و روز اوسکے صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا — عجب کچھ مرتبہ تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا
وہ اس عالم مین فرح بخش تھا حورون کی تسکین کو — گیا جنت مین طوبیٰ بنکے سایہ اوس سہی قد کا

شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اوترآیا
بیان اوس قلزم معنی کا کیا ہو جذر اور مد کا

گئے زر وحدت سے کثرت مین نہوتا ذات مطلق کو
نہ بنتا صفر گر نقش احد پر میم احمد کا

اودھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق سے شامل
خواص اوس برزخ کبری مین تھا حرف مشدد کا

خدا سے مانگ کیا کیا نعمتین دیتا ہے بندون کو
ترا دست دعا ضامن ہے حبیب کل کے مقصد کا

چھپینگے مثل تقویم کہن دیوان ہزارون کے
ہوا عالم مین شہرہ میرے اشعار مجدد کا

ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب
میسر ہو طواف ای کاش مجکو تیرے مرقد کا

کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملون آنکھین
کبھی مین دور بیٹھون اور کرون نظارہ گنبد کا

مدینے کی زمین سے گر نہ لائق ہو مرا لاشہ
کسی صحرا مین وانکے مین خورش ہون دام اور دد کا

تمنا ہے درختون پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زبان پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا

قطعہ لغت مین کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہین اور شاعرون مین قطعہ اون شعرون کا نام ہے کہ مثل غزل اور قصیدے کے ایک ہی وزن اور قافیے پر ہون لیکن مطلع نہو کیس واسطے اگر مطلع ہوگا تو موافق حد معین کے اوسکو غزل کہین گے یا قصیدہ اور قطعہ دو شعر کا بھی ہوتا ہے زیادہ کیواسطے کچھ حد مقرر نہین اور اوسکے مضمون مین ایک شعر کا علاقہ دوسرے شعر کے ساتھ ہوتا ہے اس صورت مین قطعہ علیحدہ بھی ہوتا ہے اور غزل و قصیدے مین اگر دو یا تین شعر خواہ اوس سے زیادہ ایک دوسرے سے متعلق ہون تو اوسکو قطعہ کہین گے

مثال اوسکی قطعہ

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا
غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

پھیر کر مجھسے [illegible] اتنا بگڑا جیسے خفا
مجکو تو چاہیے ہمنے بھی جہان دیکھا ہے

مین بھی منہ پھیر کے اوس سمت سے یون بیٹھے رہا
ہای آج ایسا ہی محبوب جہان دیکھا ہے

جسکے دیکھے سے نہ کچھ ہوش ہے باقی نہ حواس
کیا کہین ہنسکے کہا آفت جان دیکھا ہے

جو نہین نکلا یہ زبان سے مری بس وہ ہین شوخ
مجکو تو چھیڑ ہی منظور تھی آئینہ اوٹھا

یک بیک دل وہ اٹھا کیسے کہان دیکھا ہے
ہنس کے کہنے لگا دیکھ یہان دیکھا ہے

رباعی چار مصرعون کا نام ہے کہ پہلے اور دوسرے اور چوتھے کا قافیہ ایک ہو اور تیسرے مصرع کا قافیہ اوس وزن پر ہونا ضرور نہین ہے اور اوسکو چومصرعی اور دوبیتی بھی کہتے ہین اوستادون سے دریافت ہوا ہے کہ رباعی کا چوتھا مصرع نہایت دلچسپ ہوتا ہے کہ اوس سے ساری رباعی مین جان پڑجاتی ہی اور اگر وہ مصرع دلچسپ نہو تو اوسکا حال بے نمک کھانے کا سا ہے اور رباعی کے چوبیس وزن خاص مقرر ہین جائز ہے کہ اون اوزان مین سے ایک پر چارون مصرع ہون یا ہر مصرع اون اوزان مین سے ایک ایک وزن پر ہو لیکن اگر اوس خاص وزن پر نہوگا تو اوسکو عروض والے رباعی نہ کہینگے اگرچہ عوام ناواقف سے اوسکو رباعی کہتے ہون **مثال اوسکی رباعی**

حب پاس وفا اوسے ہمارا نہ رہا
قربان مین کس ادا سے کہتا ہون یہین
کیا خوار و زبون کیا وفا نے مجکو
نظرون سے بتون کی گر پڑا ہون مین

ہمکو بھی خیال دوستی کا نہ رہا
اتنے ہی مین عاشقی کا دعوی نہ رہا
کونے مین بٹھا دیا حیا نے مجکو
صد شکر اوٹھا لیا خدا نے مجکو

فرد دو مصرع ایک شعر کو کہتے ہین خواہ دونون مصرع کا قافیہ موافق ہو یا مخالف یہان سے معلوم ہوا کہ فرد کیواسطے یہ بات ضرور نہین ہے کہ شاعر جب ایک ہی شعر کہے تب اوسکو فرد کہین گے بلکہ غزل خواہ قطعہ یا قصیدہ یا مثنوی کا بھی اگر ایک شعر لکھا یا پڑھا جاوے تو وہ بھی فرد ہے اور اوسکو بیت بھی کہتے ہین لیکن بعضون کے نزدیک فرد اوسی شعر کو کہنا چاہیے جو تنہا ایک ہی شعر مین ہو اور بیت اوسکو کہتے ہین جو قطعہ اور غزل اور قصیدے کا کوئی شعر ہو خواہ تنہا ہو پس فرد خاص ہے اور بیت عام **مثال اوسکی**

ڈسا ہو کالے نے جسکو ظالم تو وہ فسون کے اثر سے کھیلے
ہجر کی شب تھا سیہ خانہ مرا ایسا عجیب

وہان بھی کاکل کا تیرے مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے
چاندنی اوتری تمہارے خود گھر کی دیوار سے

مثنوی اوس نظم کو کہتے ہین کہ کچھ اشعار کہ جنکی تعداد کی کوئی حد مقرر نہین ہے اون اوزان مین سے

جو مثنوی کے لیے مقرر ہین ایک وزن خاص پر لکھے جائین اور دو دو مصرعون کے قافیے متفق یعنی ہر شعر کا
قافیہ علیحدہ اور مختلف ہو جیسے اردو مین مثنوی میر حسن اور میر تقی کی اور بہت مثنویان مشہور ہین اور
فارسی مین بوستان اور سکندر نامہ اور یوسف زلیخا اور زاد من وغیرہ مثال اوسکی مثنوی کے

یہ تھی بہر جو اوسکے بنایا نہ تھا
کہ رنگ دوئی وان تلک آیا نہ تھا

نمونے کے سایے کا تھا یہ سبب
ہوا صرف پوشش مین کعبے کے سب

جہان تک کہ تھے پاتے اہل نظر
سمجھ پایہ نور کحل البصر

سبھون نے لیا پتلیون پر اوٹھا
زمین پر نہ سایے کو گرنے دیا

ترجیع بند لغت مین پھیرنے کو کہتے ہین اور شاعر وکہتین اوس نظم کو کہ چند شعر غزل کے طور پر مع مطلع
کے ایک وزن اور قوافی مین لکھکر ایک خانہ قرار دین اوسکے بعد ایک مطلع دوسرے قافیہ پر کہ معنی مین اون
اشعار سے کچھ علاقہ رکھتا ہو داخل کرکے بند کے طور گرہ دین تب دوسرا خانہ اسیطرح دوسری غزل کے طور
دوسرے قوافی مین لکھکر مطلع کے ساتھ تضمین کرین اسیطرح خانہ بخانہ جسطرح چاہین بند لکھتے جائین پھر
اگر بند کا مطلع جو بعد غزل کے داخل کرتے ہین ایک ہی ہر بند مین مکرر آتا ہے تو اوسکو ترجیع بند کہتے ہین
اور اگر بند کا مطلع مختلف ہو تو اوسکو ترکیب بند بولتے ہین اور یہ مطلع ترکیب بند کا چاہیئے کہ ہر مطلع کا
قافیہ علیحدہ ہو یا سب ایک قافیے پر ہون اور یہ جو بعضون نے لکھا ہے کہ قوافی ہر مطلع کے علیحدہ ہونا
تو جمع کرنے سے مثنوی ہو جائین اور موافق ہون تو سب ملکر ایک خانہ ہو جائین اسمین گفتگو ہے کیونکہ اسواسطے
کہ وے سب مطلع بند کے اگر قوافی مین مختلف ہون اوسوقت البتہ مثنوی ہو سکتی ہین جب اصل وزن
ترجیع بند کا اوزان معینہ مثنوی مین سے کسی وزن خاص پر ہوگا اور یہ قید کسی کتاب مین دیکھی نہین گئی کہ
ترجیع بند اوزان مخصوصہ مثنوی مین سے ایک وزن خاص پر ہونا چاہیئے اور دوسرا امر کہ سب متحد القوافی ملکر
ایک ہی خانہ ہو جائین کبھی ممکن ہی نہین ہے کس واسطے کہ ترجیع بند کی تعریف سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر
خانے کے شعر مثل غزل کے ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ غزل مین صرف مطلع کے دو مصرع ایک قافیے پر ہوتے ہین
باقی اشعار کا صرف مصرع ثانی اوسی قافیے پر آتا ہے اس صورت مین وے سب مطلعے جو ایک قافیے پر ہونگے

جمع کرنے سے سب کے سب ایک قافیے پر مطلع ہو نگے غزل کی صورت نہیں پیدا کر سکتے اور مخمس نہیں ہو سکتی تو ترجیع بند کا ایک خانہ سب مل کر کیونکر ہو جائینگے مثال ترجیع بند کی

ترجیع بند

تو چھوڑ کے مجھے چلا گیا دل
دلدار کے کھنچے پڑے ناز
لیتے نہیں میرے کام کا دل
دیتا ہوں دم ایسے فتنہ گر پہ
تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
گھونٹے ہے گلے کو کوئی ہمدم
کس آفت جان سے لگا دل

افسوس کہ میرے پاس تھا دل
کیوں دعوی دلربائی اتنا
انصاف سے دیکھنا مرا دل
کیسی مری جان پر بن آئی
کیا بات کروں کہ ہے خفا دل
اے مونس غمگسار ہر دم

ہے اوس سے زیادہ بیوفا دل
یہ دشمن جان تمھیں مبارک
مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
اس چشم نے کردیا خراب آہ
اللہ بگڑ گیا ہے کیا دل
اے محرم راز کیا کہوں میں
کیا پوچھے ہے کیونکہ لیگیا دل

آن شوخ جہان ربود از من
گویا کہ دلم نبود از من

پردے میں ہے رشک ماہ میرا
ہے مقبرہ خوابگاہ میرا
اس سد سکندری کو توڑو
ہے شوق ستم گواہ میرا
اے دوستو ہاتھ سے چلا میں
خود جرم ہے عذر خواہ میرا
ناصح انصاف تو ہی کر یار
گویا کہ دلم نبود از من

کیونکر نہو دل سیاہ میرا
بس آپ میں آؤ تم کہ شاید
آئینہ ہے سنگ راہ میرا
دیکھا تو نے کہ رنگ بدلا
قابو میں نہیں دل آہ میرا
اے چارہ گر اتنو بھینک دیر
دل دینے میں کیا گناہ میرا

کیا مرنے کے بعد پانوں پھیلائے
ہو دل میں گذار گاہ میرا
میں کشتۂ شہید بے دیت ہوں
اے شوخ فسوں نگاہ میرا
مرنا نہیں اختیار کی بات
ہے حال بہت تباہ میرا
آن شوخ جہان ربود از من

اور فارسی میں ترجیع بند حضرت شاہ علاؤالدین صابر رحمۃ اللہ علیہ کا جسکے ہر بند کا یہ مطلع کہ بجہان دل میں جز دوست ❊ ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست مکرر آیا ہے مشہور اور معروف اور ایسا مقبول ہے کہ کوئی اسکا اوسکے پڑھنے سے محروم رہا ہوگا مثال ترکیب بند کی

ترکیب بند

دل کسطرح جسے یہی چلی جا کہ کیا ہوا
دم میں نہیں ہے دم مرے جانان کچھ کیا ہوا

سر پیٹتا ہی شاہزادہ دونون ہاتھ سے
اوس دست رشک پنجۂ مرجان کو کیا ہوا
دل مین چبھتی ہے زلف مسلسل کدھر گئی
چھڑکے زخم پہ مزہ ہے نمکدان کو کیا ہوا
گردش پر اپنی ناز ہے پھر روزگار کو
اوس خوش نظر کی جنبش مژگان کو کیا ہوا

کیا جانے تیری زلف پریشان کو کیا ہوا
شبنم سمجھے ہے جانب خورشید التفات
برہم ہے حال کاکل پیچان کو کیا ہوا
بوی قبای یوسف گل ہے نسیم مین
اوس چشم رشک فتنۂ دوران کو کیا ہوا
کتان ہے سینہ چاک رخ ماہ دیکھکر

پیتی ہی اپنا خون دل افسوس سے حنا
شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا
لذت تو ہی نہین الم اوس لب کو کیا ہوئی
اوسکے شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا
دعوی ہے شوخیون کا غزالان دشت کو
اوس روی غیرت مہ تابان کو کیا ہوا

عیب حجاب شمع رخان جہان گیا
وہ مہر آسمان نکوئی کہان گیا

افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جا کے روئیے
وہ قدردان شکوۂ بیجا نہین رہا
کس سے بنا ہے کہ سوای وفا کے
وہ پردہ چشم سوز تماشا نہین رہا

وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا
ای چرخ چاہیے سحر ہے مہر مہ کو کیا
وہ شمع روی انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے ای شوق ہمکنار
دنیا مین اب نام وفا کا نہین رہا
اوس عین لطف حسن کو کیونکر نہ روئیے

حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ طالعی
چاہین اوٹھے کہ در تمنا نہین رہا
دل مین جگہ نہو تو کس سے گلہ کرون
وہ خوش گلو وہ سینہ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسیکو نہ دیکھیے
آنکھون مین جو رہے کوئی ایسا نہین رہا

ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی
یہ آب و تاب حسن اوسی دم کے دم سے تھی

مسمط قسمیکا لغت مین موتی پرونے کو اور مسمط پروئے ہوئے موتیون یعنی موتیون کی لڑی کو کہتے ہین اور شاعرون مین مسمط اوس نظم کا نام ہے کہ پہلے ایک بند کے مصرع کا ایک وزن اور قافیہ پر لکھا جائے پھر دوسرے بند کا آخری مصرع اوسی قافیہ پر آ جائے اور باقی مصرع اور قوافی پر ہون اسی طرح تیسرا اور چوتھا بند اور جسقدر چاہین اور یہ بند تین مصرع سے کم اور دس ۱۰ سے زیادہ نہین ہوتا ہے پس اگر تین ہی مصرع کا بند ہو تو اوسکو مثلث اور چار مصرع کا ہو تو مربع اور پانچ کو مخمس اور چھہ کو مسدس اور سات کو مسبع اور آٹھ کو مثمن اور نو کو متسع اور دس کو معشر کہتے ہین اردو مین مربع اور مخمس کی رواج زیادہ ہے باقی کم یہان سمجھنے کے واسطے ہر ایک قسم کے دو دو بند علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہین مثلث کی مثال

مثلث

یہ زمانہ بھی عجب طور کا ہی سفلہ پرست
بوم ہو نغمہ سرا بلبل مسکین نالان

اب نہ تیرا ہمہ شہرت کا بجز تنگدست
است پا تری شاہ ہیں پھرتے ہیں بے پایان

قوت دانا ہمہ از خون جگری بینم
طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

یہ مثال اوس مثلث کی ہے کہ غزل کو ایک مصرع بڑہا کے مثلث کیا ہے اور کبھی دو نئی تک بھی ہوتا ہے مثال اوسکی

برقع جو اپنے منہ سے صنم نے اوٹھا دیا
یوسف کا حسن قصہ پارینہ ہو گیا
اوسکو مجرا ہے جو کہتا ہے آ گیا جو جیا

سب کو خدا کے نور کا جلوہ دکھا دیا
دل اوسکے عکس نور سے آئینہ ہو گیا

سجدے کو مہر و ماہ نے بھی سر جھکا دیا
قامت نے اوسکے فتنہ محشر جگا دیا
عشق میں دلبر کے ہوں بارا کہ جو جیا

مربع کی مثال

یار سے کہتا تھا یہ بار آگے جو جیا
چہرہ آدھا ہی ماہ سے لیکر بیاہ
کوئی جاوے جدا اور شام ہو گیا ہے گا

آبرو رکھو مری ای یار آگے جو جیا
جس طرح کو آنکہ چمکی تری برق بی گا

اسقدر مہ ہی لگا دی اپنے پیر کو جیا
سر جھکا دوں قران میں سو بار آگے جو جیا
تو کہو اوس بت پیارا لہو آپکا ہے

مخمس کی مثال

چاہئے رحم سر حال بتا ہے گا ہے
دم بدم لحظہ بلحظہ نہیں گا ہے گا ہے
ہمدم بیچ جو تم حال دل پر غم و درد

دل پر سوز تپش سے الفت ہی ہمدم و ہمدم
ہے بلا کثرت اندوہ سے جسم و غم و درد

اس طرف بھی نہیں لاتے ہو نگاہ ہی گا ہے
اشک سرخ آنکھوں میں ہے رنگ ہی خنار گاہے
دل کو فرصت نہیں آتی کہ کراہے گا ہے

اور مخمس میں کبھی پانچواں مصرع ترجیع بند کے طور پر ہر بند میں مکرر بھی لاتے ہیں

مثال اوسکی

جیسے ای جان تجھسے جدا رہتا ہوں
مضطر و ششدر و حیران و خفا رہتا ہوں
منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں
قبر میں جیسے کہ ہو کوئی مردہ خاموش

نہ تو مجھ میں رہی طاقت کہ کروں حرف و سخن
اوس طرح خانہ تاریک میں تنہا خاموش

کیا کہوں تجھسے مصیبت میں جو سہتا ہوں
کبھی جیتا ہوں میں مشغول کبھی روتا ہوں
تیرے بن ہجر میں پاتا ہی کرتا رہا تجھسے سوخت
منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں

اور کبھی غزل میں تین مصرع ہر شعر کے ساتھ ملا کر مخمس بناتے ہیں اور یہ بہت مروج ہے

مثال اوسکی

ہے وہ دن جو تجھسے تھا او وفا سے ہم
کیا لگی ہاے تجھسے ہوا اور ہوا سے ہم

راضی ہیں تیری خوشی جفا اور بلا سے ہم
کہتے ہیں تجھسے لے صبا اور ہوا سے ہم

کی عطر بیزیٔ صبا اور قضا سے ہم پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک	رہتے ہیں دور آنکھ تو روتے سحر تلک پہونچی نہ ایک بار اجابت کے در تلک	ہچکی سی ایک لگی ہے وہ دو پہر تلک تنگ آ گئی ہو اثر سے دعا اور دعا سے ہم

مثال مسدس کی

ہے دامِ بلا طرۂ دلدار کسی کا وان بات بھی کرنے کو نہیں بار کسی کا یان لب پہ مرے آ کے پھر جان حزین ہے غافل مرے احوال سے وہ پردہ نشین ہے	نادیدہ ہوا دل یہ گرفتار کسی کا یان دیدۂ تو ہے طالبِ دیدار کسی کا جو دم گزرتا ہے وہ دم بازپسین ہے کہتے ہیں جو کچھ لوگ جواب اوس کا نہیں ہے	یان ہجر سے جینا ہوا دشوار کسی کا وان بند ہوا روزنِ دیوار کسی کا وان اوس بت عیار کو پروا ہی نہیں ہے کہنا نہیں سنتا ہے وہ زنہار کسی کا

پس یہ مثال اوس مسدس کی جو مسمط کے اقسام میں داخل ہے البتہ [illegible] وہ مسدس کہ اردو کے بعضے قاعدہ نویسون نے لکھا ہے یعنے ہر بند میں دو شعر کے چار مصرع ایک قافیہ پر اور تیسرے شعر کے دونون مصرع قافیہ جداگانہ پر اوس مثال کے ہر بند میں مکرر موجود ہیں اس طرح مثال

جای عبرت ہے مرا حال پریشان یارو ہائے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو	آس ٹوٹی ہے یہ مایوسی و حرمان یارو جی کی جی میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی	دل لگا کر ہوا میں سخت پشیمان یارو ایک بھی وصل سے ملاقات نہ ہونے پائی

اور بعضون نے یہ مثال لکھی ہے مثال

کیا کہون مجھ سے کچھ نہ پوچھیئے اونکا حالِ انس یعنی وفورِ عشرت و جوشِ نشاط تھا کہ بس	بعد زمانہ وصل جو مجھکو ہوا جو دسترس صبح و شبے گذشتہ را شب چہ خبر نہ رفت	کچھ نہ بر آئی آرزو رہ گئی دل میں ہوس وہی سحر کہ دیدہ ام یاد ہمین بیاد رفت

بعد چار مصرع کے جس طرح اردو کا شعر مثال سابق میں مکرر آتا گیا ہے اس مثال میں فارسی کا شعر ہر بند میں مکرر ہے اور لطف یہ ہے کہ آپ ہی مسمط کی تعریف میں لکھے جاتے ہیں کہ پہلے بند کے چند مصرع قافیہ میں متفق ہون اور بعد اوسکے اوسیقدر اس طرح کے ہون کہ مصرع اخیر کا قافیہ موافق اون چند مصرع کے یعنے پہلے بند کے ہو اور آپ ہی مثال اوسکی ایسی لکھتے ہیں کہ یہ تعریف اوسپر صادق نہیں آتی اس واسطے کہ اون دونون مثالون سے ظاہر ہے کہ کسی بند کے مصرع اخیر کا قافیہ بند اول کے قافیہ پر نہیں ہے بلکہ ہر بند میں تیسرا شعر مکرر آتا گیا ہے پھر وہ مثال مسمط کی کس طرح ہو سکتی ہے

یہان سے معلوم ہوا کہ جو مسدس موافق مثال مندرجہ اس کتاب کے ہوگا وہ مسمط کے اقسام سے ہے اور جسمین کوئی شعر مکرر خواہ ہر بند مین شعر جدا گانہ قوافی مختلف پر آیا کرے وہ مثل ترجیع بند یا ترکیب بند کے ہے کہ تعداد اوسکے شعرون کی ترجیع بند کی تعداد سے کہ عدد اوسکی برابر ایک غزل کے مقرر ہے کم نہین تو مسمط اور ترجیع بند اور ترکیب بند مین کچھ تفرقہ باقی نہین رہتا

مسبع کی مثال

افسوس اس چمن مین وہ سرو روان نہین
ایسا کوئی چمن نہین جسمین خزان نہین
بلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیان نہین
شبنم سرشک گرم سے ہے چشم تر کہین
لالے سے آشکار ہے داغ جگر کہین

گل خندہ زن نہین کہ وہ آرام جان نہین
وہ چہچہے نہین ہے وہ شور و فغان نہین
پتھر پہ باغبان پٹکتا ہے سر کہین
خالی پڑا ہے درد و مصیبت سے گھر کہین

لطف بہار تازگی گلستان نہین
سنبل مین بوی کاکل عنبر فشان نہین
سر پر اوڑاتی خاک ہے باد سحر کہین
بلبل کا آشیان ہے کہین بال و پر کہین
دل مین جگر مین آنکھ مین کیا کیا نہین نہین

مخمس کی مثال

قلق اوس مہر کی جدائی کا ستاتا ہے مجھے
عشق اوس زلف کا دیوانہ بناتا ہی مجھے
ڈوبتا ضعف سے مشکل نظر آتا ہی مجھے
ناتوان جان کے سائی سو ڈراتا ہی مجھے
کہیو پیغام یہ اوس ماہ لقا سے میرا
کہ مرے سائی کا ہوتا ہے مجھی پر دھوکا

موج کے ساتھ ہی دریا تو بہاتا ہی مجھے
ہے تجھے زلف دوتا کی قسم اے باد صبا
کہ برا حال ہے ظالم ترے سودائی کا
جس طرح لیکے پر کاہ کو اوڑتی ہے صبا

شمع سان داغ دل خستہ جلاتا ہے مجھے
مثل وحشی کی شب و روز پھراتا ہی مجھے
قیس مجنون جو کبھی آپ مین آتا ہی مجھے
اگر اوس شوخ کے کوچے مین گذر ہو تیرا
ہو گیا آج غم ہجر سے لاغر اتنا
رنگ چہرہ کا اوڑا اسکے لیے جاتا ہی مجھے

متسع کی مثال

ہو گیا زلف گرہ گیر کا سودا ہمکو
پانون پڑ پڑ کے لیے جاتے ہین صحرا ہمکو
زور وحشت نی دکھایا ہی تماشا ہمکو
سنبل تر کی قسم زلف چلیپا کی قسم
غم مجنون کی قسم عشوہ لیلی کی قسم

طوق زنجیر سے اب انس ہے زیبا ہمکو
کبھی ہنسنے مین ہے اوس گل نے رلایا ہمکو
آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنایا ہمکو
شور محشر کی قسم قامت رعنا کی قسم
حسن یوسف کی قسم عشق زلیخا کی قسم

بیٹھنے دیتے نہین آبلہ پا ہمکو
کبھی اس ہنسنے پر آجاتا ہے رونا ہمکو
آپ ہی بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو
گل خندان کی قسم عارض زیبا کی قسم
در دندان کی قسم عقد ثریا کی قسم

دل لالہ کی قسم بلبل شیدا کی قسم | چشم جادو کی قسم نرگس شہلا کی قسم | کہ سوا تیرے کبھی کوئی نہ بہایا ہمکو

اور اون سب قسمون مین ہو سکتا ہے کہ جسمین چاہین دو دو مصرع غزل کے تضمین کرین چنانچہ اس مثمن مین میر کی غزل کے دو دو مصرع اور آٹھ آٹھ مصرع اوسکے ہین

مثمن کی مثال

ذرا دے پاس آشنائی ہے
مرگ نے دیر کیون لگائی ہے
اپنے طالع کی نارسائی ہے
کہ وقت جان لب پہ آئی ہے
نحو اشوق اپنے دل سے کم
اوس دہن نے دکھائی راہ عدم
اوسکے کوچے مین مثل نقش قدم

عمر جینے سے تنگ آئی ہے
ورنہ مرنے مین کیا برائی ہے
ہمنے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہے
بوسہ لعل لب سے واے ستم
آب حیوان تھا اپنے حق مین سم
ہوگئے خاک سے برابر ہم

نہ ہمین طاقت جدائی ہے
بات قسمت نے یہ بڑھائی ہے
زندگی سخت بے حیائی ہے
اوسکے جور و جفا سے پیہم
شور کے کامیاب مرتے دم
کیا کہون دوستو حکایت غم
وان وہی نازو خود نمائی ہے

مستزاد ایک فقرہ نثر کا چھوٹا سا بعد ایک مصرع یا ایک بیت کے بڑھایا جاتا ہے اور شاعرون کے نزدیک لطف اور خوبی مستزاد کی یہی ہے کہ ایک فقرہ نثر کا جس مصرع یا شعر کے بعد آئے کلام اور معنی مین ربط بھی رکھتا ہو یعنی زائد بھی ایسا ہو کہ مصرع اور بیت اوسکا محتاج نہو یعنی وہ فقرہ نہو تو مصرع اور بیت اپنے معنی مین تمام ہو جاوے مگر حال مین کچھ اسکی قید نہین رہی ہے اور مستزاد مین کبھی مضمون عشقیہ مثل غزل کے ہوتا ہے کبھی اور مضمون بھی باندھتے ہین چنانچہ مثالون سے معلوم ہوگا

مثال اوس فقرہ مستزاد کی جو ایک شعر کے بعد آتا ہے

جس باغ مین وہ سرو گل اندام نہین ہے
پروا نہین گر آتش ہجران سے جلاوے
جس بزم مین وہ شمع دل آرام نہین ہے
عاشق کا تو جلنے کے سوا کام نہین ہے
ویرانہ ہے گویا
پروانہ ہے گویا

مثال اوس فقرے کی جو ہر مصرع کے بعد آتا ہے

لیتے جو بلائین تھے ہم آپکی چھپ چھپ
ان آنکھون کو مین جانتا تھا تیر کریگا
تب بول اوٹھے ہٹ
ایسا ہی بلا ہے
چل جا ارے رہ دور ہوا کیسے پہ بیٹھ
چھیڑون کی تو کی آنکھ دکھا کی چوٹ گھٹ
ہے سب یہ بناوٹ
جبتک نہ کھلین پٹ

واسوخت بیزاری کو کہتے ہین اور شاعرون مین اوس نظم کا نام ہے جسمین معشوق سے بیزاری اور عاشق کی بے پروائی کا مضمون اور دوسرے معشوق سے دل لگانے کی چھیڑ کر اوسکو جلی کٹی کہتے ہین لکھین اور حقیقت مین واسوخت اقسام شعر مین سے کوئی قسم علیحدہ نہین ہے بلکہ اکثر مسدس خواہ مثمن یعنی چھہ مصرع خواہ آٹھہ مصرع کا ترجیع بند یا ترکیب بند کے طور پر دیکھنے مین آیا ہے اسی واسطے اوستادون نے اوسکی قسم جداگانہ نہین مقرر کی ہے لیکن مضمون کے لحاظ سے جو اوسکا نام واسوخت رکھا ہے تو لکھنا اوسکا ضرور ہوا

مثال واسوخت کی

انتہا اکھڑ نخوت سے ذرا اٹھی واللہ
مین تو حیران ہون تجھے دیکھکے سبحان اللہ
جامہ زیبی سے کسا تنگ بدن تھا یا پاس
پاس ان سبکا ہوا بیٹھنے ہی اپنے پاس

دلبری کے نہ کچھ انداز سے تھا تو آگاہ
بیوفا ایسے بھی ہوتے ہین جہان مین محبوب
آتی تھی گل سے بدن مین تری گل کی بو
اب جو کچھ اور بنا تو تو ہمین سمجھا غیر

تھا نہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ
اپنی اس خوبی پہ مغرور ہوا تو کیا خوب
گفتگو بے محل تھی تری عنوان تھی ادب
گو وہی بات ہے جسمین برائی ہے تو خیر

مرثیہ دستور قدیم ہے کہ کسی عزیز اور قریب یا دوست خواہ امیر اور رئیس کے وفات کا واقعہ اور حزن و ملال کا حال اوسمین لکھتے ہین اور یہ وضع صرف اہل فارس کی نہین بلکہ عرب مین بھی یہ دستور قدیم سے جاری ہے اور مرثیہ کبھی قصیدہ اور غزل کی صورت پر اور کبھی مستزاد اور مسدس وغیرہ کی شکل پر ہوتا ہے اس صورت مین اقسام دو گانہ سے باہر نہ ٹھہرا لیکن مضمون کے لحاظ سے جس طرح واسوخت کا نام علیحدہ ٹھہرایا ہے اوسیطرح مرثیہ کو بھی قیاس کرنا چاہیے اور اب مرثیہ اکثر وہی کہلاتا ہے کہ جسمین جناب سید الشہدا علیہ و علی جدہ و ابیہ الصلوٰۃ و السلام کی شہادت کا حال اور واقعہ کربلا لکھا جاتا ہے پس اگر یہ قصیدہ کے طور ہوتا ہے تو اوسکو مجرائی اور سلامی کہتے ہین لیکن اسی نظم کے مطلع مین مجرا خواہ سلام یا مجرائی اور مجری خواہ سلامی کا بھی لفظ اکثر مستعمل ہے اور اگر مستزاد کی وضع پر ہو تو بیشتر اوسکو نوحہ کہتے ہین اور اگر مسدس یا مثمن خواہ ترجیع بند یا ترکیب بند ہو تو اوسکو مرثیہ کہتے ہین اور یہ بہت مشہور ہے

سلام کی مثال

مجرئی اصلاح شہ نے شکر خنجر کیا
بولا شہ میدان مین بیکسی سی خوشی سے سر قلم

سر دیا اور آشکارا صبر کا جوہر کیا
فدیۂ راہ خدا مین جسنے ہر اک لے کیا

سلام کی دوسری مثال

سلامی ہے یہ وظیفہ ہر ایک دم اپنا
شفیع روز جزا ہے شہ امم اپنا

امام بولے عدو ظلم سے نہ باز آئین
رہ رضا سے ہٹے کس طرح قدم اپنا

نوحہ کی مثال

نوحہ

میدان میں دم جنگ یہ بولے شہ ابرار
جی چاہتا ہے کہ تیغ تلے آپ کے دھر دون
یا حیدر کرار
میدان بلا مین

مین بھی ہون عنایت کا حمایت کا سزاوار
اب صبر و شکیبائی کے جوہر کرون اظہار
یا حیدر کرار
یا حیدر کرار

مرثیے کی مثال

معمور تجلیات سے میدان کربلا
تھا ... کا ملا نہین پتا
نقش قدم ... سے گرتے ہیں بام
آرایش ... کا ہوا تھا یہ اہتمام

معمور ہو گیا صفت عرش کبریا
اون بحر معرفت کا شناور حسین ہے
گھبرا کے پی علی و نبی نے کہا تھا تھم
جبریل نے قدم کے تلے پر بچھا دیے

کہتے تھے سب ملائکہ اور جبرئیل انبیا
محبوب خاص حضرت داور حسین ہے
اور فاطمہ کے ہاتھ مین گھوڑے کی تھی لگام
حورون نے اپنے موتی سے منبر بچھا دیے

تاریخ اوسکو کہتے ہین کہ ایک لفظ فقرہ خواہ مصرع یا شعر ایسا تجویز کیا جاے کہ اوسکے ملفوظی حروف کے عددون سے سنہ اور حال کے واقعہ وفات اور نکاح خواہ تولد فرزند یا تصنیف کتاب خواہ لڑائی کی فتح یا بادشاہ کے جلوس یا اور کسی امر کے وقوع کا زمانہ سمجھا جاے اب قاعدہ حروف کے اعداد کا سمجھنا چاہیے کہ پہلے منجملہ اٹھائیس حروف تہجی کے ایک سے دس عدد تک مقرر کرکے جلدی سے سمجھ مین آنے کیواسطے ترکیب اون حرفون کی یون قرار دی ابجد ہوز حطی انکو احاد کہتے ہین تفصیل اوسکی یہ ہے الف کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال کے چار ہے کے پانچ واو کے چھہ زے کے سات حے کے آٹھ طو کے نو یے کے دس پھر گیارھوین حروف سے آٹھ حرف پر دس دس بڑھا کر سو تک پہونچایا اوسکو عشرات کہتے ہین اور کلمہ مرکب اوسکا یون ٹھہرایا کلمن سعفص تفصیل اوسکی کاف کے بیس لام کے تیس میم کے چالیس نون کے پچاس سین کے ساٹھ عین کے ستر فے کے اسی صاد کے نوے پھر اونیسوین حرف کے سو عدد ٹھہرا کر

تو حروف پر سو سو بڑھا کر ہزار تک پہونچایا اوسکو بات کہتے ہین اور مرکب اوسکا اسطرح ٹھہرایا
قرشت ثخذ ضظغ تفصیل اوسکی **قاف** کے سو رے کے دو سو **شین**
کے تین سو تے کے چار سو ثے کے پانسو خے کے چھہ سو ذال کے سات سو صاد
کے آٹھہ سو ظو کے نو سو غین کے ہزار یہ سب اٹھائیس حروف ہوئے اور ہمزہ کو الف کے
حساب مین رکھا بعد دریافت ہونے اس قاعدے کے سمجھنا تاریخ کا سہل ہوگیا مثلاً اگر کوئی لڑکا
بارہ سو چار [1304] فصلی خواہ ہجری مین پیدا ہوا تو اوسکی تاریخ چراغ ہے اور اہل اسلام کا لڑکا جو بارہ سو
پچیس [1325] مین پیدا ہوا تو اوسکا نام تاریخی مظہر علی بہت خوب ہے اور اسی طرح اگر بارہ سو انیس [1319] مین
مرگیا تو داغ جگر اوسکے فوت کی تاریخ بہت زیبا ہے اسکو مادہ تاریخ کا کہتے ہین اور مصرع اور
فقرہ اور شعر کی مثالون کو اسی پر قیاس کرلینا چاہیے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مادہ تاریخ کا حسب حال
ہاتھہ آگیا مگر اوسمین ایک دو خواہ تین چار عدد کم ہوتے ہین تو اوسکی کسی اور لفظ سے کوئی حرف
اوسی عدد کا جو کم ہوتا ہے تلاش کرکے ملاتے ہین اور اوسکے ملانے کے واسطے خوبصورتی
کے ساتھہ اشارہ بھی کردینا واجب و ضرور ہے جیسا تاریخ کے مقام مین ایک عدد کے واسطے
سر آہ اور چار کے لیے سر درد اور خوشی کے مقام مین ۵ کے واسطے سر بشارت وغیرہ اور اسکا
نام تعمیہ رکھا ہے اور کبھی کچھہ بڑھتے ہین تو اسی طرح اشارہ کرکے خارج کرتے ہین اوسکا نام تخرجہ
رکھا ہے مثلاً کسی مادہ مین چھہ عدد بڑھے تو اوسکے تخرجہ کا اشارہ بے بداور مثل اوسکے مقرر ہے
اور لطف تاریخ کا یہی ہے کہ مادہ تاریخ بے تعمیہ اور بے تخرجہ ہو مگر بضرورت جیسا کہ بیان کیا اور تعمیہ
احاد تک کا البتہ جائز رکھا ہے عشرات کا عیب سے خالی نہین سیکڑون کا زیادہ تر معیوب ہے
اور تخرجہ کا مرتبہ اگر خوبی کے ساتھہ عشرات تک پہونچے تو مضائقہ نہین شاعرون نے طرح طرح کی
صنعتین اور خوبیان تاریخ مین ادا کی ہین کہ بیان اونکا اس مختصر مین ادا نہین ہوسکتا
فائدہ جاننا چاہیے کہ قافیے کا بیان بہت طول و رطویل ہے لیکن یہان اسی قدر سمجھہ لینا
چاہیے کہ قافیہ حرف اخیر کو کہتے ہین اور اوسی کا نام روی ہے اور وہ اخیر ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے

اور سند اور عقل اور تھندا اور شیر اور دیرا اور مورا اور شورا اور بارا اور کارا جیسے ہو واقع ہی ایک حرف کا پہلے
اور بکم اور سر اور زرا اور برا اور درا جیسے ہو موافق حرکت کی حرف پہلے اوسکے یا اوسکے مثل اور نقل اور
جیسے ہون موافق مین باتون سب ان حرف کے بعد اوسکے یا اسکے مثل اور بگل اور دل اور ہم اور
ہستی اور پستی اور جوانی اور پریشانی اور دانائی اور توانائی اور مثل اوسکے اور قواعد کی کتابون مین
ان سباتون کیلئے پہلے حروف اور حرکات کا نام علیحدہ علیحدہ مقرر ہے یہان بیان اوسکا طول کلام
سے خالی نہین ہے اور ردیف ایک لفظ ہے کہ قافیہ کے بعد مکرر آئے مثال اوسکی بیت
ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا ✤ موسیٰ نہین کہ سیر کرون کوہ طور کا ✤ طور اور ظہور مین رے قافیہ
اور کا دونون مصرع مین ردیف ہے حال کے شاعر غزل بے ردیف کی کمتر کہتے ہین اور قصیدہ اکثر
بے ردیف کے ہوتا ہے بعضے قصیدے ردیف کے ساتھ بھی ہوتے ہین فائدہ جو شاعر صرف
اپنی غزلون کو ایک جگہ جمع کرکے لکھے اوسکو دیوان کہتے ہین اور قصیدون کو جمع کرلے تو اوسکو
قصائد کہتے ہین لیکن دیوان مین جو غزلین جمع کیجاتی ہین سب ردیف وار حروف تہجی کی ترتیب
پر ہوتی ہین اور قصائد مین اوسکی رعایت ضرور نہین اور سب کلام ہو تو اوسکو کلیات کہتے ہین اور
جس کلام مین خداوند تعالیٰ کی بڑائی اور اوسکی قدرت اور خدائی اور اوسکے کمال اور جلال کا بیان
ہو اوسکو حمد اور ثنا اور توحید اور جسمین اوسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ہون اوسکو نعت
اور جسمین اونکے اصحاب اور اہلبیت کی تعریف ہو اوسکو مناقب و منقبت اور بادشاہ اور امرا خواہ اور
لوگون کی خوبیان اور بھلائی مین جو لکھا جاے اوسکو مدح اور برائی کا بیان ہو تو اوسکو ہجو اور ذم کہتے ہین

دوسری فصل نثر کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ نثر کی تین قسمین ہین مُرَجَّز اور مُسَجَّع اور عاری مرجز اوس نثر کو کہتے ہین کہ جسکا
ہر فقرہ موزون ہو یعنی شعر کے کسی وزن پر پایا جاوے اور قافیہ نہو اور یہ قسم بہت کم پائی جاتی ہے
مثال اوسکی اپنے ہاتھون سے مجھے قتل کرے ہین نے خون اپنا کردیا ہے معاف ✤

آئیے بیٹھیے کرم کیجیے - میرے صاحب یہ آپکا گھر ہے ✲ مسجّع اوسکے خلاف ہے یعنی اوسمین فقرات قافیہ دار ہون اور موزون ہون اور فقرہ کبھی تو رنگین ہوتا ہے اور کبھی صاف صاف فقرہ رنگین کی مثال سبزے پر شبنم کے قطرے اسطرح نمودار جیسے زمرد کی تختی پر ہیرے کے ٹکڑے جڑے ہون اور ہر شاخ پر جیسے چنبیلی کی کلیون سے وہ بہار جیسے سبز پری کے گلے مین پھولون کے ہار پڑے ہون فقرہ صاف کی مثال کل مین آپکے گھر آؤنگا اور کھانا وہین کھاؤنگا حضرت جو فرمائینگے ہم اوسکو بجا لائینگے عاری اون دونون بات سے عاری ہے یعنی نہ اوسمین وزن ہو اور نہ قافیہ اور اوسکو روزمرہ بھی کہتے ہین مثال اوسکی رقعہ مشفق مہربان آج بندہ منشی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تھا دیر تک آپ ہی کا ذکر خیر تھا اور ایک قصیدہ آپکا جو حسن اور عشق کے مناظرے مین ہے پڑھتے تھے اور ہر شعر پر وجد کرکے فرماتے تھے کہ یہ قصیدہ بے نظیر ہے اور یہ تعریف منشی صاحب کی میری محبت کی راہ سے نہین انصاف بھی یہی ہے کہ حضرت نے اوسمین سحر کیا ہے بندے نے اوس قصیدے کو منشی صاحب سے طلب کیا تو فرمایا کہ مین اوسکو بہت عزیز رکھتا ہون ایک ساعت بھی اپنے پاس سے جدا نہین کرسکتا اسواسطے عرض کرتا ہون کہ حضرت اور عنایت فرمائین دین اوسکی نقل کرکے پھر خدمت مین بھیجدونگا زیادہ نیاز

دوسرا باب خط و کتابت کے دستور مین اور اسمین تین ۳ فصلین ہین

پہلی فصل اردو کے بیان مین - جاننا چاہیے کہ اردو فارسی لفظ ہے لشکر کو کہتے ہین یہان لشکر سے صاف لشکر شاہجہان بادشاہ جم سے مراد ہے اور اصل اوسکی دار الخلافہ شاہجہان آباد ہے کہ وہان دربار سلطنت اور لشکر بادشاہی عرب و ایران اور توران اور ترکستان اور ہند کے لوگ سب جمع رہتے تھے اور آپس مین جو گفتگو کرتے تھے تو عربی اور فارسی اور ترکی اور سنسکرت سب ملکر زبان پیدا ہوئی اور اوسکو ریختہ بھی کہتے ہین غرض اس زبان مین عربی اور فارسی اور ہندی اس طرح ملگئی کہ اگر کوئی چاہے لفظ عربی خواہ فارسی کا اسمین شمول نہو اور خالص ہندی کے الفاظ مین گفتگو کرے

تو بولنا دشوار ہو جاوے بلکہ اکثر الفاظ ایسے خاص و عام کی زبان پر جاری ہین کہ ہندی مین اونکا ترجمہ بھی نہین ہو سکتا بعد اسکے لوگ اس زبان مین شعر کہنے لگے یہان تک کہ غزل اور قصیدہ اور مثنوی اور ہر قسم کے شعر جو فارسی مین تھے اس زبان مین کیے گئے اور ہوتے ہوتے نثر بھی عبارت رنگین و غیر رنگین شروع ہو گئی اور بہت فارسی و عربی کی کتابون کا ترجمہ اردو مین ہو گیا اور داستان اور کہانیان عجیب و غریب لکھی گئین اور لکھی جاتی ہین اور خط و کتابت کا دستور اردو میں ابتک جاری نہین ہوا پھر اب اگر کوئی زبان اردو مین اسکا رواج دیا چاہے تو جس طرح نظم اور نثر فارسی کے طور پر جاری ہوئی اوسی طرح خط و کتابت کا بھی فارسی کے طور پر جاری ہونا ضرور ہوگا اور فارسی مین جو خط لکھنے کے قاعدے مقرر ہین ناچار اردو مین بھی اوسی کا تابع ہونا پڑیگا یہان سے معلوم ہوا کہ جس طرح فارسی مین بڑے اور چھوٹے اور برابر والے کو خط لکھتے ہین اوسی طرح اردو مین بھی خواہ نخواہ لکھنا ہوگا اب سوچنے کی بات ہے کہ فارسی مین جو الفاظ بڑے چھوٹے کو یا ہمسر کے واسطے مقرر ہین کہ اوسکو القاب کہتے ہین اور اوسکے بعد جو الفاظ لکھے جاتے ہین اوسکو آداب کہتے ہین پہلے تو یہی نہین ہو سکتا کہ فارسی مین جو اون الفاظ کا نام آداب و القاب رکھا ہے اردو مین اوسکا ترجمہ ہو کر کوئی دوسرا نام ٹھہرایا جاوے مثلاً اگر کسی سے پوچھے کہ القاب و آداب کو اردو مین کیا کہتے ہین تو ظاہر ہے کہ اوسکا جواب کچھ نہین ہو سکتا پھر اون الفاظ کا ترجمہ تو اردو مین اور بھی زیادہ مشکل ہے بلکہ ہو ہی نہین سکتا جیسے قبلہ اور کعبہ کہ فارسی مین بڑے کا القاب اور مشفق مہربان ہمسر اور برخوردار عزیز از جان چھوٹے کے واسطے مقرر ہے ترجمہ اوسکا ہندی مین کوئی کیا کریگا اور آداب بندگی اور سلام اور اشتیاق ملاقات اور دعاے عمر و حیات کی جگہ کیا لکھیگا اگر کوئی تکلیف کر کے بعضے لفظ کا ترجمہ کچھ لکھے بھی تو وہ نرا ڈھکوسلا ہے اور کانون کو اوس سے آشنائی نہین ہوئی مثلاً نور چشم سعادتمند بلند اقبال طال عمرہ کا ترجمہ یون لکھے آنکھ کی روشنی نیکبختی کے گھر سے اونچے نصیب والے بڑے زندگی اوسکی آیا ترجمہ اگر کسی فقرے کا ممکن بھی ہو تو محض پوچ اور مہمل ہوگا اور اسی طرح اور بھی بہت سے الفاظ عربی اور فارسی کے ایسے ہین کہ اوسکی جگہ اردو کا کوئی دوسرا لفظ نہین ہو سکتا جیسے خط کو خط ہی لکھین گے اور بڑے کے پاس سے جو خط آوے تو اوسکو

عنایت نامہ کہتے ہین اور بادشاہ کے حضور سے آوے تو فرمان اور امیر اور وزیر کے نوشتے کو رقعہ اور پروانہ بولتے ہین اور چھوٹا جو خط لکھے تو عریضہ اور عرضی اور لکھنے والا خط کا کہ اوسکو کاتب کہتے ہین اپنے تئین کمترین اور فدوی اور فقیر اور خادم اور نیازمند اور مخلص اور مکتوب الیہ یعنی جسکے نام خط ہو اوسکو جناب اور حضور وغیرہ لکھتے ہین پس ظاہر ہے کہ عنایت نامہ اور پروانہ اور فرمان اور رقعہ اور عریضہ اور عرضی اور فدوی اور کمترین اور جناب اور حضور کا ترجمہ اردو مین کسی طرح ممکن نہین ہے اسکے سوا جب تقریر زبانی مین جناب اور حضور اور پیر و مرشد اور خداوند اور فدوی اور کمترین بولتے ہین تو تحریر مین اوسکا ترجمہ کیونکر ہوسکے گا یہان یہ بیان دو فائدے کے واسطے کیا گیا ایک تو یہ کہ مبتدی اس بات کو جان لے کہ اس طرح کے الفاظ ہندی کے نہین ہین دوسرے یہ کہ اس انشا مین جو رقعات لکھے جاوینگے اونمین ناچار ایسے ہی الفاظ عربی اور فارسی کے لکھنے پڑینگے تو کسی کو جاے اعتراض باقی نرہے اب ہم خط و کتابت کے دستور یہان سے لکھے دیتے ہین کہ اردو اور فارسی دونون کے لیے کام آوین

دوسری فصل

خط لکھنے کی تعلیم مین کاتب یعنی خط لکھنے والے کو چاہیے کہ پہلے مکتوب الیہ یعنی جسکے نام خط لکھتا ہے اوسکا مرتبہ سوچ لے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر ہے اور یہ بڑائی یا چھوٹائی اور برابری کچھ سن و سال پر موقوف نہین ہے بلکہ بڑائی اور چھوٹائی کبھی مال پر اور کبھی کمال پر خیال کیجاتی ہے اور کبھی سن اور سال پر مثلاً کوئی غریب اور مفلس اگرچہ عمر مین بڑا ہو اور امیر دولتمند چھوٹا تو امیر کا رتبہ بڑا ہے اور فاضل عمر مین چھوٹا اور جاہل بڑا ہو تو جاہل کا رتبہ چھوٹا ہے اور یہ نہین ہوسکتا ہے کہ کوئی خانسامان یا درزی ستر برس کا اور امیر سترہ برس کا ہو خانسامان اور درزی اوس امیر کو لڑکا سمجھکے برخوردار امیر اوسکو بڑھا جان کے قبلہ و کعبہ لکھے یا مرید عمر مین بڑا اور پیر کم سن ہو تو مرید پیر کو عزیز از جان اور پیر مرید کو قبلہ کعبہ لکھے پس میری دانست مین بڑائی اور چھوٹائی سن و سال کے رو سے صرف قرابت مین دیکھنے کے قابل ہے نہ غیرون مین یہان سے معلوم ہوا کہ فضل اور کمال کا

خیال کرنا اعتبار مین اور سن و سال کا دیکھنا اپنے یگانون مین ضرور چاہیے یعنی اگر کسی منشی یا
شاعر یا حکیم کو خط لکھنا ہو اور وہ علم کی راہ سے رتبے مین بڑا یا برابر ہو تو وہ گو عمر مین چھوٹا ہو القاب
موافق اوسکے رتبے کے لکھنا مناسب ہے یہی حال ہے مفتی اور اوستاد اور پیر اور عالم اور قاضی کا
اور اگر چھوٹا بھائی اور بیٹا اور بھانجا اور بھتیجا رتبے مین بڑا ہو مثل باپ جاہل اور بیٹا فاضل اور
بڑا بھائی فقیر یا پیادون مین نوکر اور چھوٹا بھائی امیر خواہ تحصیلدار ہو تو وہان رتبے کا لحاظ نہ کیا جائیگا
اور بڑائی اور چھوٹائی سن و سال کی دیکھی جاویگی یعنی باپ بیٹے کو فاضل ہو یا جاہل حال مین
برخوردار اور بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو عزیز از جان ہی لکھیگا جب یہ دریافت ہوا تو سمجھنا چاہیے
ارکان خط کے اکیس[21] ہین یعنے اوستادون نے خط مین اکیس[21] باتون کا ہونا ضرور مقرر کیا ہے
مقدمۂ[1] القاب - اور القاب[2] - اور ادعیہ[3] - اور آداب[4] - اور تحیت[5] - اور اشتیاقیہ[6] - اور ملاقاتیہ[7] -
اور صفت[8] ملاقاتیہ - اور اظہاریہ[9] - اور خطون[10] کے نام - اور خطون[11] کی رسید - اور آکیہ[12] - اور
کاتب[13] کے نام - اور مکتوب الیہ[14] کے نام - اور دوسرے شخص[15] کی صفت - اور چیز[16] کا بھیجنا - اور
چیز[17] کا مانگنا - اور اپنا[18] آنا - اور مکتوب الیہ کا[19] آنا یا جانا - اور مطلب[20] - اور خاتمہ[21] - اور لفافہ بعضونکے
نزدیک خط کے ارکان مین داخل نہین ہے اگر ہو تو بائیس[22] ہوتے ہین **مقدمۂ القاب**
برابر والے خواہ بڑے کو - القاب کے پہلے اوسکی صفت کو صاحب کے ساتھ ملا کر جو الفاظ
لکھے جاتے ہین اوسکو مقدمۂ القاب کہتے ہین اور اوس صفت کی ظاہرا پانچ **قسمین ہین**
پہلی قسم قرابت ہے جیسے برادر صاحب اور چچا صاحب اور خالو صاحب اور ماموں صاحب
اور والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ لیکن باپ کے لیے مقدمۂ القاب اوستادونکی
تحریر مین نظر نہین آیا بعضے قبلہ گاہ صاحب لکھتے ہین مگر فصیح نہین ہے **دوسری قسم**
خطاب ہے جیسے نواب صاحب اور راجہ صاحب اور خانصاحب اور رانی صاحبہ اور بیگم صاحب
تیسری قسم صفاتی ہے جیسے مولوی صاحب اور منشی صاحب اور حافظ صاحب اور حکیم صاحب اور
پنڈت صاحب اور آخوند صاحب اور آتو صاحبہ **چوتھی قسم** عہدہ ہے جیسے قاضی صاحب اور

منشی صاحب و بخشی صاحب اور داروغہ صاحب اور دیوان صاحب اور چودھری صاحب اور چودھرائن صاحبہ پانچوین قسم ذاتی ہے جیسے شیخ صاحب اور میر صاحب اور میرزا صاحب اور خانصاحب اور لالہ صاحب اور بائی صاحبہ فقط مخفی نرہے کہ چھوٹے اور ادنے اسکے واسطے مقدمۃ القاب نہین ہوتا کس واسطے کہ اوس لقب کے ساتھ لفظ صاحب کا ملایا نہین جاتا یعنے بھتیجے صاحب اور بھتیجے صاحب اور باورچی صاحب اور چپراسی صاحب لکھنے کا دستور نہین ہے لیکن برادر کا لفظ چھوٹے بھائی اور فرزند کا لفظ بیٹے کے القاب مین قبل انکے عزیز از جان وارجمند وغیرہ الفاظ کے سوا اونکے اور کسی کو بھی اسی طرح لکھے تو اگرچہ وہ مقدمۃ القاب ٹھہریگا مگر صاحب کا لفظ اوسکے ساتھ نہ لکھا جائیگا اور واضح ہو کہ مقدمۃ القاب کے پہلے بھی یعنے ایک دو لفظ بڑھا یا کرتے ہین جیسے جناب منشی صاحب اور حضرت مولانا صاحب بس یہ لفظ مقدمۃ القاب مین بھی داخل ہے القاب پہلے جاننا چاہیے کہ فارسی مین مراتب مکتوب الیہ کے بہت ہین لیکن اس مقام مین بیان کرنا صرف اونھین مراتب کا جو اردو مین ضرور ہین مناسب سمجھا جاتا ہے سو یہ مراتب قابل یاد رکھنے کے ہین یعنے ہمسر کا درجہ تین قسم سے خالی نہین ہے یا ہمسر مطلق ہے کہ سب طرح اپنے برابر ہو تو القاب اوسکا فارسی مین مرد کے واسطے مولویصاحب مشفق مہربان کرمفرمای مخلصان اور عورت کے لیے خانم صاحبہ مشفقہ محترمہ یا ایسا ہمسر ہے کہ رتبے مین کچھ بڑا ہے تو مرد کے واسطے راجہ صاحب عالیشان قدردان نیاز مندان یا نوابصاحب والامراتب عالی مناصب یا خانصاحب معدن فیض و احسان مخزن جود و امتنان اور عورت کے واسطے رانی صاحبہ یا بائی صاحبہ شفیقہ محترمہ اور اگر رتبے مین کچھ کم ہے تو مرد کو صاحب مہربان دوستان اور عورت کو چودھرائن صاحبہ عصمت مآب لکھینگے اور یہی حال ہے بڑے کا مثلاً اگر رتبے مین کچھ بڑا ہے تو مرد کو برادر صاحب قبلہ و کعبہ امیدگاہ فدویان اور عورت کو ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ کمترینان اور جو اس سے بھی زیادہ جیسے باپ اور پیر تو اوسکو قبلۂ کونین و کعبۂ دارین اور پیر و مرشد برحق خداوند نعمت مطلق اور ماں اور

پیرانی کو والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ مشفقہ اور اگر بہت بڑا ہے جیسے بادشاہ تو قبلۂ عالم و عالمیان اور
بادشاہ بیگم کو جناب عالیہ خاتون مخدرات زمانیہ اور مثل اسکے لکھنا چاہیے علی ہذا القیاس چھوٹا اگر
کچھ چھوٹا ہے تو برادر عزیز از جان اور برخوردار نور الابصار اور بہن اور بیٹی کو ہمشیرہ عزیزہ اور نور چشمی
قرۃ العینی اور اگر اس سے بھی کم رفیق اور ملازم ہے تو مرد کو آشنا یا دوستان عزیز القدر شرافت پناہ
صداقت دستگاہ اور عورت کو عصمت پناہ و عفت دستگاہ اور جو بہت چھوٹا ہے تو مرد کو سعادت آثار
فدوی خاص اور عورت کو فدویہ خاص اور مثل اسکے لکھیں گے اردو خط میں بھی الفاظ عربی اور
فارسی کے جو فارسی کے خط میں لکھے جاتے ہیں لکھے جاینگے اور کبھی شخص کم رتبہ کا صرف نام ہی
لکھکر مطلب شروع کر دیتے ہیں اور ایسی تحریر اوس وقت ہوتی ہے جب تحریر اپنے ملازم کو دستخط خاص
سے شقہ لکھتے ہیں اور ادعیہ اون لفظوں کو کہتے ہیں جو بعد القاب کے جملہ عربی کا دعا کے طور پر
لکھا جاتا ہے اوسکو دعائیہ بھی کہتے ہیں جیسے ہمسر کے واسطے زاد لطفہ و دام عنایتہ و سلمہ اللہ تعالی
ترجمہ اوسکا اگر اردو میں چاہے تو تکلف کے ساتھ البتہ ہو سکتا ہے جیسے زیادہ ہو خوبی اور ہمیشہ رہے
عنایت اونکی اور مثل اسکے بڑے کے واسطے دام برکاتہ اور مدظلہ العالی اور خلد اللہ ملکہ ترجمہ اسکا
بھی ہو سکتا ہے جس طرح مذکور ہو چکا اور چھوٹوں کے لیے طال عمرہ اور مثل اسکے اور عورتوں کے
واسطے انھیں الفاظ میں ضمیر تانیث کی ہوتی ہے جیسے مدظلہا اور طال عمرہا وغیرہا اور اونکے
کے واسطے بعافیت باشند و مورد مراحم بودہ باشند اور بعضے لوگ عربی کی جگہ فارسی لکھتے ہیں جیسے
سایۂ عالی بر سر فدویان مبسوط باد اور درجہ افزاے مراتب محبت باشند اور در حفظ الٰہی باشند لیکن
اردو میں سواے دعائیہ عربی کے گنجایش ان الفاظ کی ہرگز نہیں واضح ہو کہ مقدمۂ القاب
اور القاب اور ادعیہ جب سب ملایا جاتا ہے تب اوس سب کو القاب کہتے ہیں جیسے جناب مشفقی
مخدوم نیازمندان حمیم و قدیم زاد لطفہ آداب اوس فقرے کا نام ہے جو بعد القاب کے
لکھا جاتا ہے اور جس طرح مقدمۂ القاب اور ادعیہ سب ملکر ایک القاب کہلاتا ہے اوسی طرح تحیت
اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہار سب کو ملا کر آداب کہتے ہیں چنانچہ حال

اوسکا ہر ایک کے بیان سے دریافت ہوگا **تحیت** ہمسر کو جو سلام اور نیاز اور بڑے کو بندگی اور کورنش اور تسلیمات اور چھوٹے کو دعای درازی عمر اور مثل اسکے جو کچھ لکھتے ہین اسکو تحیت کہتے ہین **اشتیاقیہ** ہمسر کو شوق اور اشتیاق اور بڑے کو تمنا اور آرزو اور چھوٹے کو خواہش جو لکھتے ہین صرف انھین الفاظ اور کلمات کو منشیون کی اصطلاح مین اشتیاقیہ کہتے ہین **ملاقاتیہ** بعد لفظ اشتیاقیہ کے ہمسر کے واسطے ملاقات اور مواصلت اور وصال اور مصافحہ جسمانی اور بڑے کے لیے ملازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چھوٹے کو دیدار اور دیدہ بوسی وغیرہ جو الفاظ لکھتے ہین اوسکو ملاقاتیہ کہتے ہین **صفت ملاقاتیہ** اوس ملاقات کی صفت مین جو فقرہ لکھا جاتا ہے اوسکو صفت ملاقاتیہ کہتے ہین جیسے فارسی مین ملاقات بہجت آیات اور ملازمت کیمیا خاصیت اور قدمبوسی والا اور دیدار فرحت آثار اور مثل اوسکے اور بعضے بعد ان الفاظ کے کلمات مبالغہ بھی زیادہ کرتے ہین بعد کاف بیانیہ کے جیسے حد سے ونہایتی ندارد و تشریح و بیان درنمی آید اور مثل اوسکے یہ کلمات بھی اسی صفت مین داخل ہین مگر اردو مین ترجمہ صرف انھین کلمات مبالغہ کا البتہ ہوسکتا ہے اور صفت کے الفاظ بدستور فارسی کے رہین گے اونکا ترجمہ غیر ممکن ہے **اظہاریہ** بعد اون الفاظ کے جو مطلب لکھنے کی خبر دیتے ہین اوسکو اظہاریہ کہتے ہین جیسے فارسی مین ہمسر کو مشہود خاطر محبت مآثر باد یا میگرداند اور بڑے کو معروض میدارد و آور عرض عالی میرساند اور چھوٹے کو مطالعہ نماید اور نگارش می رود لکھا جاتا ہے مگر اردو مین ان الفاظ کا بعینہ ترجمہ نہین ہوسکتا ہے وہان یون لکھین گے ہمسر کو مطلب لکھتا ہون اور بڑے کو عرض کرتا ہون اور چھوٹے کو واضح ہو اور مثل اسکے اب جب یہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ تحیت سے لیکر اظہاریہ تک سب ملکر آداب ہوتا ہے مثال اوسکی بعد سلام و نیاز و اشتیاق ملاقات بہجت آیات کہ حد سے ونہایتے ندارد مشہود عالی خاطر محبت مآثر باد ترجمہ اوسکا بعد سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات کے جسکی حد اور نہایت نہین ہے مطلب لکھتا ہون اور بعد اداے کورنش اور بندگی کے عرض کرتا ہے اور بعد دعا کے واضح ہو ترجمہ لکھنے والے کی تمیز پر ہے

موقوف ہے اگر دریافت ہو کہ ترجمہ اُردو زبان مین فصیح ہو سکتا ہے تو مضائقہ نہین نہین تو کچھ ضرورت نہین ہے کہ خط اور مکتوب کو چٹھی یا پاتی اور سجدہ اور قدمبوس کو ٹک گھسنی اور پالاگن لکھنے لگے اور واضح ہو کہ اونکو مرد ہو خواہ عورت آداب نہین لکھا جاتا اور عورت کو اسی طرح اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ نہین لکھنا چاہیے مگر درجۂ اعلیٰ کے واسطے قدمبوسی تک جائز ہے خطون کے نام خط اگر اودھر سے آیا اور ہمسر کا خط ہے تو الطاف نامہ اور نامۂ نامی اور محبت نامہ اور بڑے کا خط ہے تو نوازشنامہ اور سرفرازنامہ اور فرمان واجب الاذعان اور منشور کرامت منشور اور چھوٹے کا خط ہے تو اوسکو مکتوب مرغوب خطِ مسرت نمط اور عرضی مرسلہ اور خط جو ادھر سے بھیجا ہے اگر ہمسر کو بھیجا ہے تو اوسکے مقابلے مین اپنے خط کو رقیمہ اور رقیمۂ نیاز اور اشتیاق نامہ اور بڑے کے مقابلے مین عریضہ اور عرضی اور عرضداشت اور چھوٹے کے مقابلے مین خط کو خط لکھینگے لیکن بہت اونکے مقابلے مین اپنی تحریر کو شقہ اور پروانہ لکھنا چاہیے اور ترجمہ اِن سب لفاظ کا اُردو زبان مین کچھ نہین ہو سکتا چنانچہ حال اوسکا اون لفاظ سے ظاہر ہے خط کی رسید اگر خط ہمسر کا پہونچا ہے تو فارسی مین یون لکھینگے وصول یافرحت نمود اور وصول الطاف شمول فرمود رنگِ وصول بخشید اور مثل اِسکے اور بڑے کے واسطے ورود فرمود شرفِ صدور بخشید نزول اجلال فرمود اور چھوٹے کے واسطے رسید و مسرور گردانید بملاحظہ گذشت اور مثل اِسکے اور بعضے لوگ کلماتِ فخریہ اور سرور بھی اِن الفاظ کے ساتھ ملاتے ہین بعضے یون لکھتے ہین کہ وصول نمودہ جمعیت ظاہر و باطن افزود وصول نمودہ مسرور گردانید پرتوِ وصول افگندہ باعثِ مفاخرت گردید ورود فرمود فرقِ عزت وافتخار بفرقِ فرقدان رسانید اُردو مین فقرات کے عوض ہمسر کو یون لکھا جائیگا الطاف نامہ یا نامۂ نامی یا محبت نامہ کے پہونچنے سے نہایت سرور حاصل ہوا اور بڑے کو عنایت نامہ یا سرفرازنامہ یا فرمانِ عالی کے پہونچنے سے سرفرازی حاصل ہوئی اور چھوٹے کو خط تمھارا پہونچا ہمکو نہایت خوشی ہوئی اور اونکے عرضی تمھاری ملاحظہ سے گذری

فائدہ اب اس مقام پر اتنی بات قابل لحاظ کرنے کے ہے کہ مکتوب الیہ کے جو تین مرتبے اور ہر مرتبے کے تین درجے اوپر بیان کیے گئے بناء اوسکا اردو کی تحریر مین اس مقام تک ہوا اب آگے جو مقامات آتے ہین اون مین ممکن نہین ہے اور کہین کچھ ہوا بھی تکلف سے خالی نہوگا اسی نظر سے فارسی مثالون مین بھی وہ رعایت موقوف کر کے صرف ایک ایک مثال لکھی جاتی ہے جس طرح فارسی مین اپنے خط کے پہونچنے کو ہمسر کے مقابلے مین بملاحظہ آمدہ باشد موصول گردیدہ باشد اور بڑے کے مقابلے مین بملاحظۂ اقدس و سامی آمدہ باشد یا از نظرِ فیض منظر بازیابان حضور لامع النور درگذشتہ باشد اور چھوٹے کو بمطالعہ درآمدہ باشد یا رسیدہ باشد اور مثل اوسکے لکھتے ہین اردو مین ہمسر کو ملاحظہ ہوا ہوگا اور بڑے کو نظر سے گذرا ہوگا اور چھوٹے کو پہونچا ہوگا لکھین گے اور اکثر خط کے مطلب سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہین اسکو اور اکثر کہتے ہین مثلاً فارسی مین ہمسر کو یون لکھتے ہین مضمون عطوفت مشحون پیرایۂ اتضاح یافت اور بڑے کو ارشاد فیض بنیاد مطلع فرمود اور چھوٹے کو بر حقیقت مندرجہ آگاہی دست داد یا مدعای معروضہ معلوم شد اور اردو مین یہ مطلب یون لکھا جائیگا حقیقت مندرجہ کو بخوبی سمجھا ارشاد فیض بنیاد سے قرار واقعی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور حال دریافت ہوا یا حقیقتِ معروضہ واضح ہوئی کاتب کے نام خط لکھنے والا اگر ہمسر ہے تو اپنے تئین ہمسر کے مقابلے مین فارسی مین این دوست این مخلص این نیازمند اور بڑے کے مقابلے مین فدوی این غلام این خادم این کمترین این نمک پروردہ اور چھوٹے کے مقابلے مین این جانب و ما و من و مابدولت لکھین گے اور اردو مین ہمسر ہو تو آپ اور بڑا ہو تو جناب عالی حضور اور چھوٹا ہو تو تم لکھنا چاہیے مکتوب الیہ کے نام فارسی مین ہمسر کو آن کرمفرما آن مشفق آن مخدوم آن مکرم آن شفیق آن مہربان اور بڑے کو آن قبلہ آنحضرت آنجناب آن خداوند نعمت اور حضور پرنور عالی اور بندگان عالی اور بندگانِ حضور اور چھوٹے کو آن عزیز آن برادر آن برخوردار آن جانِ عم آن سعادت پایہ آن سعادت سرمایہ آن لختِ جگر

آن نور دیدہ آن معتمد الخدمت آن فدوی خاص اور اردو مین اپنے تئین ہمسر کے مقابلے مین
فدوی اور کمترین اور غلام اور چھوٹے کے مقابلے مین اپنے تئین ہم لکھین گے **دوسرے
شخص کی صفت** اگر خط مین کسی دوسرے شخص کا مذکور آجاے تو موافق اوسکے رتبے کے
اوسکا القاب لکھکر اوسکا نام لکھتے ہین جیسے اگر ہمسر ہو تو یون لکھتے ہین میر صاحب شفیق سید
امیر علی صاحب کی زبانی معلوم ہوا اور بڑا ہو تو لکھنا چاہیے کہ جناب مولوی صاحب مولوی
محمد باقر علی صاحب کے فرمانے سے دریافت ہوا کہ جناب عالی متعالی قبلہ عالم کے حضور سے
ارشاد ہوا اور چھوٹا ہو تو برادر عزیز محمد علی اور برخوردار حسین احمد کے بیان سے واضح ہوا کہ آپکے
عرض کرنے سے دریافت ہوا اور اگر نام اوس شخص کا مکرر آوے تو یون لکھنا مناسب ہے کہ
ہمنے میر صاحب موصوف کو سمجھا دیا اور مولوی صاحب ممدوح سے عرض کر دیا اور جناب عالی
قبلہ عالم کے حضور مین عرض کیا اور برخوردار مذکور اور برادر مرقوم سے کہدیا اور بعضے لوگ مکرم الیہ
اور معزی الیہ اور معظم الیہ اور موصی الیہ اور مشار الیہ اور نامبردہ لکھتے ہین **چیز کا بھیجنا**
اگر کوئی چیز ہمسر کے پاس بھیجی ہے تو لکھنا چاہیے کہ آپکے پاس بھیجدی اور بڑے کو لکھیے کہ خدمت
عالی یا حضور والا مین ارسال کی اور چھوٹے کو لکھیے کہ تمہارے پاس یا تمکو بھیجدی **چیز کا مانگنا**
اگر ہمسر سے طلب منظور ہے تو بھیجدیجیے یا لطف فرمائیے اور بڑے سے طلب کرے تو عنایت
کیجیے یا مرحمت فرمائیے اور چھوٹے سے مانگے تو روانہ کرو اور ارسال کرو اور بھیجدو لکھے
اپنے آنے کا حال ہمسر کے مقابلے مین بندہ حاضر ہوا تھا اور بڑے کے مقابلے
مین کمترین مشرف خدمت ہوا کمترین ملازمت کو غلام قدمبوسی کو حاضر ہوا تھا اور چھوٹے
کے مقابلے مین ہم تمہارے یہان گئے تھے یا مین تمہارے پاس گیا تھا یا حضور یا بدولت
رونق افروز ہوئے تھے **مکتوب الیہ کے آنے یا جانے کا حال** اگر ہمسر ہے تو اوسکے
آنے کو آپنے کرم فرمایا تھا اور تشریف لائے تھے اور قدم رنجہ فرمایا تھا اور جانے کو
آپ جب سے تشریف لے گئے ہین لکھنا چاہیے اور بڑے کو جناب یا حضور رونق افروز

ہوتے تھے یا جب سے کلکتے کو تشریف فرما یا شفقت فرما ہوتے اور چھوٹے کو تم یہان آئے یا حاضر ہوئے تھے اور جب سے بنارس کو سدھارے یا آگرے گئے ہو **مطلب** خط پہونچا حال معلوم ہوا ہمنے پہلے خط روانہ کیا ہے پہونچا ہوگا اوس سے حال ہمارا دریافت ہوا ہوگا جب سے تم اودھر گئے ہو کچھ نہین بھیجا ہے اب میر نثار علی پہونچتے ہین اونکے ہاتھ پچاس ہزار روپیہ بھیجو تو ہمارا آنا ہوتا ہے نہین تو تم آپ آؤ **خاتمہ** بعد تمام ہونے مطلب کے ہمسر کو لکھے زیادہ کیا تبسیط دون زیادہ کیا تکلیف دیجائے زیادہ کیا گزارش کرے اور فارسی مین بعضے جو اوسکے بعد فقرہ دعائیہ اور بھی بڑھاتے ہین جیسا ایام جمعیت و شادمانی مدام بکام وعمر و دولت روز افزون باد وغیرہ جو اردو مین چاہیے تو یون لکھے خوشی و شادمانی ہمیشہ نصیب رہے اور عمر و دولت روز زیادہ ہوتی رہے اور مثل اِسکے اور بڑے کو زیادہ حد ادب زیادہ کیا عرض کرے واجب تھا عرض کیا سایہ آپکا ہمارے سر پر ہمیشہ رہے آفتاب دولت و اقبال کا تابان رہے اور چھوٹے کو زیادہ کیا لکھا جاوے تاکید اور تھوڑے لکھنے کو بہت سمجھو اور موافق لکھنے کے عمل مین لاؤ **واضح** ہو کہ مطلب خط کا مثلاً اوسیقدر ہے جو اوپر لکھا گیا اور یہ بھی فرض کر لیا جاوے کہ لکھانے والا اوس کا کوئی جاہل ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ دستور خط لکھنے کا کیا ہے صرف اپنا مطلب بیان کر دیتا ہے اِس صورت مین لکھنے والے پر واجب ہے کہ کاتب اور مکتوب الیہ کے مرتبے کو سمجھ لے اور اوس کو تمیز چاہیے کہ یہ مطلب ہمسر کو کس طرح اور بڑے کو کس طور سے اور چھوٹے کو کیونکر لکھنا ہوگا اِس صورت مین لکھنے والا اگر تھوڑی سی بھی سمجھ رکھتا ہے تو قواعد مذکورہ سے یہ مقام بخوبی صاف اور واضح ہو گیا کچھ حاجت زیادہ تعلیم کی باقی نہ رہی یعنے اگر مقدمہ القاب سے لیکر مطلب اور خاتمے تک جو باتین ہر ایک کے واسطے لکھی گئی ہین ہر ایک بات پر نظر کرکے لکھے تو پانچ خط اوسی ایک مطلب کے عبارت مختلف مین پیدا ہوتے ہین

پہلا خط ہمسر کے نام

مولوی صاحب شفیق کرم و معظم زاد لطفہ بعد سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات مسرت آیات کے کہ بیان سے باہر ہے مطالب لکھتا ہون کہ نامۂ نامی کے پہونچنے سے دل کو نہایت خوشی حاصل ہوئی مضمون اوسکا بخوبی سمجھا گیا اسکے پہلے مخلص نے بھی نیاز نامہ بھیجا ہے ملاحظہ ہوا ہوگا اب میر صاحب مشفق میر نیاز علی صاحب حاضر ہوتے ہین پانچ ہزار روپیے میر صاحب موصوف کے ہاتھ لطف فرمایئے بعد بندہ حاضر ہو سکتا ہے نہین تو آپ ہی تشریف لایئے زیادہ کیا تصدیع دون فقط

دوسرا خط بڑے کے نام جو قرابت رکھتا ہو

برادر صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان امیدگاہ دو جہان مدظلہ بعد آداب و تسلیمات اور تمنای ملازمت کیمیا خاصیت کے کہ شرح اوسکی تحریر مین نہین آسکتی گزارش کرتا ہے کہ نوازش نامہ عالی نے سرفراز فرمایا ارشاد فیض بنیاد سے آگاہی بخشی قبل ازین کہ اس کمترین نے عریضہ ارسال کیا ہے مشرف ہوا ہوگا اب جناب میر صاحب قبلہ میر نیاز علی صاحب تشریف لیے جاتے ہین پانچ ہزار روپیے میر صاحب ممدوح کے ہاتھ عنایت ہون تو فدوی خدمت عالی مین فیضیاب ہو نہین تو جناب ہی تشریف فرما ہون زیادہ کیا عرض کرون

تیسرا خط بڑے کے نام جو مرتبے مین بڑا ہو

جناب حضرت صاحب پیر و مرشد برحق دستگیر مطلق دام برکاتہ بعد ادا کرنے کورنش اور بندگی اور آرزوی قدمبوسی کے کہ قلم کو طاقت تحریر کی نہین عرض کرتا ہے کہ عنایت نامہ والا نے عزت اور آبرو بخشی اور ارشاد ہدایت بنیاد سے مطلع فرمایا عرضی غلام کی بھی نظر فیض اثر سے

گذری ہوگی اب برادر صاحب مخدوم مکرم میر نیاز علی صاحب خدمت اقدس مین فیضیاب
ہوتے ہین پانچ ہزار روپیے میر صاحب معظم الیہ کے ہاتھہ عنایت ہون تو کمترین دولت قدمبوسی
کی حاصل کرے نہین تو بندگانِ عالی آپ رونق افروز ہون زیادہ حدِ ادب

چوتھا خط چھوٹے کے نام جو قرابت مین چھوٹا ہو

برخوردار نور چشم سعادت و اقبال نشان طال اللہ عمرہٗ بعد دعای درازی عمر اور خواہش دیدار
فرحت آثار کے واضح ہو کہ خط مسرت نمط پہونچا مطلب دریافت ہوا پہلے ہمنے بھی ایک خط روانہ کیا
ہے تمہارے مطالعے مین آیا ہوگا اب نیاز جان میر نثار علی پہونچتے ہین پانچہزار روپیے اونکے ہاتھہ
بھیجدو تو ہمارا آنا ہوتا ہے نہین تو تمہارا آنا ضرور ہے زیادہ اس سے جو لکھا جای اوسکو تھوڑا جانو فقط

پانچوان خط چھوٹے کے نام جو رتبے مین چھوٹا ہو

معتمد الخدمت شرافت دستگاہ خوش اور محفوظ رہو عرضی مرسلہ پہونچی حال معلوم ہوا نوشتہ ہمارا تمکو بھی
پہونچا ہوگا اب عزیز القدر نثار علی روانہ کیے جاتے ہین چاہیے کہ پانچہزار روپیے نثار الیہ کے ہاتھہ بھیجو
تو ہم آوین نہین تو تم اپنے تئین پہونچاؤ زیادہ تاکید جانو اور تحریر خطوط کا طرز بھی یاد رکھنے کے قابل ہے
اندنون تو اکثر یون نہین لکھتے ہین کہ ہمسر اور چھوٹے کو ایک ذرہ کا تفاوت ہے لیکن ذکر پیشانی پر القاب لکھکر اوس
پیشانی چھوڑ کر ایک طرف سے سیدھی سطرین اور کنارے پر ٹیڑھی سطرین لکھتے ہین اس صورت پر

ہمسر اور چھوٹے کے نام کے خط کا نقشہ

میر صاحب مشفق مہربان کرمفرماے مخلصان مجمع عنایت
بعد سلام و اشتیاق ملاقات کے مدعا یہ ہے کہ نامہ محرم کی دسوین تاریخ جمعہ کے دن بہت
دیر گذرے مین پہونچا عنایت نامہ آپ صاحب کا اوسی دن ملاقات کیا چاہتا تھا مگر اس سبب سے کہ
شاید کربلا گئے ہون نہین گیا دوسرے دن ذکر کی خدمت مین حاضر ہوا نہایت تپاک اور
اخلاق سے ملاقات فرمائی اور اپنا آدمی ہمراہ کر دیا ہے اور یہ کہا کہ فرمایا کہ تمہاری

[illegible]

اور بڑے کے خط کی صورت یا تو کتابی ہوتی ہے یعنے دونون طرف سے حاشیہ توڑکے اور پیشانی زیادہ چھوڑکے پہلے القاب بیچ سطر مین اوسکے بعد سب سطرین سیدھی لکھتے ہین اس طرح پر

بڑے کے نام کے خط کا نقشہ

عمو صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان مدظلہ العالی

بعد آداب اور تسلیمات کے عرض کرتا ہے کہ آج نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کا لشکر مقام کانپور مین داخل ہوا اور کل دوپہر کے بعد لکھنو کو کوچ کریگا فدوی بھی لشکر کے ساتھ روانہ ہوگا اس واسطے گزارش ہے کہ کوئی مکان قابل گزارے کے میرے رہنے کا مقام علیحدہ اونچا گرد پیشاب اور باورچیخانہ وغیرہ علیحدہ ہو اور باہر اوسکے گھوڑے اور پالکی اور اونٹ اور چھکڑے کی گنجایش ہو پہلے سے کرایہ لے رکھیے گا کہ وقت پہونچنے کے تلاش کی حاجت اور تکلیف نہو زیادہ حد ادب فقط

عریضہ کمترین فیاض علی

یا عرضی لکھی جاتی ہے یعنے سیدھا مدکھینچکر اوسکے اوپر القاب اور نیچے سے سیدھی سطرین لکھتے ہین

عرضی کا نقشہ

خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

عمالیجاہا فدوی دو برس سے امیدوار پرورش حضور والا مین حاضر ہے اور اکثر ارشاد ہوا کہ وقت خالی ہونے کسی عہدے کے حکم مناسب پاجائیگا چونکہ ان دنون عہدہ روبکار نویسی کا بندگان عالی کی کچہری مین ہے اس صورت مین امیدوار فضل و کرم کا ہون کہ پرورش فدوی کی اس عہدے پر فرمائی جاوے تو عین خداوندی ہے۔ واجب تھا عرض کیا

آفتاب دولت و اقبال کا ہمیشہ تابان رہے

عرضی فدوی [illegible]

اور عدالت کے کاغذون کے لکھنے کا طرز جدا ہے کہ اوسکا بیان اگر خدا نے چاہا دوسرے رسالہ مین کیا جائیگا لیکن چند سوالات کا نقشہ نمونے کے طور پر لکھدیا جاتا ہی کہ مبتدی اوسکے لکھنے کی طرز سے آگاہ ہو جاوین

سوال کا نقشہ صاحب جج کے واسطے

غریب پرور سلامت - مجھ مدعی کا مقدمہ متنازع امام بخش مدعی علیہ کے نام پر بابت دخل پانے ایک منزل حویلی قیمتی دو سو بائیس روپے کے منصفی شہر کی کچہری مین دائر ہے اگرچہ منصف صاحب کے انصاف سے مجھے امید ہے کہ اپنے حق کو پہونچونگا لیکن مدعی علیہ منصفی کا وکیل ہے اس سبب سے بھی اندیشہ اس بات کا ہے کہ کاغذات مین کسی طرح کی چالاکی نکرے اسواسطے امیدوار ہون کہ مقدمہ میرا منصفی شہر کی کچہری سے طلب ہو کر خواہ حضور مین فیصلہ ہو یا صدر الصدور صاحب کی کچہری مین تجویز کے واسطے بھیجدیا جاوے فقط عرضی امین اللہ مدعی معروضہ

سوال کا نقشہ صاحب کلکٹر کے واسطے

غریب پرور سلامت - موضع رسی پور پرگنہ مئو زمینداری موروثی مجھ نمبردار کی ہے اور آج تک اوسپر قابض اور متصرف ہون اندنون مجھ سائل نے موضع مذکور کو سات سو پچیس روپے کے عوض ہیرالال کے ہاتھ بیچکر قبالہ بیعنامہ لکھدیا اسواسطے یہ سوال حضور مین گزرانکر امیدوار ہون کہ مجھ نمبردار کا نام خانہ زمینداری سے خارج ہوکر مشتری کا نام داخل فرمایا جاوے فقط

سوال کا نقشہ صاحب مجسٹریٹ کے واسطے

غریب پرور سلامت - دادخواہ اپنی دیوار جو اس سال برسات مین گر پڑی تھی بلند کیا چاہتا ہی لیکن شیخ زینت چودھری زبردستی اوٹھانے نہین دیتا اور مزدورون کو مارپیٹ کرتا ہے اور ہنگامہ فساد پر مستعد ہوتا ہے اور اوسکے پہلے ۲۲ جون کو میرے سوال پر کوتوال شہر سے کیفیت طلب ہوئی تھی سو اب تک نہین پہونچی جو

طرف ثانی کا کچھ حرج نہین اور دادخواہ کو مکان کے بے قید ہونیسے بڑا خوف چوریکار ہتا ہی اور بڑی دقت سے
بہت تکلیف ہی اسواسطے امیدوار ہون کہ کوتوال پر تاکید فرمائی جاوے کہ دیوار متنازعہ کو اپنی آنکھ سے
دیکھکر طرفین کے مکان کا نقشہ مع کیفیت کے حضور مین جلد بھیجدین کہ فدوی اپنے حق کو پہونچے فقط

عرضی بھوانی دین بقال معروضہ

واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ اور فرمان کے لکھنے کی صورت ایک ہے لیکن جو بادشاہ کے حضور سے آوے تو اوسکو
فرمان اور امرا اور وزرا اور ناظم اور حکام کیطرف سے آوے تو اوسے شقہ اور پروانہ کہینگے صورت اوسکی یہ ہے

فرمان یا شقہ یا پروانے کا نقشہ

فدوی خاص عقیدت نشان ارادت نبیان مورد مراحم رہو
عرضداشت اوس فدوی خاص کی نظر سے گذری دس ہزار روپیہ جو قلعہ کی
مرمت کیلیے طلب کیا ہے خزانۂ عامرہ سے بھیجا جاتا ہے جس طرح آگے ارشاد ہوا ہے
اس روپیے کو مرمت مین لگا دو اور چاہیے کہ نوروز کے جشن کے پہلے قلعہ کی
کل مرمت ہو جاے اس امر مین تاکید جان کر موافق ارشاد فیض بنیاد کے
عمل مین لاؤ فقط المرقوم غرہ شہر ربیع الاول سنہ ۲ جلوس والا

لفافہ جس کاغذ مین خط لپیٹا جاے اوسکو لفافہ کہتے ہین ایک طرف سے بالکل صاف بدون
وصل کے ہوتا ہے اور دوسری طرف وصل ہوتا ہے کہ اوسکو لاکھ اور گوند وغیرہ سے بند کرتے ہین
جدھر صاف ہوتا ہے اوس طرف پہلی سطر مین سرے پر حرف یا لفظ انشاء اللہ تعالی یا بعونہ تعالی کے
لکھکر اوسکے برابر خواہ اوسکے نیچے سے پتا اور نشان اوس ملک و مقام کا جہان خط بھیجنا منظور ہے اور
مکتوب الیہ کا نام مع اوس القاب کے جو خط مین اوسکے واسطے لکھا گیا ہے لکھا جاتا ہے اور اس سطر کے
نیچے گوشے مین وہ کلمات جو خط کے پہونچنے کے واسطے دعا کے طور پر پڑھتے ہین اور ہر ایک مرتبے کے
موافق مقرر ہین لکھتے ہین اور جیدھر بند کیا جاتا ہے اودھر کاتب کا نام اور تاریخ اور روانگی کا دن لکھکر جب

نقشہ لفافہ اوس ہمسر کے نام

بعونہ تعالیٰ خط ہذا در بیت السلطنۃ لکھنؤ بمحلہ مغل پورہ رسیدہ بمطالعہ سامیہ یا بمطالعہ سامی یا بمطالعہ گرامی یا بسامی خدمت خانصاحب شفیق مکرم مظہر لطف و کرم امیر اللہ خانصاحب ہذا دعنایتہ

اور بڑے کے واسطے

انشاء اللہ تعالیٰ - لفافہ ہذا در بلدۂ کانپور محلہ بنگالی پورہ رسیدہ بسرور مطالعہ یا مطالعہ سامیہ برادر عزیز از جان قوت بازوی ناتوان شیخ امیر اللہ طال عمرہٗ اور دوسری طرف جدہر خط بند کیا جاتا ہے اپنا نام اور تاریخ ہمسر کے مقابلے مین اس طرح رقیمۃ الوداد یا رقیمہ نیاز محررہٗ یا الملتمس حسین علی عفا اللہ عنہ سیاتہ از اکبرآباد - ۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۶ ہجری

اور بڑے کے مقابلے مین

عریضہ یا عرضی   از مرادآباد معروضہ نہم ماہ محرم حال سنہ ۱۲۶۱ ہجری   کمترین امام علی

اور چھوٹے کے مقابلے مین

الراقم یا رقیمۃ الدعا عبید العلی عفا اللہ عنہ از گورکھپور مورخہ ۲ - یا مرقومہ دوم شعبان سنہ ۱۲۶۵ ہجری واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ یا ادنےٰ کے نام کا خط جو ہوگا اوسکے لفافے پر مطالعہ اور فقرہ دعائیہ جو خط پہونچنے کے لکھتے ہین نہ لکھین گے صرف پتا اور اوسکا القاب و نام لکھدینگے اور قاعدہ دانوں سے مخفی نہین ہے کہ یہ الفاظ جو لفافے کے واسطے موافق مرتبہ اعلیٰ اور ادنےٰ اور مساوی کے فارسی مین مقرر ہین اردو زبان مین ترجمہ اوسکا کیونکر ہو سکتا ہے یعنی بسامی مطالعہ اور گرامی مطالعہ اور مشرف خدمت اور نظر فیض منظر اور عالیجناب اور حضور فیض گنجور یا مفتوح باد اور مشرف باد اور رقیمۃ الوداد

اور عرضی وغیرہ کے عوض مین ہندی کا کون لفظ قائم کیا جاے مگر یہ کہ اگر فارسی مثلاً خواہ مخواہ
ہندی لکھا چاہتا ہے تو وہ سب باتین چھوڑ کر یون لکھے ۔ یہ خط لکھنؤ محلہ سعادت گنج مین پہونچکر
میر صاحب مشفق یا برادر صاحب قبلہ یا برخوردار سعادت نشان فلانے کو پہونچے اور دوسری طرف
اپنا نام امیر علی مقام مین پوری چوتھی رمضان سنہ ۱۲۶۴ ہجری قاعدہ تحریر مین اگر نام کسی پیغمبر کا
آوے تو اوس نام کے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نام نامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا
صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ اور اونکے اصحاب مین اگر ایک نام ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو نام ہون تو رضی اللہ
عنہما اور اوس سے زیادہ ہون تو عنہم اور اولیا کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ سرہ اور
دوسرے اشخاص کے واسطے بڑا ہو یا چھوٹا مرد اگر مر گیا ہو تو مرحوم اور مغفور اور عورت ہو تو مرحومہ اور
مغفورہ اور بادشاہ کے حق مین حضرت خلد مکان اور جنت آرامگاہ یا جو لقب بعد مرنے کے اونکے
لیے مقرر ہوا ہو جیسے حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام اور حضرت احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اور
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ
عنہما اور حضرت خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ اور حضرت سلطان المشائخ سلطان نظام الدین قدس اللہ سرہ العزیز اور والد مرحوم برادر مغفور
اور والدہ صاحبہ مرحومہ اور حضرت ظل سبحانی خلد مکان اور اونسے کم رتبے کے واسطے مرد ہو تو
متوفی جیسے پیرو جولاہہ متوفی اور عورت ہو تو متوفیہ جیسے جمنی بھٹیاری متوفیہ اور ہندو اگر رتبہ
رکھتا ہو تو اوسکو بھی متوفی لکھنا چاہیے جیسے رام سنگھ زمیندار متوفی

تیسرا باب خطوط اور رقعات مین

پہلی فصل مین ہمسرون کے خطوط اور اونکے جواب اور اس فصل مین چھ خط اور ایک رقعہ
مع جواب اور ایک خط غیر جوابی ہے **پہلا خط جواب طلب** ۔ مرغ جان کو قفس تن سے
رہائی ہوتی ۔ لیکن اوس جان جہان سے نہ جدائی ہوتی ۔ شفیق میرے جس دن سے آپ

کلکتے تشریف لے گئے لکھنؤ کا شہر میری آنکھو نمین اوجاڑ اور گھر مجھے ایک کالا سا پہاڑ معلوم ہوتا ہی اور بیٹھتا ہون تو جگر مین درد بی اختیار ایسا اوٹھتا ہے کہ بیچین ہو کر اوٹھ کھڑا ہوتا ہون تو ناتوانی سے ٹھر تھرا کر ناچار بیٹھ جاتا ہون رونگٹا رونگٹا بدنمین نشتر سا چبھتا ہے اور کلیجا آٹھ آٹھ پہر آگ کے انگارے کی طرح پھکتا ہے کھانا پینا چھوٹ گیا اور دل کے زخم کا ٹانکا ٹوٹ گیا نیند تو خواب مین بھی صورت نہین دکھاتی اب موت بھی مجھسے آنکھ چراتی ہے دن کو بے پانی کے مچھلی کی طرح تڑپتا ہون راتکو کروٹین بدل بدلکر کانٹون پر لوٹتا ہون مین تو بہتیرا اپنے تئین سنبھالتا ہون لیکن بقول مصحفی صاحب کے دل کو کیا کرون بیت دل کے دھڑکے کا یہ عالم ہے کہ بی منتِ دست * پرزے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے * افسوس کی بات ہے کہ میرا تو آپکی یاد مین یہ حال ہے اور آپ نے ایسا مجھے دل سے بھلایا کہ کبھی پیام اور سلام سے بھی یاد نفرمایا خدا کے واسطے اپنی خیریت سے تو مطلع فرمایئے اور خوشخبری ملاقات کی جلد سنایئے اور اگر ممکن ہو تو ایک گھڑی انگریزی تحفہ لیکر بھجوایئے کہ جدائی کے رنج سے تارے تو گنتا ہی رہتا ہون اب ہر ساعت آپکے انتظار مین گھڑی سے دم شماری کیا کرون *

دوسرا خط اوسکے جواب مین

جو بلا جان پر آئی ہے نہ آئی ہوتی	سے خواب مین تمنے اگر شکل دکھائی ہوتی

شفیق میرے عنایت نامہ کیا پہونچا مصرعہ گو یار دیکھے جلانے کو مسیحا پہونچا * کاغذ اوسکا جگر کے زخم کے واسطے کافور کا مرہم تھا اور ہر نقطے پر محبوب کے تل کا لطف اور ہر سطر پر معشوق کی زلف کا عالم تھا سفیدی اوسکی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی پتلی کی سیاہی تھی قلم سے یا نامہ لکھا گیا گویا سرمے کی سلائی تھا کہ اوسکے ہر لفظ سے آنکھ روشن ہو گئی اب اپنا حال کیا لکھون کہ جدائی سے بیتاب رہتا ہون اور آٹھ پہر آپ ہی کی کہانی دل سے کہتا ہون ہڈیان شمع کی طرح جلتی اور مثل موم کے پگھلتی ہین دبلا اتنا ہو گیا ہون کہ پانی کی لہر کی طرح اپنے آنسوؤن کے دریا مین آپ ہی بہا جاتا ہون ہرچند کہ زندگی کا کچھ بھروسا نہین ہے لیکن اگر حیات باقی ہے تو پھر وہی صحبت اور وہی باتین اور وہی دن رات گی

بہت ملاقاتین اور وہی شکار اور وہی عیش باغ کی سیر ہے اور مرگئے تو اپنا فاتحہ بالخیر ہے گھڑی بہت نفیس اور عمدہ بھیجتا ہون اوسکی سوئی سے آپ ہماری ناتوانی اور سرگردانی سمجھ لین گے اور ریزے اوسکے ہمارے دل کے پرزون سے خبر دینگے زیادہ سواے اشتیاق ملاقات کے اور کیا لکھون

تیسرا خط جواب کے طلب مین

خانصاحب مشفق مہربان کرمفرما میرے سلامت رہین۔ بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے گزارش ہے کہ آغا سید محمد صاحب شیرازی مال پشمینے کا کئی دن سے یہان لائے ہین اوس مال مین ایک دوشالہ سفید دوردار سوزنکار قیمتی بارہ سو روپیہ ۱۲۰۰ کا مجھے بہت بھلا معلوم ہوا سو روپے ۱۰۰ بیعانہ دیکر آٹھ دن کے وعدے پر چاڑ لیکر رمضان علی خدمتگار اور روشن کہار کے ہاتھ خدمت عالی مین روانہ کیا ہے اگر پسند ہو تو رکھ لیجیے اور اطلاع بھیجیے کہ باقی قیمت بھی ادا کردیجاوے نہین تو پھیر بھیجیے کیواسطے کہ بعد آٹھ دن کے پھرنا مشکل ہے زیادہ حد ادب

چوتھا خط اوسکے جواب مین

منشی صاحب مخدوم مکرم عنایت فرماے نیازمندان زاد عنایتہ۔ بعد سلام اور اشتیاق مواصلت کے یہ التماس ہے کہ نامہ نامی مع دوشالہ سفید دوردار قیمتی بارہ سو روپیے ۱۲۰۰ کے پہونچا شکر اس عنایت کا کہانتک ادا کرون مجھے ایسے دوشالے کی بہت دنون سے تلاش تھی فی الحقیقت بہت ہی تحفہ ہے اور نیازمند کو نہایت پسند ہوا ہنڈوی پندرہ سو روپی ۱۵۰۰ کی پہونچتی ہے بارہ سو روپیے ۱۲۰۰ بابت قیمت دوشالے کے سوداگر کو دیکر تین سو روپیہ ۳۰۰ کا رومال اوسی کی جوڑ کا خرید کرکے عنایت فرمائیے زیادہ نیاز

پانچوان خط جواب کے طلب مین

راجہ صاحب عالی قدر قدر افزاے نیازمندان زاد اشفاقہ۔ شرح اشتیاق ملاقات کیواسطے ایک دفتر چاہیے ناچار اوس سے درگذر کرکے مطلب عرض کرتا ہون کہ بندہ ناچیز ہر چند کسی بات کی

لیاقت نہین رکھتا لیکن سرکاری کی مختاری کے عہدے پر مامور ہوکر دو برس سے حاضر باش کچہری تہا اور تین مرتبہ مقدمہ اپکا تجویز ثانی کے واسطے ضلع پر بہیجا گیا اور پہر عدالت صدر مین دائر ہوا بارے الحمد للہ کہ بندے کی شرم خدائے تعالے نے رکہ لی یعنے مقدمہ آج تینون حاکم کے اجلاس مین پیش ہوکر ضلع کا فیصلہ منسوخ ہوا اور آپکے حق مین ڈگری ہوئی حق تعالے آپکو مبارک کرے اب ہماری محنت اور جانفشانی کی قدردانی آپکے ہاتھ ہے زیادہ کیا عرض کرون

چھٹا خط اوسکے جواب مین

میر صاحب مجمع الطاف بیکران زاد مجدہٗ بعد شوق معانقہ جسمانی کے کہ موجب لذت زندگانی ہے مدعا لکھا جاتا ہے کہ خط آپکا واسطے اطلاع سرسبزی مقدمہ کے پہونچا دل کو نہایت خوشی حاصل ہوئی حقیقت مین ریاست خاندانی ہماری آپکی محنت اور جانفشانی سے قائم رہگئی مختاری کیسی ہمنے آپکو اپنے سے بہتر تجویز کرکے مقدمہ کی پیروی اور خبرگیری کے واسطے تکلیف دی تہی بالفعل ایک دوشالہ اور رومال اور ایک گھوڑا مع ساز ہدیے کے طور پر بہیجا جاتا ہے اگر قبول فرمایئے تو عین مہربانی ہے اور ہم ساری عمر آپکی خدمتگزاری کے واسطے حاضر ہین زیادہ اشتیاق

ساتوان خط جواب کے طلب مین

مولوی صاحب مصدر اشفاق فراوان مظہر اخلاق بے پایان زاد عنایتہٗ بعد سلام اور تمنای ملاقات کے عرض کرتا ہون کہ بندہ آپسے رخصت ہوکر فرخ آباد مین پہونچا اور صاحب مجسٹریٹ بہادر سے ملازمت حاصل کی صاحب ممدوح نے کارگزاری کے پروانے اور نیکنامی کی چٹھیان ملاحظہ فرماکر امیدوار فرمایا کہ جب کوئی عہدہ خالی ہوگا بدرستی تمہاری کیجائیگی بالفعل کوئی عہدہ خالی نہین ہے شاید چندروز کے بعد کوئی تھانہ داری خالی ہو اوسی امید پر اگر فرمایئے تو ٹھہرون نہین تو جیسا ارشاد ہو ویسا عمل مین لاؤن زیادہ کیا تصدیع دون فقط

آٹھوان خط اوسکے جواب مین

مرزا صاحب سراپا لطف و عنایت زاد محبتہ بعد ہدیہ سلام مسنون و اشتیاق ملاقات مسرت آیات کے واضح رای سامی ہو کہ محبت نامہ عین انتظار مین پہونچا حال مرقومہ دریافت ہوا بندہ کی راے مین اگر کوئی عہدہ سررشتہ داری خواہ روبکار نویسی یا اظہار نویسی کا خالی ہو تو مضائقہ نہین ہے نہین تو تھانہ داری ہرگز قبول نفرمایئے گا بیکار اور بیروزگار رہنا بلکہ بھیک مانگنا بہتر ہے مگر تھانہ داری کی نوکری اوس سے بدتر ہے اوس مین عجیب طرح کا عہدہ بیہودہ ہے کہ اگر کوئی واردات اور سانحہ مثل چوری اور خون وغیرہ کے اونکے علاقہ مین ہو جاے اور چور اور خونی گرفتار نہو تو ادھر تو حکام ناراض ہوتے ہین ادھر نارسائی ثابت ہوتی ہے بلکہ نوکری بھی جاتی ہے تب خواہ مخواہ بیگناہ پر بھی گناہ ثابت کرنا پڑتا ہے پھر اس طرح کا وبال اپنے سر پر لینا اور تہمت کسی پر رکھ دینا کسی مذہب مین جائز نہین ہے آیندہ آپکو اختیار ہے زیادہ خیریت

نوان خط جواب طلب

حضرت سلامت بندہ آج آپکے خط کے وسیلے سے لالہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا فی الحقیقت حسن قدر ثنا اور صفت اونکی آپکی زبان سے سنی تھی اونکو ویسا ہی پایا میرے ساتھ نہایت محبت اور اخلاق سے پیش آئے اور فرمایا کہ مین آپکے کام مین جان و دل سے محنت کرونگا اگرچہ اونکی وضعداری دیکھکر میرا اطمینان قرار واقعی ہو گیا لیکن بعضی باتین پہلے سے گوش گذار کر دینا مناسب ہین اور بندہ خود اوسکو کہہ نہین سکتا اس صورت مین اگر حضرت فرصت کے وقت خود تشریف لیچلین اور بندہ بھی ساتھ چلے تو سب باتین اوسوقت بخوبی طے ہو سکتی ہین زیادہ کیا تکلیف دیجاے

دسوان خط اوسکے جواب مین

بندہ نواز لالہ صاحب کی تعریف آپ جو کچھ لکھین سو تھوڑی ہے یہ شخص خلق اور مروت مین اپنا نظیر نہین رکھتا اگرچہ بندے کی حاضری کی کچھ ضرورت نہ تھی اور موصی الیہ آپکے فرمانے سے کبھی باہر اور

قاصر نہین ہوتا لیکن موافق ارشاد کے کل چار بجے حاضر ہونگا اور ہمراہ رکاب چلونگا زیادہ نیاز

گیارھوان خط جواب طلب

شاہ صاحب معدن معرفت و حقیقت مخزن شریعت و طریقت زاد عرفانہ۔ بعد تمہید لوازم نیاز اور مراسم سلام مسنون الاسلام کے مکلف اوقات بابرکات ہوتا ہون کہ آج ایک مجلس مین مذکور تفسیر اور حدیث کا ہوتا تھا بیان الم کا آگیا اور گفتگو اس بات مین ہوئی کہ مفسرین نے جوان حروف کا بیان تفسیرون مین لکھا ہے سو معلوم ہے لیکن معلوم نہین کہ حضرت صوفیہ اپنی طور پر کیا فرماتے ہین آخر یہ بات ٹھہری کہ حضرت کو کچھ اسکے بیان کی تکلیف دیجائے اس واسطے امیدوار ہون کہ جناب کسی قدر اسکے بیان مین تکلیف فرمائین تو ہم لوگون کو فائدہ حاصل ہو زیادہ کیا گزارش کرون

بارھوان خط اوسکے جواب مین

محبّ الفقرا محبوب دلھا سلامت۔ سلام تحفۂ اسلام فقیر کی طرف سے ہدیہ پہونچے پھر سوال کا جواب ملاحظہ ہو کہ الف اشارہ ہے اپنی یکتائی کا کہ مین ایک ہون اکیلا سب سے جدا ابتدا کے اول اور آخر مین مین ہون اور انتہا کے بھی اول اور آخر مین مین ہون پھر لام جو اوس سے ملا اوسکو اگر سیدھا پڑھیے تو الف لام استغراق ہے یعنی فرد اس اکیلے پن کا وہی پاوے جو سب بلکہ آپ اپنے سے بھی الگ ہوکر مجھی مین ڈوب جاوے یا یون کہیے کہ مین ہی کل ہون بالکل کو احاطہ کیے ہوئے اور اگر اولٹ کر پڑھیے تو لا ہوتا ہے یعنی مجھ سوا کوئی دوسرا موجود نہین ہے اور حرف لام کو اگر لفظ کے طور پر لکھے تو لام لکھنے مین آتا ہے جسکے بیچ مین وہی الف ہے یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ احدیت میری چھپی ہوئی ہے پھر حرف لام کے پڑھنے مین بھی میم زبان پر آتی ہے اور لکھنے مین بھی میم لکھی جاتی ہے یہ میم محمدی محبوبیت کی ہے وہ یہ رمز ہے کہ الوہیت کے لام کے باطن مین میم محمد مخفی ہے اور ظاہر مین بھی ظاہر ہے اسواسطے ظاہر کر کے بھی لکھا گیا کہ الف لام میم پر اس الم کو اولٹا کر کے پڑھیے تو ملا ہوتا ہے جسکے معنی بھرے ہوئے کے ہین خلا کے مقابلے مین جو

خالی ہے ہوا کو کہتے ہین اپنے تئین خودی سے خالی کر تو جہان میری خدائی سے بھرا ہوا ہے خوب
خلا ملا ہو کر سب مین ملا ہوا ہون گو ظاہر مین چھپا ہون لیکن باطن کی آنکھ سے تو پیدا ہون اگرچہ فقرا
اسمین بہت نکتے باریک اور بھی کہتے ہین کہ سمجھنا اوسکا دشوار ہے کس واسطے شکر جب چکھیے تو منھ میٹھا ہو صرف
شکر کے کہنے سے مزا زبان پر نہین آتا لیکن جتنا بیان مین آسکتا تھا لکھا گیا والسلام اللہ بس باقی ہوس

تیرھوان خط جواب طلب

بلبل ہزار داستان خوش بیانی طوطی شکرستان سخن سخندانی سلامت ۔ بعد شرح اشتیاق ملاقات کے
کہ قلم اوسکی تقریر و تحریر سے عاجز ہے التماس کرتا ہون کہ پہلی تاریخ شوال کو حضرت والد مرحوم مغفور نے
اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی خوشی کا سامان سب سبب ماتم اور عید کا دن میری لیے
محرم ہو گیا لیکن جو قضا و قدر سے کچھ چارہ نہین ہے چار و ناچار صبر کیا اب جناب عمو صاحب قبلہ کہ سوا اونکے
کوئی دوسرا اپنا سرپرست نہین ہے چاہتے ہین کہ تقریب عید کے مہینے مین میرے نکاح سے فراغت ہو جاے
ہر چند کہ والد بزرگوار کے غم و الم مین یہ شادی ماتم سے بدتر معلوم ہوتی ہے مگر چچا صاحب کے سامنے مجال دم
مارنیکی نہین اس سبب سے مجبور ہو کر راضی ہونا پڑا جو شریک ہونا آپکا اس تقریب مین ضرور ہے اس واسطے
عرض کرتا ہون کہ آپ جس طرح ممکن ہو رخصت لیکر بیسوین تاریخ تک تشریف لائیے زیادہ کیا تکلیف دون

چودھوان خط اوسکے جواب مین

مجموعۂ انشاء شیرین زبانی دیباچۂ کتاب سخن و معانی زاد قلم بعد تشریح مراتب اشتیاق آرزومندی کے
تحریر کے مضمون سے آنسو بہاتا ہے اور کچھ خوشی مین آکر مبارکباد کا مضمون بھی زبان پر لاتا ہے اس طرح
زمانے مین خوشی اور غم دونون کا چولی اور دامن کی طرح ساتھ اور دنیا مین دھوپ چھاؤن کی طرح
شادی و غم [illegible] دو پھول ایک ہی شاخ مین کھلتے ہین ایک دولھا دولھن کے سہرے
[illegible] پر میت کی تربت پر چڑھایا جاتا ہے دو موتی ایک سیپ مین پیدا ہوتے ہین ایک بادشاہ کے

تاج مین لگاتے ہین وہ سر کو کھرل مین پیسکر دوا مین ملاتے ہین ایک ہی کافور سے دو شمعین بنتی ہین ایک محفل رقص کے کام آتی ہے دوسری فقیر کے مزار پر جلائی جاتی ہے چمن مین اگر کلی کھلکھلا کے ہنستی اور خوش ہوتی ہے شبنم اوسکے ہنسنے پر بے اختیار روتی ہے جس باغ مین خزان ہو وہان بہار بھی ہے اور جہان گل ہے وہان خار بھی ہے بادام کے پوست اور مغز کو دیکھیے کہ سختی اور نرمی ایک ہی جگہ موجود اور برف کو سوچیے تو گرمی اور سردی اوسکے ساتھ ہی موجود ہے سرخی و زردی گل رعنا کی دلیل ہے اس بات پر کہ عالم مین جب تک بنی آدم ہین خزان اور بہار دونون باہم ہین تقدیر نے اگر صبح کو ایک دن سفید خوشی کا پہنایا تو شام کے واسطے جامہ سیاہ ماتمی بنایا حال ہے کہ آپکے والد ماجد کا عین عید کے دن انتقال فرمانا گویا اسی گردش لیل ونہار اور رنج وراحت اور خزان بہار کا تماشا دکھانا تھا اس غم نے جتنا رلایا تھا اوتنا ہی آپکی شادی نے ہنسایا اوس افسوس مین آسمان جو ماتمی لباس پہنے ہوئے نظر آیا تو شفق کی سرخی نے وہین خوشی کا رنگ بھی دکھایا رنج مین پہلے ذوشتر خوشنہ بہارا تو پھر خوشی مین وہی دونون ہاتھ اوٹھا کر یون دعا مانگی کہ خدا اوس مرحوم کو جنت نصیب کرے اور آپ سلامت رہین اور یہ شادی مبارک ہو بندہ بھی اداے رسم فاتحہ اور شرکت محفل شادمانی کے واسطے ضرور ضرور حاضر ہوگا زیادہ والسلام

پندرھوان خط غیر جوابی

شفیق میرے سلمہ بعد سلام کے واضح ہو کہ بعضے دوستون کے بیان سے دریافت ہوا کہ آپ کٹنی کے فریب مین آکر عورت کے حسن وجمال کی صرف تعریف ہی سنکر ایسے شیفتہ اور فریفتہ ہوگئے کہ گھربار سب بھلا دیا اور تمام عزیزون کی محبت سے دل اوٹھایا اب دس ہزار روپے پر معاملہ نکاح کا ٹھہرا ہے اوسمین پانچہزار روپے کا تو اپنا اسباب بیچا اور پانچہزار روپے قرض لیا چاہتے ہین اگرچہ جناب کے سبب سے مجھے آپنے کچھ نہین لکھا مگر انھین دوستون کے اظہار سے یہ دریافت ہوا کہ اس امر مین بھی اجازت چاہتے ہین بہت تعجب ہوا کہ اول تو سنی سنائی بات کا کیا اعتبار ہے دوسرے آپ ایسا آدمی جو عورت کے دام مین آجاے

تو اور ون کا خدا حافظ ہے اب مین ایسے امر مین کیا عرض کرون اور اجازت کیا لکھون

دوسری فصل مین بڑونکے نام کے خطوط

اور اس فصل مین پانچ خطوط جواب طلب ور پانچ خط اونکے جواب مین اور ایک خط غیر جوابی سب گیارہ خط ہین

پہلا خط جواب طلب

قبلۂ حقیقی وکعبۂ تحقیقی دام ظلہم۔ بعد ادا کرنے تسلیمات اور آداب بندگی کے عرض کرتا ہے کہ جناب کی بیکاری اور زیرباری کا حال سنکر طبیعت کو نہایت قلق اور اضطراب ہوتا ہے بالفعل اس کچہری مین کوئی سبیل نوکری کی نظر نہین آتی مگر جناب ولیم جکسن صاحب بہادر کہ عدالت صدر دیوانی مین حاکم بالاستقلال مقرر ہوئے ہین اور جناب ہنری ینگ ہارنگٹن صاحب بہادر کہ ضلع جونپور مین صاحب جج ہین فدوی پر ہمیشہ سے نظر تفضلات رکھتے ہین اور دونون حکام والا شان سے اُمید قوی ہے کہ قدردانی اور تشرفا فوازی کی راہ سے اگر کہین بھی کوئی جگہ خالی ہوگی تو آپکی پرورش فرمائینگے اسلیے گزارش ہے کہ اگر آپکی مرضی ہو تو عرضی اپنی بھیجدون بدون آپکی اجازت کے عرضی نہین بھیج سکتا کہ مبادا وہان سے طلب کا حکم صادر ہوا اور آپ قصد نفرمائین تو کمترین کو شرمندگی حاصل ہوگی زیادہ حد ادب

دوسرا خط اوسکے جواب مین

عزیز از جان سعادت واقبال نشان طال عمرہٗ۔ بعد دعاے اور تمناے دیدار کے واضح ہو کہ مکتوب محبت اسلوب پہونچا حال معلوم ہوا جو ہماری بیکاری اور زیرباری کا حال تمھین اچھی طرح دریافت ہے اس صورت مین اگر کلکتہ خواہ جونپور سے موافق تمھارے لکھنے کے ہماری طلبی ہوگی تو ہمکو جانے مین کچھ عذر نہوگا لازم ہے کہ تو عرضیان اپنی لکھکر بھیجا چاہتے ہو تو جلد بھیجو اور جواب آنیکے بعد جلد اطلاع کرو زیادہ دعا

تیسرا خط جواب طلب

قبلۂ صوری ومعنوی وکعبۂ دینی ودنیوی مدظلہ العالی۔ غلام ارادت رقم آداب کی راہ کو سر کے بل طے کرکے

عرض کرتا ہے کہ سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین کوئی تعلقہ خرید کیجئے وہان بھی کچھ ریاست پیدا کیجئے اسواسطے
ہنڈوی پچاس ہزار روپیہ کی ساہ بہاریلال گوبندلال مہاجنون کی کوٹھی سے لالہ گوبند سہائے جی کے نام
اس عریضے کے ساتھ روانہ کرکے امیدوار ہون کہ کوئی تعلقہ کہ جس طرح خاطر خواہ ہو اونکی معرفت
تو فدوی کے نام سے خرید فرمایا جاوے لیکن ایسا نہو جس طرح خانصاحب قبلہ مرزا ... نے
نیلام مین خرید فرمایا اور روپیہ بہت خرچ ہوا مختارون نے ہلوا مانڈا کھایا لیکن مانڈا ہاتھ نہ آیا
احتیاط اسکی ضرور ہے کہ نفع کی امید پر نقصان نہو زیادہ اقبال آپکا ہمیشہ رہے

چوتھا خط اوسکے جواب مین

برادر بجان برابر فرخندہ اختر سلمہ اللہ تعالی - بعد دعای درازی عمر وحیات اور ترقی درجات کے
واضح ہو کہ مکتوب مرغوب مع ہنڈوی پچاس ہزار روپے کے پہونچا تعلقہ خریدنے کو جو تمنے لکھا اسوقت
عملداری کی ریاست کا کیا کہنا ہے مگر مشکل یہی ہے کہ اول تو بروقت اور سردست کوئی تعلقہ لاکھ
پچاس ہزار روپیے کی قیمت کا ہاتھ نہین دوسرے اکثر عدالت کے معاملات مین نقصان اور خرچ ہوتا ہے
پھر وہی مثل ٹھہری ہو کہ نماز چھوڑانے گئے روزے گلے پڑے اس صورت مین اگر ریاست پیدا کرنی منظور ہے
تو متفرق خرید کرنا بہتر ہے اندنون مین تعلقہ نان پارہ دس ہزار روپیے پر بکتا ہے اگرچہ نفع اوسمین کم
ہے لیکن زمینداری کا ایک پارہ نان بھی غنیمت ہے اس واسطے نان پارہ تو اب خرید کرتا ہون
بعد اوسکے دوسرے تعلقہ کی بھی فکر کرونگا خاطر جمع رکھو زیادہ خیریت

پانچوان خط جواب طلب

قبلہ حاجات وکعبہ مرادات دام افضالہ - در دولت پر سجدہ عبودیت کا ادا کرکے عرض کرتا ہون کہ ربیع الاول
کی بارھوین تاریخ کو مجلس مولد شریف کی خود مولویصاحب کے مکان مین ہوئی اس قدر ہجوم آدمیون کا
تھا کہ بدن سے بدن چھلتا تھا اور دو مکان کے صحن اور دالان اور سہ دریان اور کوٹھونکی چھتین

آدمیون سے بھری تھین اور پھاٹک سے لیکر سڑک تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے پانچ ہزار آدمی
زیادہ ہونگے کم نہ تھے ادو ھرکا آدمی ادھر نہ جا سکتا تھا لکترن بھی اس مجلس کا مدت سے مشتاق تھا
فی الحقیقہ عجب تاثیر نظر آئی کہ آغاز کتاب سے خاتمہ تک لوگ ہر طرف نیم بسمل کی طرح تڑپتے تھے مسلمانو
کیا ذکر ہے کہ ہندو بھی کوٹھے پر سے گرے پڑتے تھے فدوی کو شام تک ہوش نہین تھا اور تمام رات وہی
سمان آنکھو نمین سما یا رہا اگرچہ مجلس مہینے تک تمام شہر مین جا بجا ہر روز ہوئی ہے لیکن اس مجلس مین
کچھ قبولیت کا اثر ہی دوسرا نظر آیا اور اب فدوی کی آرزو یہ ہے کہ مولوی صاحب کی خدمت مین اکثر حاضر
رہا کرون اس واسطے امید وار ہون کہ اگر حضور کا دستخطی عنایت نامہ پاؤن تو اوس وسیلے سے اونکی
خدمت مین جاؤن زیادہ سواے آرزوے قدمبوسی اور کیا لکھون

چھٹا خط اوسکے جواب مین

برخوردار نور چشم لخت جگر زاد علمہ بعد دعوات مزید حیات اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ خط مسرت نمط
پہونچا خدا کا شکر کہ دل تمھارا معرفت کے نور سے روشن ہوا اور کیفیت کا فرما سچ ہے کہ مجلس مقبول اور
بے نظیر اور مولوی صاحب کے بیان کی بے شبہہ تاثیر ہے جس شہر مین اونکے جانیکا اتفاق ہوا اکثر
اسی طرح مجلسون کے لوگون کو کیفیت حاصل ہوا کری ہے خط موافق تمھاری طلب کے پہونچتا ہے
اگر کوئی رسالہ مولد شریف کا ملے تو ہمارے واسطے ڈاک پر روانہ کرو والدعا

ساتوان خط جواب طلب

پیر و مرشد برحق دستگیر مطلق دام برکاتہم - دیدہ عقیدت مین آستانے کی خاک کا سرمہ لگا کر مدعا
گزارش کرتا ہے کہ موافق ارشاد حضور کے ہر روز قرآن مجید کی تلاوت اور درود کی کثرت اور صبح و شام کلمہ
شغل اور ہر جمعرات کو حضرت پیر صاحب قدس اللہ سرہ کے مزار شریف کی زیارت کا معمول جاری ہے
لیکن اکثر صبح کی نماز قضا ہو جایا کرتی ہے اگرچہ پڑھ لیا کرتا ہون مگر جو حق نماز پڑھنے کا ہے اچھی طرح

ادا نہین ہو سکتا امیدوار دعا کا ہون زیادہ آرزوے قدمبوسی کے سوا کیا عرض کرون

آٹھوان خط اوسکے جواب مین

ثمرۂ گلشن ثروت وارجمندی سرو چمن حشمت و سربلندی زاد حشمتہ بعد دعای ترقی دولت و ایمان اور حفظ سلامتی جان کے معلوم ہو کہ رقیمۂ محبت ضمیمہ پہونچا عزیز میرے بندے کو اپنے مولی کی بندگی چاہیے جس حال مین ہو اور جس طرح ہو سکے قبول کرنا اور نکرنا اوسکا کام ہے خصوصاً نماز بیت
روز محشر کہ جانگداز بود * اولین پرسش نماز بود * قیامت کے دن پہلے نماز ہی پوچھی جائیگی عزیز میرے نماز مین چار چیز ایسی ہین کہ اومین سے ایک ایک چیز ہر مخلوق کے واسطے عبادت ٹھہرائی گئی پہلے قیام ہے یعنے اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑے رہنا سو یہ عبادت درخت اور پہاڑ اور دیوار اور سبزہ اور شمع اور فانوس وغیرہ کے واسطے ہے کہ خالق کی راہ مین ایک سناٹا کیے ہوئے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہین دوسرے رکوع یعنی حق تعالی کے روبرو نہایت عاجزی سے جھک جانا کہ یہ عبادت جانورون کو ملی جیسے گھوڑا اور گاے اور بیل اور شیر اور بکری یہ سب ہر وقت اوسکے حضور مین جھکے رہتے ہین تیسرے سجدہ اور یہ خدمت اور تمام حشرات الارض کے لیے مقرر ہوئی کہ سانپ اور بچھو اور چیونٹی سب اوسکی راہ مین سجدہ کرتے اور سر ٹیکتے ہوے چلتے ہین چوتھے قعود یعنے اوسکے دربار مین باادب ہو کر سر جھکا کر دو زانو بیٹھنا یہ عبادت دو پاؤن کے جانورون کو عنایت ہوئی کہ کبوتر اور فاختہ اور بلبل وغیرہ اسی انداز سے بیٹھتے ہین پھر انسان جو سب مین اشرف المخلوقات اور خدمتی خاص تھا جو عبادتین کہ اور مخلوقات کو جدا جدا ملی تھین اسکو سب ملا کر عنایت ہوئین کہ نماز مین سب باتین ادا کیا کرین بہت غیرت کی بات ہے کہ حیوان اور درخت اور پتھر تو سب اپنی اپنی خدمت بجا لاوین اور انسان باوجود ایسی خصوصیت کے پانچ وقت بھی نماز ادا کرسکے عزیز میرے عاشقون کے نزدیک نماز معشوق کے نام کو نقش کرنا ہے پس کھڑے ہونا الف ہے اور جھکنا لام اور پھر کھڑے ہونا الف ہے اور جھکنا لام اور پھر کھڑا ہونا دوسرا الف اور سجدہ ہ کی صورت ہے رہنے نام اللہ کا بس باقی ہوس کیف ما یجی جاتی ہے اسکو

پڑھکر سورہا کرو انشاء اللہ چاہے گا تو صبح کی نماز کبھی قضا نہوگی زیادہ سعادت ازلی نصیب رہے

نوان خط عرضی جواب طلب

خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ اندنون فدوی کو اپنے بھائی کی شادی مین گھر جانا بہت ضرور ہے اور وطن فدوی کا شاہ اودھ کے ملک مین یہان سے بیس منزل ہے اس صورت مین امیدوار فضل و کرم کا ہون کہ سوا تعطیل محرم کے رخصت دو مہینے کے بندگان حضور سے مرحمت ہو کہ اس عرصے مین بھائی کی شادی سے فراغت حاصل کرکے پھر حضور مین حاضر ہون واجب تھا عرض کیا آفتاب دولت و اقبال کا ہمیشہ تابان رہے

دسوان خط پروانہ ہے اوسکے جواب مین

فضیلت و کمالات دستگاہ مولوی ہدایت اللہ سررشتہ دار عدالت دیوانی مورد مراحم ہو عرضی تمہاری معروضہ پہلی ستمبر سنہ ۱۸۴۰ عیسوی کی دو مہینے کی رخصت کی استدعا مین آج ملاحظے سے گذری جو رخصت تمہاری منظور ہوئی اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ تم اپنے کام سے فرصت حاصل کرکے اندر میعاد رخصت کے حضور مین حاضر ہو فقط المرقوم دوسری ماہ ستمبر سنہ ۱۸۴۰ع

گیارھوان خط غیر جوابی

نواب صاحب قدردان عالی مراتب والا شان فیاض زمان دام فیوضہ کمترین احسن اخبار نویس بعد تسلیم اور آرزوی ملازمت کے عرض کرتا ہے کہ کل تک کا جو حال تھا کل کے عریضے سے دریافت ہوا ہوگا آج آغا صاحب کے بیاہ کی شہر مین دھوم اور تماشائیون کا چارون طرف ہجوم ہے گیارہ بجے رات کو برات جو نکلی تو اوس ہنگامہ کا بیان تحریر و تقریر مین نہین آسکتا بڑی برات کی دھوم دھام اور خلقت کا اژدحام اور روشنی کی تیاری آرایش کی گلکاری ہر کوچہ ایک نمونہ باغ کا بنگیا تھا ایک ایک تخت پر کاغذ اور ابرک کے پھول کترے ہوئے اور طرح طرح کے درخت اور رنگ برنگ کے گل بوٹے اور چمن مین ہر قسم کے پھول بے

فصل بفصل کھچے پکے ہوئے تروخشک پھلے ہوئے ہر دو اپنے سرون پر لیے پھرتے تھے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ کلیان کھلا چاہتی ہین اور چڑیان ڈالیون پر سے اڑا چاہتی ہین عجب طلسمات کا عالم تھا
کہ باغ اور چمن تو ایک ہے یہ چلتی پھرتی پھلواری کہ راستے کو گلزار تماشا بناوے اور بہشت کی بہار کو
بھی راستہ بتاوے کبھی دیکھنے اور سننے مین نہین آئی فارسی مین اگرچہ گلگشت سیر کو کہتے ہین لیکن
گلگشت اگر آرایش کا نام رکھا جاوے تو لائق ہے گویا خود برات کے ساتھ گلگشت کو نکلے ہین رویہ
ہزارون تختہ آتشبازی کی کوسون تک قطار جسکی روشنی نے ہر طرف رات کو دن بنا دیا ہر تختہ آتشبازی نے
آفتاب سے پنجہ کرکے ید بیضا کا اعجاز دکھا دیا قدم قدم پر آتشبازی چھوٹتی ہوئی دولھن کے دروازے
تک پہونچی وہان ایک نقار خانہ سنہرا روپہلا گنگا جمنی جڑاو اس تکلف کے ساتھ تیار تھا یا یہین کا تھا
تھا اوسکے سامنے آتشبازی چھوٹنے لگی انار کی بہار کا کیا بیان کیجیے کہ اسکے سوا آگ کے درخت کو پھولتے
پھلتے نہین دیکھا ہے پھر موتیون کا جھڑنا اور سپر چڑہے پھلجھڑی سے پھولون کا جھڑنا ہاتھیون کا لڑنا اور
ہوائی کا ہوا کے ساتھ آسمان پر جانا اور وہان سے زمین تک تارے چھٹکانا اور چرخی کا چرخ کھا کر
زمین پر سورج کی صورت بنجانا مور کا ناچنا مہتاب سے چاندنی کا شرمانا بس خدا کی قدرت کا تماشا نظر آتا
تھا چادر کے چھوٹتے ہی جو ستارے زمین پر چھٹکتے تو یہ تمیز نہین ہوتی تھی کہ شرک ہی یا کہکشان اور اسکے
چھوٹنے سے بعد روشنی کے جو تاریکی ہوتی تو نہین سمجھا جاتا تھا دھوان ہے یا آسمان غرض اس تجمل کے
ساتھ جو ہر ایک اونکے مکان عالیشان مین ٹھہرے اور مجلس آراستہ ہوئی غل ہوا کہ خاصہ منگاؤ اور کھانا لاؤ
بس حکم ہی کی دیر تھی بڑے بڑے دسترخوان سفید محمودی اور چند بری کے بچھ گئے ستھرے ستھرے مخمل
اور کمخواب اور بانات کے زیر انداز اور بہتر سے بہتر چلمچی آفتابے ہاتھ دھلانے کے حاضر ہوئے اور کھانا آنا
شروع ہوا آشیر مال باقرخانی گاؤدیدہ گاؤزبان نان تافتان نان فطیری نان تنک پھلکا چپاتی پراٹھے شامی کباب
ختائی کباب گولر کباب نرگسی کباب کوفتے پسندے بعض تکے مرغ مسلم تنکی اور شش قلیہ اور قورما
شش رنگہ یخنی پلاؤ قورما پلاؤ مزعفر متنجن زیرہ بریانی دستپیچ نورمحلی باقرکی شیربرنج فرنی فرہشت حلوا
فالودہ کھلاہی ورقی سنبوسے قاچی ہریرہ ہریسہ گلتھی مربا اچار چٹنی قسم قسم کے کھانے چن دیے گئے

جسکے بیان سے قلم کے مُنھ مین پانی بھر آئے اور حلاوت اوسکی لذت کی قسم کھائے تو زیادہ
یاد کرکے لوگ دانتون سے اپنی زبان کاٹتے ہین اور شیر برنج کی شیرینی سے انگلیان چاٹتے
بس کھانے بعد ناچ کی تیاری ہوئی ہر ایک پری سرمہ کاجل مسی لگا اور مانگ چوٹی سنوار سولہ
سے درست اور زیور پوشاک سے چست اور چالاک بنی ہوئی سوہا گلنار پستئی دھانی سبز کاہی ما
زنگاری فلفلی کشمشی عنابی عباسی کپاسی پستئی زعفرانی اودا نافرمانی شربتی کاسنی کافوری شہ
صندلی آگرئی سردئی ملاگیری آبی کاکریزی خسرمی بیگنی پیازی فاختئی نارنجی سنہری پیشوازین اور
درِ دامن موتی ٹکے ٹکائے اور دوپٹے رنگ برنگ آنچل پلّو گوٹا پٹھا چمکتا لہر گوکھرو بنت اور کرن سے
سجے سجائے اور مشروع گلبدن کمخواب اطلس زری زربفت تمامی کے پائجامے مغرق مصالحہ دار پہنے
ہوئے اور طرح طرح کے زیور جڑاو مرصع کار بالے بالیان بُندے سنبرے چپے جھمکے بجلیان ست لڑی
دھکدگی جگنو چنپا کلی موتی مالا موہن مالا نورتن نونگے جوشن بازوبند انگوٹھی چھلے آرسی پہنچی بند
علی بند ٹیکا پہونچی جہانگیری چوہے دنی توڑے پازیب گھنگرو کڑے چھڑے سے آراستہ اور لدی ہوئین اور
جواہرات قیمتی ہیرا الماس پکھراج نیلم فیروزہ یاقوت زمرد لہسنیا لعل اور موتیون مین تُلی ہوئین فوج
کی فوج ایک جھمکڑے کے ساتھ جو آگئین تو واہ جی واہ صحن دالان تمام مکان راجہ اندر کا اکھاڑا بن گیا
سازندے سازون کے ٹھاٹھ پردے ٹھیک ٹھاک کرکے ساتھ دینے کو کھڑے ہوگئے دھرپد کی آلاپ پکھاوج
کی تھاپ سارنگی کا الاپ طنبورے کی بھنک طبلے کی گمک گٹکری کی کسک رات کا رنگ ترانے کا رنگ
سُرون کی ملاوٹ کی کھپاوٹ کھرج کی تان آدھی کی اوٹھان مضرابون کی ٹکار گھنگرون کی جھنکار
گلے کی نرمی آواز کی گرمی ڈومنیون کی صفائی نگاہون کی۔ دکھائی پیشواز کا چکر دامن کی ٹھوکر کمر کے
توڑے گردن کے ڈورے تال پر جانا سم پر آنا گویا بہتان کے ساتھ جی اور جان کا آنا جانا ٹھاٹھ اور
ٹھمری اور خیال کو کون خیال مین لاتا تھا وہان ہر معشوق چھ راگ چھتیس راگنی کو بھی چٹکیون پر
اُڑاتا تھا کلمیسا اور ساریہ جو وہان ہوتے تو کان پر ہاتھ دھرتے او میان تانسین اور بیجو باورے جو
زندہ ہوتے تو آج مرتے رات بھر تو راگ رنگ مین گذری صبح ہوتے جو طبلے کے حلقے نے صف باندھ

گانا شروع کیا میرا اچھا بنا بیاہنے آیو رے بس تمام مجلس محو تھی اور کسی طرف نگاہ نہ ٹھہرتی تھی وہ نور کا ظہور کا وقت اور یہ رات کی جاگی ہوئی حورین ٹل گئی پوشاکین بکھرے ہوئے بال گورے گورے گال نیم خواب سرمہ آلود آنکھون مین سرخ سرخ ڈورے بار بار کی انگڑائی کا عالم دیکھکر پنجہ آفتاب تھا اور صبح کا گریبان نوشہ کے سر پر کھلائے ہوئے پھولونکا سہرا اور اوسکی بھینی بھینی خوشبو سے گل مدعا تھا اور نسیم سحر کا دامن پہر دن چڑھے برات رخصت روپے اشرفیان موتی مکھانے پر لٹاتے ہوئے اوسی دھوم سے گھر مین آئے موافق ارشاد عالی کے حال شادی کا مفصل عرض کیا گیا والتسلیم

تیسری فصل

ہر چند قرینہ یہ چاہتا تھا کہ جیسے دوسری فصل مین چھوٹون کی طرف کے خطوط بڑون کے نام اور اوسکے جواب لکھے گئے ویسے ہی تیسری فصل مین بھی لکھے جاوین لیکن اون خطوط سے جو دوسری فصل مین لکھے گئے لکھنے کا طور معلوم ہوا اسواسطے لکھنا ایسے خطون کا اس فصل مین محض بیفایدہ جانکے بعضے رقعات متفرقہ لکھے جاتے ہین **فائدہ** جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ اردو فارسی اور عربی اور ترکی اور ہندی سے مرکب ہے تو ایسی بات کا ارادہ کرنا کہ اردو کی تحریر اور تقریر ایسی کیجاوے کہ اوسمین کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے محض بیفایدہ ہے بلکہ ایسی صورت مین بولنا مشکل ہوجاے کس واسطے کہ بہت سے الفاظ ایسے ہین کہ اردو مین وہی مستعمل ہین مثلاً خدا اور رسول اور پیغمبر بولتے ہین اگر کوئی چاہے کہ کوئی لفظ ہندی تلاش کرکے بولے تو شاید زبان بھا کہا ہوگی پس خدا کو بھگوان اور شمع کو دیپک اور چراغ کو دیا اور صندل کو چندن اور سر کو کپار بولنے لگے تو ایسے تکلفات سے اردو جسکا نام ہے وہ اردو نہین باقی رہتی ہے ان دنون سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین جو تحریر اردو کیجاتی ہے بعضے لوگ خواہ مخواہ بھی اپنی قابلیت دکھانے کو ترجمہ بغیش کرکے لیاقت جیسے لائق اور قابل کا ترجمہ جوگا لکھدیا کرتے ہین یعنی جس جگہ لکھنا ہوتا ہے کہ اس کچہری کے قابل لائق نہین ہے وہان لکھا کرتے ہین کہ اس کچہری کے جوگا نہین ہے مگر یہ سر نیش اور کوشش

اونکی بیفایدہ اور رائگان ہے کس واسطے کہ پھر آخر مقدمے کو مقدمہ اور مدعی علیہ کو مدعی اور مدعی علیہ اور حاکم کو حاکم ہی لکھنا پڑتا ہے اور بہت سے الفاظ ایسے ہین کہ چار و ناچار وہی لکھتے ہین اور ہندی اوسکی نہین بنا سکتی جیسے شے دعوی اور وجہ ثبوت اور بنائے مخاصمت و منشاء دعوے اور مثل اسکا حاصل یہ کہ بنا ایسی بات کا بہت مشکل ہے مگر وہان اگر کوئی رقعہ فکر و تلاش سے ایسا لکھا جاوے جسمین کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے تو وہ صنعت مین داخل ہے اگرچہ فارسی اور عربی نہونے کے سبب سے اوسکے اردو کو بہت خوب نہین کہہ سکتے چنانچہ

رقعہ کہ اسمین ہندی کے سوا کوئی لفظ عربی اور فارسی نہین ہے

بھائی میرے جیتے رہو جب سے تم گھر سدھارے میرا جی بہت بے چین رہتا ہے ڈیوڑھی مین اوداس بیٹھا رہتا ہون مین تو بہتیرا چاہتا ہون کہ یہان سے کہین اور چلا جاؤن پر کیا کرون یہی سوچ رہتا ہے کہ جاؤن تو کہان جاؤن اور رہون تو جی نہین مانتا ہے اور گھر سے نکلنا چاہتا ہون تو پاؤن کہان سے پاؤن یہ بڑا اندھیر ہے کہ تمھین نہ دیکھون اور جیتا رہون اب مجھے جینے کا آسرا نہین ہے آگے اسکے کیا لکھون

رقعہ جسمین ہندی و فارسی کے سوا عربی کا کوئی لفظ نہین ہے

مہربان میرے خوش رہو نامہ آپکا پہونچا دل کو خوشی اور شادمانی ہوئی گردلائی اور حلیم و سرپوش نقرئی اور نچہ جو آپ نے مانگا ہے یہان کے بازار اور چوک مین ہرچند تلاش کیا پھر اگر دستیاب ہوا خدا نے چاہا تو ایک مہینے مین سب چیزین فرمایشی ہمراہ کر روانہ کرونگا آگے نیاز

رقعہ جسمین ہندی اور عربی کے سوا فارسی کا کوئی لفظ نہین ہے

مشفق میرے سلامت رہیے مکتوب مرغوب پہونچا مقدمہ کا حال معلوم ہوا احقر کو سب طرح صلح او

تصفیہ منظور ہے مدعی چاہے یون معاملہ کرلے چاہے ثالثی مقرر کرکے طے کرے مجھے حضرت کے ارشاد سے مطلق عذر اور انکار نہین ہے والسلام فائدہ فارسی کی بعضی انشاؤن مین اکثر رقعے صنعت کے ایسے دیکھنے مین آئے ہین جس سے لڑکون کی دل لگی بہت ہوتی ہے مثلاً بعضے رقعہ مین اول سے آخر تک الف نہین بعضے مین بے یا اور کوئی حرف نہین ہوتا اور مثل اسکے اور بھی صنعتین کرتے ہین سو اگر کوئی ارادہ کرے تو یہ بات اردو مین بھی ہو سکتی ہے جیسے یہ

رقعہ الف سے خالی ہے

بندہ پرور جسدن سے ہم لکھنؤ پہونچے دہلی کی کچھ خبر بھی معلوم ہوتی نہین طبیعت ہر وقت ہر لحظہ متعلق رہتی ہے دوستون کی محبت بزرگون کی شفقت کسی وقت نہین بھولتی دیکھیے یہ سفر کی تکلیف کبتک ہے جس مطلب کے لیے گھر سے نکلے معلوم نہین کب ہو وطن کب تک پہونچین عینک سبز بت تحفہ حضور کے لیے خریدی ہے بھیجے سے کسی معتمد کی معرفت پہونچیگی

رقعہ جسمین بے کا حرف نہین آیا

کرمفرما میرے سلامت رہیے عنایت نامہ امام علی آدمی کے ہاتھ آیا سرفراز فرمایا انگوٹھیان ہیرے اور فیروزے کی اور چھلے اور موتی مالا نہایت تحفہ و نفیس جو عنایت ہوے یہان کے جوہریون کو دکھایا ہر ایک نے دیکھکر تعریف کی اور کہا کہ ایسا مال ہماری دکان مین نہین ہے دلی لکھنؤ سے منگا سکتے ہین اور موتی والے کو نہایت تحفہ اور قیمتی ظاہر کرتے ہین

رقعہ جسکے کسی لفظ کے پڑھنے مین ہونٹھ سے ہونٹھ نہین ملتا

سعادت نشان عزیز از جان زاد قدرہ تعطیل کے دن نزدیک آئے اور روانگی کا عرصہ قلیل رہگیا اسواسطے گھوڑے اور سیج گاڑی آگے سے روانہ کیجاتی ہے فقیر شوال کی اکتیسوین تاریخ آدھی رات کو آگرہ سے

سوار ہوکر آٹھوین دن وہان داخل ہوگا اطلاع کے واسطے لکھا ہے

رقعہ جسکے ہر کلمے مین سوا حروف رابطہ کہ جزو کلمے کے حساب مین نہین ہین آدھے حصے منقوط ملتا ہے

میر صاحب مخدوم مکرم معظم زید مجدکم بعد تسلیم و تمناے ملازمت ملاحظہ فرمایئے نامہ نامی مکتوب گرامی پہونچا مجھے بہت مسرور فرمایا مراد میری برائی قباسے جامہ وار مع رومال مخرمات مطلوبہ آپکا آپکے پاس بیشتر بھیجا ہے اپنی پسند ناپسند تحقیق فرمایئے

صنعت منقوطہ

کہ سب حرف نقطہ دار ہون اور یہ فارسی و عربی مین بہت مشکل ہے تو ہندی مین زیادہ دشوار ہے کوئی ایک آدھ فقرہ بڑی تلاش سے ملتا ہے اور ایسی صنعتون مین معنی بہت تکلف کے ساتھ پیدا ہوتے ہین رقعہ شفیقی تجنن فیض بخش خیتی نے جیتی تختی بیت بخشی تختی بھی ذی بی بی تختی بین چند بچی جب بین تختی بچی تب نبیچی فقط

رقعہ غیر منقوطہ

دل آگاہ ملک امر اللہ سلمہ ملا محمود علامہ عصر اور عالم کامل کو ہمارا اسلام کہکر سنو درم دو اور اوسکا وصول لکھا کر مطلع کرو اور ہمارا حال کہکر کہو کہ مددگار ہو کر وہ دعا دو کہ دل کا مدعا حاصل ہو

ایک حرف منقوطہ ایک حرف غیر منقوطہ

حضرت میرے ابھی سنا ہے کہ تم فوج کے مقابل چلے سب کے سب آپکی وضع پر بہت ہنسے کپڑے رنگے خوب کیا شاباش کیا بات ہے کیا خلق سب آپکے قابل ہے فقط آثم شہید

ایک لفظ منقوطہ ایک غیر منقوطہ

شفیق والا بخت عالی تخت سلمہ شیخ محمد بخش سوداگر جتنے مال آگر بھیجین کل چیزین لو پیٹھ لکھو جب دام بیٹھے تب لو فقط

رقعہ جسمین سب نقطے نیچے ہین

برادر صاحب مکرمی جیدہ مجیدہ میر سید علی صاحب الہ آبادی سے اور مجھسے بڑی راہ و رسم ہے بیکاری کے سبب سے گھبرا کے آپکے پاس چلے گئے اسواسطے مجھے یہ امید ہے کہ جسطرح ہوسکے آپ میر صاحب ممدوح کی کسی جگہ سعی کرکے کوئی کام دلائیے

رقعہ جسمین سب نقطے اوپر ہین

مخدوم دوستان سلامت نوازشنامہ حضرت کا نازل ہوا تحفہ اثنا عشریہ موافق ارشاد ملازمان عالی ارسال کرتا ہون و سکندر نامہ خوشخط نہ ملا اگر ملتا تو ضرور روانہ کرتا تھوڑا سا عطر حنا اگر ممکن ہو مرحمت ہو

رقعہ نظم اور نثر دونون مین پڑھا جاتا ہے

جان اہل نیاز بندہ نواز + بعد تعظیم اور عجز و نیاز + یہ گزارش ہے آپ سے کہ دعا + آپکے حق مین ہمن کرتا + اور ہمیشہ فراق مین مرنا + دل کو ہر وقت مضطرب کرنا + کب تلک آخر ایکدن جو قضا + آئے تو بندہ بیگناہ مرا + حال سے اپنے مطلع کیجے + اور جلد ہی مری خبر لیجے فقط

فصل چوتھی ضروری قاعدونکے بیان مین

پہلا قاعدہ چھوٹے چھوٹے رقعات اور نصیحتون کے خطوط یعنے لطیفونکے ساتھ وغیرہ تحریر کرنیکے دستورات

رقعہ ۱ مہربان میرے سلامت رہیے آج مدرسے مین امتحان ہے اور مین اپنے گھر جا نہین سکتا اسواسطے میرا خدمتگار آپکے پاس پہونچتا ہے آپ میرے مکان پر جاکر وہ کتابین جو میرے سرہانے کے طاق پر رکھی ہین ابھی آدمی کے ہاتھ بھیج دیجیے توقف نہ کیجیے فقط

رقعہ ۲ شفیق میرے سلمہ آپ آج بھی مدرسے مین نہین آئے دو سبق آپکے ناغہ ہو چکے آپکے برابر کے

حضرت سے آگے بڑھ گئے اسواسطے دوستانہ لکھتا ہون کہ آج رات کو بندہ خانے مین تشریف لاکر
دونون سبق جو مجھ سے یاد کرتے لیجیے تو اپنے ساتھیون کے برابر ہو جائیے گا۔

رقعہ ۳ میر صاحب مخدوم میرے سلامت ہمیشہ رہے عنایت آپکی بعد سلام اور نیاز کے عرض یہ ہے کہ بہار دانش آپکی جو بندہ نقل کیواسطے لایا تھا سو پہونچی رسید اوسکی عنایت فرمائیے۔

رقعہ ۴ عزیز میرے خیریت سے رہو سکندرنامہ بمبئی کے چھاپے کا جو تمنے مانگا تھا سو ہاتھ نہین آیا لیکن لکھنؤ کے چھاپے کا بہت صاف اور صحیح کہ میری دانست مین بمبئی والے سے کہین بہتر ہے بہم پہونچا کر بھیجتا ہون اگر پسند آئے تو رکھو نہین فوراً پھیر بھیجو کہ واپس کر دیا جاے

رقعہ ۵ حضرت سلامت اگر کوئی چاقو قلم تراش راجس کے ہاتھ کا بہت اچھا لگتے ہو آپکے پاس آیا ہو تو بھیج دیجیے اور اوسکی قیمت سے مطلع کیجیے اگر پسند آئیگا تو لونگا نہین تو پھیر دونگا

رقعہ ۶ عزیز میرے بھتیجے رہو بعد دعا کے معلوم ہو کہ کل تمنے رقعات عالمگیری اور کاغذ مانگا تھا سو کتاب ایک دوست کے پاس سے منگا کر مع ایک دستہ کاغذ اور سات نیزے کے قلم اور سیاہی اور شنجرف کے بھیجتا ہون چاہیے کہ نقل لیکر اصل نسخہ ہمارے پاس بھیجدو فقط

رقعہ ۷ جناب قبلہ و کعبہ میرے ہمیشہ رہے سایہ آپکا کمترین خدمت گزین آداب و تسلیمات بجا لاکر عرض کرتا ہے کہ آج مدرسے مین اسبات کی بحث تھی کہ نورچشمی کا لفظ مرد کو بھی لکھنا درست ہے یا نہین کوئی کہتا تھا کہ مرد اور عورت دونون کو لکھنا درست ہے کوئی کہتا تھا کہ مرد کو لکھنا جائز نہین ہے جو کسیکے بیان سے خاطرجمعی نہوئی اسواسطے حضور سے استفسار کرتا ہون کہ حضرت اس امر مین کیا فرماتے ہین

جواب اوسکا برخوردار نورچشم میرے عمر دراز ہو عمر تمھاری بعد دعا کے واضح ہو کہ نورچشمی کے لفظ پر آگے بھی بحث ہو چکی ہے میرزا محمد حسین قتیل کا قول یہ ہے کہ مرد کو بھی لکھ سکتے ہین کسواسطے کہ لفظ اوسمین یاے نسبتی ہے یعنے وہ نور جو منسوب ہے آنکھ کی طرف خواہ یاے متکلم ہے میری آنکھ کی روشنی اور یہ جو بعضے لوگ اسکو یاے تانیث جیسا بیٹا اور بیٹی اور پوتا اور پوتی مین ہے سمجھکر صرف عورت کیواسطے درست جانتے ہین سو غلط ہے اور کسی بزرگ کا کلام یہ ہے کہ نورچشمی مین سواے یاے تانیث کے

اورکوئی بے نہین ہوسکتی کسواسطے کہ نورچشم فارسی کا لفظ ہے یاے متکلم اوریاے نسبت کی ترکیب
اوسکے ساتھ کیونکر درست ہوگی اوسکا جواب میرزا قتیل لکھتے ہین کہ عجمیون نے فارسی کے الفاظ مین
بہت سے تصرفات کیے ہین جیسے مرغن اور ملیب اور ذوی الخورشیدین وغیرہ پھر یاے متکلم خواہ
نسبت کی ترکیب مین کیا قباحت لازم آتی ہے اور اگر ایسی ترکیب نا درست سمجھی جاوے تو قبلہ گاہی کا لفظ
ماں کے سوا باپ کو لکھنا کبھی درست نہو اور کسی اوستاد کا شعر بھی سند کے طور پر لکھا ہے بیت تو نے یہ بھی
آفتاب آن صبحہ دور ا مہ تو قبلہ گاہی گویا آن محراب ابرو را ۔ اور میرزا قتیل کا قول مدلل معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب

خط نصیحت کے طور پر

برادر عزیز سراپا تمیز خوش اور محظوظ اور آفتون سے محفوظ رہو بعد دعا اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ
آدمی وہی عاقل اور ہوشیار ہے جو اپنے نیک و بد سے خبردار ہے کہ اگر کلفت کے بعد راحت و مصیبت
کے پیچھے مسرت نصیب ہو تو انسان کو لازم ہے کہ عیش و آرام مین وہ رنج و الم بھول نہ جاوے ابھی کل
کی بات ہے کہ تم نوکری کی تلاش مین اتنے سرگردان اور پریشان پھرتے تھے جسکا بیان نہین ہو سکتا
اب خدا خدا کرکے بڑی سعی اور کوشش سے جو نوکری ملی تو سنا جاتا ہے کہ ناچ اور تماشے مین اوقات
ضائع اور سرکار کے کام مین اکثر غفلت کرتے ہو اور جو کوئی کچھ سمجھاتا ہے تو بعضے بعضے نا عاقبت اندیشون
کی نظیر دیکر جواب دیتے ہو کہ اونکا کیا ہوا جو ہمارے واسطے کچھ ہوگا سو یہ بات عقل کے بہت خلاف ہے
یہ زمانہ بہت نازک ہے دوسرے کی ڈھٹائی دیکھکر آپ بھی ڈھیٹھ ہو جانا عقلمندون اور دانشورون کا
کام نہین ہے اسواسطے ایک لطیفہ برمحل یاد آگیا کہ ایک باز نے مرغ سے پوچھا کہ تجھے لوگ
خوشی سے پالتے ہین ہر وقت گھرون مین دانہ چگتا رہتا ہے اور خوب آسودہ ہوکر کھاتا پیتا ہے
پھر اسکا کیا سبب ہے کہ تجھے جب پکڑتے ہین تو بھاگتا پھرتا ہے اور بیفائدہ کڑکڑاتا اور چلاتا ہے مجھے دیکھ
جب ہاتھ سے شکار پر چھوڑتے ہین تو پھر آتا ہوں اور شکار کرکے بجنسہ پہونچاتا ہوں مرغ نے جواب دیا ہمنے
اپنی قوم کو اپنی آنکھ سے ذبح ہو جاتے اور اونکا کباب بناتے دیکھا ہے اسواسطے بھاگ کر اپنی جان بچاتے

اور شور و فریاد مچاتے ہین لیکن کسی بازکو بھی زبچ ہوتے اور بیابان گھومتے نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے اسی زمانہ مین
ہمارا بھاگنا بچا اور گڑگڑانا رہا ہے فقط غرض میری ہے اپنی عزت اور حرمت اپنے ہاتھ ہے تمھین اپنے جنس کے
لوگون پر قیاس کرکے اچھا کام کرنا چاہیے انھون کے برے کامون سے کیا کام اونکے افعال کی جزا
اونکے لیے اور اپنے اعمال کا نتیجہ اپنے ساتھ ہے ایسا کام مت کرو جو نوکری بھی ہاتھ سے جاے اور آبرو
پر بھی حرف آئے زیادہ دعا **ایضاً** شعرا کے پیشوا علما کے مقتدا فقرا کے رہنما سلامت رہیے نیاز و
عقیدت کے لوازم اور خلوص اور ارادت کے مراسم ادا کرکے گزارش کرتا ہون کہ کمترین اور گھر کے
سب چھوٹے بڑے خیریت سے ہین اور حضرت کی صحت اور تندرستی خدا سے چاہتے ہین ان دنون
اکثر لوگون کی زبانی سنا گیا کہ آپ صرف اس خیال سے کہ حیدرآباد مین شاعرون کی قدر بہت ہے
نوکری چھوڑکر حیدرآباد تشریف لیجایا چاہتے ہین ہرچند کہ آپکو عقل کی بات سمجھانی گویا لقمان کو حکمت
سکھانی ہے لیکن دانشمندون کا قول سنتا آتا ہون کہ رزاق مطلق اگر آدھی روٹی عزت اور اطمینان کے
ساتھ دے تو آدھی ساری کیواسطے آبرو ریزی کرے اور امیدوار رہے کہ جسنے یہ آدھی دی پوری بھی
دیگا حضرت کا حاکم قدردان اور آپ پر بہت مہربان ہے باوجود اسکے ایسا ارادہ البتہ مصلحت کے خلاف
ہے میری تو مجال نہین کہ آپ پر معترض ہوکر متعرض ہون لیکن خوف اس بات کا ہے کہ حکیم کے سے
خواب کا حال نہووے **لطیفہ** ایک حکیم نے اپنی مجلس مین بیان کیا کہ مین نے آج ایک خواب بیچھا ہے
آدھا سچا اور آدھا جھوٹا لوگون نے متعجب ہوکر پوچھا کہ وہ کیا خواب ہے کہا کہ مین نے دیکھا کہ ایک امیر
کے معالجے کیواسطے گیا ہون اوسنے دو توڑے اشرفیون کے مجھے دیے مین اپنے مونڈھون پر لادکر
اپنے گھر آتا ہون اور مونڈھے دونون اونکے بوجھ سے دکھنے لگے جب آنکھ کھلگئی تب اشرفیون کے توڑے
تو جسنے مونڈھے توڑنے تھے نہ پائے لیکن مونڈھون مین درد ابتک ہوتا ہے سو بندہ نواز نوکری چھوڑکر
اتنی دور جانا اور سفر دور دراز کا دکھ اوٹھانا دور اندیشی سے بہت بعید ہے پھر اگر صحبت برآ اور آپکے
کلام کا کوئی قدردان اور خریدار نہو تو قدردانی کا خیال خواب پریشان ہوجائیگا اور دربدری اور
شرمساری کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا آیندہ آپ مختار ہین **ایضاً** شفیق غمخوار میرے سلامت

بعد شوق ملاقات کے مدعا یہ ہے کہ سنا ہے کہ آپ غلطی کی راہ سے ایک کاغذ مین کچھ کا کچھ لکھ گئے ہین جواب اوسکا طلب ہوا بارے فضل الٰہی سے حاکم منصف کی راے مین وہ قصور عمداً ثابت نہوا اور معاف کر دیا گیا میرے صاحب انسان کو چاہیے کہ آنکھ کھولکر اور دیکھ بھالکر کام کیا کرے اور غفلت سے اتنا دہوکا نہ کہاوے کہ آپکو الزام اوٹھانا پڑے **لطیفہ** ایک شخص نے طبیب سے کہا کہ میرا پیٹ دکھتا ہے طبیب نے پوچھا کہ آج کیا کھایا تھا کہا کہ جلی روٹی کھا گیا تھا طبیب نے سرمہ دیا اور کہا کہ آنکھون کا معالجہ پہلے کرنا چاہیے کسواسطے کہ آنکھ اچھی ہوتی تو جلی روٹی نہ کھاتا حاصل یہ کہ سرکار کا کام بہت ہوشیاری اور خبرداری سے کیا کیجیے فقط **ایضاً** بندہ پرور زاد عنایتہ سلام اور نیاز کے بعد گزارش ہے کہ سررشتہ داری کا عہدہ آپکو مبارک اگرچہ فضل الٰہی سے آپ خود عاقل اور دور اندیش ہین کسیکے سکھانے پڑھانیکی حاجت نہین ہے لیکن بے تکلفانہ اور دوستانہ ایک بات مین بھی عرض کرتا ہون کہ اگر حکام کے روبرو عزت اور آبرو اور مرتبہ بڑھانا منظور ہے تو دل سے فساد کا گھٹانا اور زبان کو جھوٹ سے بچانا چاہیے یہ **لطیفہ** مشہور ہے کہ لقمان حکیم کا بچپن مین کسی دانشمند نے امتحان لیا اور ایک بکری دیکر کہا کہ اسکو ذبح کرکے جو عضو بہتر جانو ہمارے پاس لاؤ لقمان اوسکا دل اور زبان سامنے لائے دوسرے دن پھر بکری دیکر بدترین اعضا طلب کیا لقمان نے پھر اوسی طرح دل اور زبان ہی پیش کرکے کہا کہ اگر یہی دل اور زبان عیبون سے پاک ہے تو سب اعضا سے بہتر ہے اور جو عیب سے پاک نہین تو سب سے بدتر ہے مختصر یہ کہ اگر اپنے دل مین برائی سمائی تو اپنی دشمن ساری خدائی اور جو زبان کو جھوٹ سے آشنائی ہے تو حاکم کے نزدیک اپنی حقارت اور دنیا مین رسوائی ہے **رقعہ** منشی صاحب مخدوم مکرم محب الفقیر المحبوب ولہا زاد عنایتہ بعد سلام اور نیاز اظہار اشتیاق مواصلت کے کہ نہ زبان کو اوسکی تقریر کی قدرت نہ قلم کو تحریر کی طاقت ہے عرض کرتا ہون ظاہراً دریافت ہوتا ہے کہ جناب اس ناچیز کی ہزلیات کو جمع کرکے کلیات کے طور پر چھپوایا چاہتے ہین اگرچہ شفقت اور عنایت کے سبب سے اوسکے عیوب خاطر عالی مین نہ گذرتے ہون لیکن حقیقت مین کوئی حرف بھی عیب سے خالی نہین ہے فقط کے واسطے یہ شہرت مجرم کی تشہیر سے کم نہو گی کلام لغو کسی کے پسند نہ آئیگا اور یہ تمام اہتمام آپکا

برباد ہوجائیگا آپکو ناحق کی زحمت اور مجھے مفت ندامت اوٹھانی پڑیگی جیسے ایک شاعر کو مولانا جامی علیہ الرحمۃ کے روبرو خفت حاصل ہوئی تھی **لطیفہ** ایک شاعر مہمل گو نے مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ مین حج کو گیا تھا اپنا دیوان حجر اسود سے خوب ملا تا کہ اوسکی برکت سے کلام اور سواد مین روشنائی حاصل ہو مولانا بہت ہنسے اور فرمایا کہ اگر آب زمزم مین ملتا تو بالکل تبرک ہوجاتا اور ایک قطرہ بھی آنکھون مین لگانیکے واسطے ہاتھ نہ آتا سو فقیر کو اندیشہ ایسی بات کا ہے کہ اہل جوہر اوسے دیکھکر آپکی تضیع اوقات پر ہنسین گے اور کہین گے کہ یہ کلام پانی مین دھونے کے لائق تھا چھاپہ ہونے کے قابل بندے کی دانست مین اسکا قصد فرمانا نامناسب اور اس ارادے سے ہاتھ اوٹھانا واجب ہے زیادہ کیا گزارش کرون **ایضاً** فرزند سعادتمند نور بصر لخت جگر دراز ہو عمر تمھاری بعد دعا کے معلوم ہو کہ ہم اچھی طرح خیریت سے ہین اور تمھارے گھر کی سب خیر و عافیت چاہتے ہین فیضو خانسامان کل ہمارے پاس پہونچا اوسکی زبانی معلوم ہوا کہ ایک فقیر بیراگی تمھارے دروازے پر آکر ٹھہرا اور تمھین کیمیا کا شعبدہ دکھا کر سونا بنانے کا اقرار کیا تمنے سب لوگون سے چھپا کر گھوڑے کا ساز بیچکر دو سو روپے اوسے دیے اور وہ اوسی کو بستر اوٹھا کر کہین چلتا ہوا اب تم اوسکی تلاش مین سرگردان جنگل جنگل پھرا کرتے ہو بیشک تمسے غلطی تو ہوئی کہ اوس مکار کے فریب مین آگئے لیکن اب افسوس کرنا اور اوسکی تلاش مین جا بجا پھرنا بھی ناحق ہے یاد رکھنے کے قابل ہے یہ **لطیفہ** کہ ایک چڑیا کسی زمیندار کے باغ مین جا کر کچے پکے میوے سب کاٹ جایا کرتی تھی زمیندار ہمیشہ اوسکی تاک مین تھا ایک دن انگور کی ٹٹی پر جال لگا کر پکڑا اور ذبح کرنے کا ارادہ کیا چڑیا نے زمیندار سے کہا جو تو مجکو چھوڑ دے تو مین اس احسان کے عوض تجکو کئی باتین بتا دون کہ اوسمین تجکو بڑا فائدہ ہوگا زمیندار نے کہا تو پہلے بتادے تو مین تجکو چھوڑ دون چڑیا نے اوسکو تین نصیحتین کین ایک یہ کہ حریف جو اپنے قابو مین آجاے تو چھوڑنا نہ چاہیے دوسری بات جو قیاس سے باہر ہو یقین نہ لانا چاہیے تیسری گئی ہوئی چیز کے واسطے افسوس بیفائدہ ہے اور چوتھی ایک بات اور ہے کہ جب تو مجھے چھوڑ دیگا تب کہونگی زمیندار نے بعد سننے ان نصیحتون کے

موافق اقرار کے اوسکو چھوڑ دیا تو چڑیا نے دیوار پر بیٹھکر کہا کہ میرے پیٹ مین بیضۂ مرغ سے بڑا
ایک موتی تھا اگر تو مجھے نہ چھوڑتا اور ذبح کرتا تو وہ موتی تیرے ہاتھ آتا زمیندار افسوس کرنے لگا اوسنے
کہا کہ اے سادہ لوح تو میری تینون نصیحتین اسی وقت بھول گیا کس واسطے کہ مین تیری حریف تھی
جب پکڑ پایا تھا تو چھوڑنا کیا تھا اور بیضۂ مرغ کے برابر تو مین خود ہی نہین ہون تو پھر بیضۂ مرغ سے
بڑھکر موتی میرے پیٹ مین ہونا بالکل خلاف قیاس ہے مگر تو نے اوسپر اعتبار کیا اور اب جو مین تیرے
ہاتھ سے نکل گئی تو اب افسوس کرنا محض لاحاصل ہے فقط غرض یہ کہ جو ہونا تھا سو ہوا اب اوسکی فکر
کی تلاش اور افسوس کرنا محض بے فائدہ ہے آیندہ احتیاط کرو والدعا **ایضاً** عزیز از جان سعادت و
اقبال نشان طال عمرہ واضح ہو کہ خط پہونچا حال معلوم ہوا دشمن جو تمھارے درپے ہین تم خدا پر
نظر رکھو جسکا دامن پاک ہے اوسکو دشمن کی عداوت سے کیا باک ہے نیک نیتی عجیب چیز ہے اگر
نیت اپنی درست ہے تو دشمن قوی بھی سست ہے کیا تمنے نہین سنا یہ **لطیفہ** کہ ایک امیر اپنے
بادشاہ کے مرنے کے وعدے پر قرض دیتا تھا اوسکے دشمنون نے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا
کہ یہ شخص حضور کا بدخواہ ہے جو ایسا کلمہ زبان پر لاتا ہے بادشاہ نے اوس سے بلا کر پوچھا
کہ تو کیون میرے حق مین ایسی بات کہتا ہے اوسنے عرض کیا کہ مین تو جہان پناہ کی خیرخواہی
کرتا ہون کس واسطے کہ قرض کا ادا کرنا بہت شاق گذرتا ہے پس ضرور ہوا کہ وہ دن رات
حضور کی سلامتی چاہتے ہین یعنے نہ حضور مرین نہ وہ قرض ادا کرین بادشاہ کو یہ بات سنتے ہی
امیر کے ساتھ محبت کامل اور اوسکے دشمنون کو ندامت حاصل ہوئی تمکو وہ چلن اختیار کرنا چاہیے
کہ نیکنامی کے ساتھ مشہور اور حاکم راضی اور رعیت مشکور ہو حق تعالی تمھارا نگہبان اور دوست
شاد و دشمن پشیمان رہے زیادہ کیا لکھون **ایضاً** برخوردار سعادت اطوار حفظ الہی مین رہو
بعد دعا اور تمناے دیدار کے واضح ہو کہ خط تمھارا لکھا ہوا بارھوین ذیقعدہ کا پہونچا تمنے جو لکھا تھا کہ
میان نور شاہ صاحب تمھاری مسجد مین بیٹھ رہنے کے ارادے پر آئے اور تمنے ایک حجرہ مسجد کا
خالی کر دیا لیکن دس دن کے بعد کملی کٹھری چھوڑ کے چلتے ہوئے کہ اب تک اونکا نشان او ر پتہ

نہین ملتا سود دریافت ہوا ہمنے تمھین پہلے بھی لکھا کہ اونکا ظرف ایسا نہین معلوم ہوتا کہ اسطرح
پانوٗن توڑ کر مسجد مین بیٹھ رہین چنانچہ ویسا ہی اتفاق ہوا حقیقت یہ ہے کہ قناعت اور
توکل بہت مشکل اور بہت کڑوا گھونٹ ہے کہ اوس سے دم گھٹتا ہے شربت کا جام نہین کہ کوئی
حریص غٹ غٹا کر یکبارگی چڑھا جاوے دیکھو تو کیا خوب الزام دیا ایک کتے نے کسی بوالہوس کو
لطیفہ ایک فقیر خدا پر توکل کر کے کسی جا پر جا بیٹھا رزاق مطلق غیب سے کچھ رزق اوسے بھیجدیتا
تھا اتفاقاً ایک دن اور ایک رات کچھ نہ پایا فقیر آٹھوین پہر کی بھوک سے گھبرا کر پہاڑ پر سے
اوتر آیا اور ایک یہودی کے دروازے پر جا کر سوال کیا صاحب خانہ نے تین روٹیان بھیجدین
فقیر وہ روٹیان لیکر پہاڑ کی طرف پھر چلا اور اوس گھر کے کتے نے پیچھا لیا اور بھونکنا شروع
کیا فقیر نے ایک روٹی اوسکے آگے پھینک دی اور آگے چلا کتا وہ روٹی کھا کر پھر پیچھے دوڑا
فقیر دوسری روٹی دے کر آگے بڑھا کتا وہ بھی کھا کر پھر پہونچا تب فقیر تیسری روٹی بھی پھینک کر
بھاگا لیکن کتے نے دامن کوہ تک نہ چھوڑا فقیر نے کہا کہ اے بےحیا تجھے شرم نہین آتی کہ
آٹھوین پہر مجھے یہ روٹیان تیرے ہی مالک کے گھر سے آئین وہ سب تجھی نے کھائین پھر
اب میرے پاس کیا ہے جو تو ساتھ لگا چلا آتا ہے اور کیون ناحق پھاڑے کھاتا ہے
کتے نے جواب دیا کہ اے پارسا شرم تجھے چاہیے ذرا غور کر کہ مین کئی برس سے اسی کے
گھر رہتا ہون اور کہین اور نہین جاتا تو خدا کے دروازے پر بیٹھ رہا تھا لیکن آٹھ پہر مین
بھوک سے اتنا گھبرایا کہ یہودی کے دروازے پر چلا آیا اب تو ہی انصاف کر کہ بےحیا کون ہے
سوچنے کی بات ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو یون بھول جاوے وہ حیوان کا الزام کس طرح
نہ اوٹھاوے شاہ جی کی کملی تسبیح گودڑی بوریا جو کچھ ہو اونکے گھر بھیجدو کیونکہ اب وہ تمھارے
پاس آئینگے نہ اپنا مُنھ دکھائینگے **رقعہ** فرزند میرے خوش رہو بعد کامیابی دارین کے
معلوم ہو کہ تمھین امیرون اور حاکمون کی دربارداری اور اونکی خدمت مین حاضری کا
اتفاق بہت پڑتا ہے اسواسطے لکھا جاتا ہے کہ ایسی باتون کے واسطے علم مجلس ضرور درکار ہے

اور یہ امر حاصل نہین ہوتا جب تک انسان ہر فن سے ماہر نہین ہوتا کہ جس فن کا تذکرہ آجاے تو اوسمین موافق اپنی آگاہی اور واقفیت کے معقولیت اور متانت کے ساتھ ایسی گفتگو کرے کہ سُننے والے بہت دل لگا کر سُنین اور پسند کرین اور مداخلت اوسی بات مین چاہیے جسمین آپکو دخل ہو نہین مفت ندامت اور رسوائی ہوتی ہے چُنانچہ یہ دو لطیفے ان دونون باتون سے خبر دیتے ہین **لطیفہ** ایک درویش کسی سے بولتا چالتا نہ تھا ایک دن اکبر بادشاہ مع شیخ ابوالفیض فیضی اور شیخ ابوالفضل وغیرہ ارکان دولت کے اوسکے پاس گئے مصاحبون نے آپس مین طرح طرح کی گفتگو شروع کی مگر درویش چپکا بیٹھا تھا فیضی نے کہا کہ شاہ صاحب بادشاہ آپکے ارشاد کے مُشتاق ہین حضرت بھی زبان مبارک سے کچھ فرمائین تب درویش نے کہا کہ تجھیر سکندر رحل کرین اور یزید سے کربل کے میدان مین کا جُھگڑا ہی ہو گئے اسے وزیر سکندر ذوالقرنین اور یزید سے کربلا مین کیا لڑائی پڑی تھی پس فیضی تو ایک علامۂ عصر تھا کہنے لگا کہ سُبحان اللہ قطع نظر اور کلمات کے حضرت کو علم تواریخ مین کتنی بڑی مداخلت اور کیسا خوب درست ہے بادشاہ تو آزردہ ہو کر اوٹھ کھڑے ہوے اور درویش کی بے علمی اوسکے بات کرنے سے ظاہر ہو گئی اگر زبان نہ کھولتا تو راز ڈھکا رہتا **لطیفہ** ایک شاعر نے کسی امیر بخیل کے پاس جا کر کہا کہ تونے کچھ مال محتاجون کے واسطے نکالا ہے اوسمین سے مجھے بھی کچھ دے کہ مین محتاج ہون امیر نے کہا کہ وہ مال صرف اندھون کے واسطے نکالا گیا ہے شاعر نے کہا کہ اس صورت مین تنہا مین ہی اوسکا مستحق ہون کس واسطے کہ حقیقت مین اندھا ہون اگر اندھا نہوتا تو خدا کا دروازہ چھوڑ کر تیرے در پر کیون آتا امیر کو یہ کلام پسند آیا اور وہ مال اوسی کو دلوا دیا پس دیکھو وہ درویش جو جاہل تھا اوسکو اوسکی گفتگو نے خفیف کیا اور یہ شاعر جو عاقل اور قابل تھا تو اوسکی تقریر نے امیر کو شرما دیا دانشمند کے واسطے اسی قدر اشارت کافی ہے **ایضاً** نور چشم میرے درباریون اور مجلسیون کے واسطے حاضر جوابی بہت ضرور ہے یعنی بات کا جواب بہت چُست اور درست دینا چاہیے اور یہ بات

ہر شخص کو حاصل نہین ہوتی نہ علم اور کمال پر موقوف ہے بلکہ اسکے واسطے ذہن اور ذکا اور
عقل رسا درکار ہے چنانچہ طبیعت کی رسائی اور نارسائی کا حال دونون لطیفون سے واضح
ہو سکتا ہے لطیفہ کسی بادشاہ نے ایک عالم کو بلوایا اوسنے یہی لکھا کہ جو آپ کو فرصت نہو تو
کوئی شاگرد ہی اپنا روانہ کیجیے اونھون نے ایک طالب علم بھیج دیا اور چلتے وقت سمجھا دیا کہ بادشاہ کے
دربار مین نرم گفتاری اور شیرین کلامی سے ضرور ہے طالب علم دربار مین حاضر ہوا اور بادشاہ
نے پوچھا کہ تمھارے اوستاد کے یہان کس کس علم کا درس جاری ہے جواب دیا مخملی ریشم
تحمل پوچھا کہ اوقات کس طرح بسر ہوتی ہے جواب دیا لڈو پیڑا جلیبی بادشاہ نے ان جوابون سے
متحیر ہو کر فرمایا کہ شاید اس شخص کو مالیخولیا کی بیماری ہو گئی ناچار عالم کو یہ سارا ماجرا لکھکر حضرت
کیا عالم نے جو سبب ایسی بات کرنے کا پوچھا تو کہا کہ آپ نے نرم اور شیرین کلامی کرنے کا حکم
دیا تھا سو مین نے ریشم اور مخملی اور تحمل سے زیادہ نرمی اور لڈو پیڑا برفی سے زیادہ شیرینی اور
کسی چیز مین نہ پائی اس واسطے ایسا کلام کیا لطیفہ ایک جاہل نے پیغمبری کا دعوی کیا
بادشاہ نے اوسے پکڑ بلوایا اور پوچھا کہ تو جو پیغمبری کا دعوے کرتا ہے تو معجزہ کیا دکھلاتا ہے
کہا دل کی بات بتا دیتا ہون بادشاہ نے پوچھا کہ میرے دل مین اسوقت کیا ہے کہا کہ اسوقت
آپکے دل مین یہی ہے کہ مین بالکل جھوٹا ہون فرمایا کہ ایسا دعوے کیون کیا کہا کہ جو دعوے
نہ کرتا تو حاکم تک کس طرح پہونچتا بادشاہ اوسکے جوابون سے بہت خوش ہوے خلعت اور
انعام دیکر رفاقت مین نوکر رکھا دور اندیش کے لیے اتنا ہی لکھنا کفایت کرتا ہے واضح ہو
کہ تلازمہ صنعت مین داخل ہے اور تلازمہ اوس صنعت کا نام ہے کہ کسی چیز کو فرض کرکے
اوسکے سارے یا بعضے لوازم کو دوسرے مطلب مین ادا کرین اور یہ ادا کرنا ایسی
خوبصورتی اور خوشنمائی کے ساتھ ہو کہ اگر دوسرا ناواقف ہو تو یہ نہ جانے کہ کوئی لفظ
اوس لوازم کا بے محل اور بے معنی واقع ہوا اوس کی مثال مین تین رقعے
لکھے جاتے ہین فقط

رقعہ پہلا قرأت کے تلازمے مین

حافظ کرمفرما میرے زیادہ ہون الطاف آپکے بعد شوق ملاقات مسرت آیات کے کہ اوس کی تمنا مین موسے آتش دیدہ کی طرح پژمردہ رہتا ہون گزارش یہ ہے کہ آج خدمت مین حاضر ہونے کا عزم بالجزم تھا لیکن واقعۂ عجیب یہ پیش آیا کہ قاری محمد حسن صاحب کے انتقال سے جلسہ کا جلسہ درہم برہم اور سارا مدرسہ زیر و زبر ہوگیا اسی سبب سے متوقف ہو کر صحیفۂ معذرت ارسال کیا جاتا تھا کہ حافظ محمد شاکر صاحب ایک جلد کلام مجید لکھنؤ کے چھاپے کی آپکے پاس سے لائے سبحان اللہ جیسا کلام اللہ مین چاہتا تھا ویسا ہی میسر ہوا اگرچہ حافظ محمد یٰسین صاحب اپنے چھاپے کی تعریف بہت مدّ اور شد کے ساتھ کرتے تھے لیکن اوسکے خط کو اسکے خط کے ساتھ مطلق ذرا مناسبت نہین ہے اب مجھے وقف کرنا چند جلدون کا منظور ہے سو اگر کاگز چند روز ٹھہرنا ہو تو ویسا مطلع فرمایئے الٰہی طبع عالی ہمیشہ مصحف کی تلاوت کی طرف مائل اور دستِ آرزو گردنِ مقصود کے ساتھ حمائل رہے والسلام

رقعہ دوسرا شطرنج کے تلازمے مین

شہسوار میدانِ مصفوت و صفا زینت افزاے بساطِ محبت دولا سلامت بندہ حرارتِ قلب کے عارضے سے تو حیران و ششدر رہتا ہے اب ضعفِ دماغ کی بیماری نے اور بھی عاجز اور زچ کر دیا ہے ہر دم یہی سوچ اور منصوبہ رہتا تھا کہ کدھر جاؤن اور کون ایسی چال چلون کہ یہ عارضہ بڑھنے نہ پاوے بارے ان دنون حکیم شاہرخ مرزا صاحب اس شہر مین وارد ہوئے تعریف اونکی اور سادگی مزاج کی بہت سنی جاتی ہے کہ اون کے نزدیک بادشاہ اور وزیر اور فقیر مسکین اور امیر فیل نشین دونون برابر ہین مریضون کی خبرگیری کے واسطے صبح سے پہر رات گئے تک بارہ دری مین شطرنجی بچھائے بیٹھے رہتے ہین یون تو حیات ممات پر کسی کا اختیار

نہین ہے اور زہرمہرہ اور تربت انار اور خلطی خباذی کون طبیب نہین جانتا لیکن دست شفا بھی رکھتے ہین اور عطارون کو بیمارون کا مال مار لینے اور اپنی منفعت اور خورد و برد کے واسطے گران چیز بیچنے کی اجازت نہین دیتے اس واسطے چاہتا ہون کہ اون کی خدمت مین رجوع کرون لیکن مکان اونکا فاصلے پر ہے پیادہ پا نہین جاسکتا اگر کسی طرح کا حرج نہو تو صبح کو گھوڑا خواہ پالکی بھیجدیا کیجیے اور کچھہ تامل ہو تو یا رِ شاطر ہون نہ بارِ خاطر ہمت نہین ہارا ہون یون بھی جاسکتا ہون نہین تو لالہ اندرجیت چودھری یا مظفر زین والے کی گاڑی کرایے کو منگالیا کرونگا ۔

رقعہ تیسرا گنجفے کے تلازمے مین

آفتاب سپہر قدرت و قدردانی سراجِ اہلِ سخن و معانی سلامت جنگیز خان افغان ساکن رحمت گنج فائق علی اپنے بھائی اور ہمشیرہ اور غلام کو لیکر میر وزیر علی کی برات مین گئے جب نوشے کو نہلایا اور سفید کپڑے اوتار کر سرخ لباسِ شہانہ پہنایا تب وہ غلام بدقماش بدمعاش چالاکی کرکے اوتارے ہوے کپڑون کو بغل مین داب کر کہین چلا گیا ہر چند کہ چور کی تلاش ہوئی مگر سررشتہ ہاتھہ نہ آیا جب کھانا تقسیم ہوا اور خان مذکور نے کھانا کھاکر رومال اور خلال کے واسطے اوس بے حیا کو تلاش کیا اور دستیاب نہوا تب بوجھہ گئے کہ نوشہ کے کپڑے وُہی بدذات لے گیا یہ دریافت ہوتے ہی دونون بھائیون کے چھکے چھوٹے سب تراش خراش بھول گئے اپنی بھولے کہ اوس چور نے ہماری عزت خاک مین ملادی بیچارے ندامت کے مارے اپنے گھر چلے آئے اب سنا جاتا ہے کہ وہ نمک حرام مغلپورہ مین کہ آپکی تحصیلداری کا علاقہ ہے نادر نجام ایک خانگی کے گھر مین چھپا بیٹھا ہے اسواسطے یہ نیازنامہ مع اوسکے حلیے کے کہ علحدہ ورق پر لکھا ہے خدمت مین بھیجکر تکلیف دیتا ہون کہ اوسکو جلد گرفتار کرکے ادھر روانہ فرمایئے ۔
مخفی نرہے کہ امرا اور حکام کی ثنا اور صفت کا انداز تو اسکے دیباچے سے معلوم ہوگیا

لیکن اگر باغ اور مکان کی تعریف منظور ہو تو اوسکے لکھنے کا طور یہ ہے

تاج گنج کے روضے کی تعریف

آج قلم کا دماغ پھولون کی خوشبو سے معطر ہے کاغذ کا صفحہ آنکھ کی سفیدی کی طرح منور ہے نقطہ کا ڈورا رگ گل کی طرح پر رنگین ہے نگاہ کا تار رشتۂ گلدستے کے مانند بہارین ہے کس واسطے کہ مجھے ایک باغ اور مکان کی صفت لکھنی منظور ہے جسکی سیر سے چشم مردم مین نور ہے اوسکے صحن اور دالان مین خدا کی قدرت کا گل کھلا ہے چمن اور میدان مین صانع کی صنعت کا تماشا ہے وہ کون مکان اور کیسا گلستان خوشا جہان ایسے بادشاہ عالی جاہ کا تماشاگاہ ہے کون قصر اور کیسا ایوان جو جناب عالیہ بادشاہ بیگم کا آرامگاہ ہے جس جگہ یہ دونون آفتاب ماہتاب سوتے ہین چاند اور سورج دن رات اوس زمین کے نثار ہوتے ہین تاج بی بی کا روضہ جہان مین مشہور ہے اور ہر چمن اوسکا جنت کی خوشبو سے معمور ہے اکبرآباد کیا بلکہ سارے ہندوستان کی اس مکان سے عزت ہوئی ہندوستان کیا بلکہ تمام روے زمین کی اوس سے زینت ہوئی اس چمن کی ہوا نے جو کلیون کی پابوسی سے خیال دماغ کو معطر کر دیا تو باغ کی فضا نے نگاہ کے دامن کو گلچین کے دامن کی طرح پھولون سے بھر دیا سبحان اللہ کیا روضہ ہے کہ رضوان جسکے لطف اور لطافت سے راضی اور خوشنود ہے بارک اللہ کیا باغ ہے جسمین بہشت کی ہر نعمت موجود ہے سورج باغ کا ایک زرد آلو ہے چاند اس چمن کا گل شبو ہے پہلے دروازے کی بلندی دیکھنے کو جو آسمان گردن اور سر اوٹھاے تو اوسکو آفتاب کی پگڑی سنبھالنی مشکل ہو جائے دونون بازو کے سرے سے محراب کی چوٹی تک کلام مجید کا سورہ چوب قلم سے جو لکھا ہے عقل اوس طلسمات سے حیران ہے کہ ہر حرف جیسا نزدیک سے نظر آتا ہے ویسا ہی دور سے دکھائی دیتا ہے اس فن کے مبصر انصاف سے دیکھین یہ بات کیسی مشکل اور کس طرح کی تقسیم کا دخل ہے سنگ مرمر پر سنگ موسی کی پچی کاری ہے

یا آنکھ سے سپیدی پر پتلیون کی سیاہی کی نموداری یا مشرق مین کافور کے قرص پر مشک کے
دانے پڑے ہین یا ہیرے کی تختی پر نیلم کے نگین جڑے ہین منار آسمان کی طرف تعجب کا ہاتھ
اوٹھائے ہے کہ یہ خم دیکھیے اور اس بارگاہ کے ساتھ ہمسری کا دعوے اور دم دیکھیے محراب کا
خم ابرو سے اشارہ کر رہا ہے کہ اندر جاکر ذرا بہار کا عالم دیکھیے نہین نہین بلکہ غلطی ہوئی مجھسے
کہ محراب کا اشارہ یہ ہے کہ پہلے جو اسکو یہان طاق پر رکھ جاے تب آگے قدم بڑھائے
پس جو ادھر چوکھٹ نانگھنے کی عزیمت ہوئی تو ادھر عقل اور حکمت رخصت ہوئی سیر سے
سیر ہونا تو نگاہ کے ہاتھ ہے لیکن حیرت یہان ہر قدم کے ساتھ ہے سب کے پہلے بہار کی
عملداری بڑی شوکت اور شان کے ساتھ نظر پڑتی ہے یعنے دو رویہ سرو کے درخت نیک بخت
جوانون کی طرح حسن کے جوبن سے اکڑتے ہین زمرد کے جھاڑ کی تو کیا حقیقت ہے جو اوسکے
ساتھ تشبیہ دون مگر ہان لکھون تو یون لکھون کہ اچھے اچھے سبز پوش معشوق ہر قطار مین
کھڑے ہوکر ناز و انداز سے انگڑائیان لے رہے ہین یا غلمان بہشت سے آکر آسمان کو اس
باغ کی خوبیون سے خبر دے رہے ہین نشو و نما جو ہر چیز کو بڑھاتی ہے شاید سرو ہی کے لباس
مین کمربستہ یہان آئی ہے یا آب و ہوا کی لطافت سے سرو کے پردے مین آپ ہی بڑھی جاتی
ہے دو قطار کے درمیان جو ایک حوض زمین دوز اور طویل ہے گویا سبیل اللہ سبیل ہے
صاف پانی سے بھرا ہوا ہے اوسمین ہر سرو کے مقابل ایک ایک فوارہ چھوٹ رہا ہے
اور ہر سرو نے زمرد کے فوارے کا نقشہ اوڑا لیا اودھر پانی کے فوارے نے ہیرے کو پانی کرکے
بہا دیا بعد اسکے مربع حوض جو بہت ستھرا ہے نہایت خوبصورت اور خوشنما ہے آئینہ اوسے
دیکھکر حیرت مین آتا ہے نگاہ کا قدم پھسلا جاتا ہے بہشت کی نہر اوسکا خزانہ ہے آئینہ اوسکا
آبدار خانہ ہے بلکہ آئینے مین یہ روانی کہان اور وہ موجون کی سلسلہ جنبانی کہان پانی
اوسکا دودھ سے زیادہ مصفا ہے برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے چونہ جو تیر خشت ہو جاے
تو روا ہے پتھر جو تخ دہ بہشت بن جاے تو بجا ہے نازنین معشوق اوسکے گرد بیٹھتے ہین یا

اوس آئینے مین دیکھتے ہین تو اون کے عکس سے صاف آشکارا ہے کہ پریے کو شیشے مین
اوتارا ہے چارون طرف سے فوارے چھوٹتے ہین گویا آسمان سے تارے ٹوٹتے ہین پانی
زمین سے پانی کا درخت نکلنا اور پانی ہی کے پھل پھول سے پھلنا پھولنا خدا کی قدرت ہے
آئینے کے چشمے سے موج کا کھڑے ہوکر چلنا اور ہوا کے ساتھ زور کرکے اوچھلنا عجب حکمت ہے
عقل نے جیب فکر کے دریا مین غوطہ لگایا تو روضے کے ادھر حوض واقع ہونے کا سبب یون
سمجھ مین آیا کہ نگاہ پہلے اوسمین نہاکر پاک ہولے تب روضے کے طواف کی آرزو کرے اور ناطقہ
پہلے اوسکے پانی سے کلیان کرکے منہ صاف کرلے تب بہار کی صفت مین گفتگو کرے اِس
حوض کی یاد مین دریا کی پسلی پھڑکتی ہے سینے مین آگ بھڑکتی ہے جوش کھاکر دیکھنے آتا ہے گرداب
سے سر ٹکراکر پھر جاتا ہے جس طرف آنکھ اوٹھایئے اور جس طرف خیال دوڑایئے بیلا چنبیلی
موگرا موتیا چنپا جوہی کیتکی کیوڑا گلاب سدا بہار گیندا داؤدی گل عباس گل مہندی نافرمان
گل زنبق گل رعنا گل فرنگ گل چاندنی گل شبو کالا سیوتی دوپہری سوسن گلمہی لالہ نافرمان
سوسن ہزار زبان نرگس حیران قسم قسم رنگ رنگ کے پھول پھول رہے ہین پیارے سہانے
درختون پر صبح شام کو دھوپ چھانہہ کا عالم پتّون پر شبنم کی طراوت اور ڈالیون پر چڑیون کا
غل پریون کی آپس مین چھیڑ چھاڑ چہل نوجوانون کے غول کچھ لیون کی ہنسی اور ٹھٹھول کہین
گل کے قہقہے کہین بلبل کے چہچہے ہین مور ادھر شور کرتا ہے مستون کا جنون زور کرتا ہے کویل
وہان کوک اوٹھتی ہے یہان سینے مین ہوک اوٹھتی ہے پپیہا جو وہان بولا پی کہان پھر تو یہان
بدن مین جی کہان دہیڑکی اودھر نئے نئے طور پر دھن ہے ادھر حیات کے جامے کی ادھیڑ بن
ہے طوطے کی جو بات ہے گویا نبات ہے مینا کو شیرین کلامی سے کام ہے ناکامون کا مرہی
تمام ہے جگنو کا چمکنا باغ کا مہکنا دونون وقت کا ملنا شبو کا کھلنا سنبل کا بال بکھیرنا چمپا کا
حوض مین تیرنا ہوا کا چلنا دل کا مچلنا سبزے کا لہلہانا چڑیون کا چہچہانا پرندون کا جھولنا
شفق کا پھولنا گلزار خیال کا تماشا دکھاتا ہے یہ سمان دیکھکر کوئی پھول سا پھولا نہین سماتا ہے

کوئی بوٹے گل کی طرح گریبان پھاڑ کر نکلا جاتا ہے بیلا بے لاگ دل کو کھینچتا ہے چنبیلی کی البیلی
وضع پر روح شیدا ہے سُگندھی کی پتیون پر چاندنی لوٹ پوٹ ہے جسکی بہار سے چاند کے جگر
مین داغ اور دل پر چوٹ ہے عشق پیچہ چو عاشق کی طرح پیچ و تاب کھاتا ہے تو کیا اوسکے بیلے معشوق
کے طور پر سامنے سے شرماتا ہے لالہ لعل سے بہتر سبزہ زمرد کا ہمسر کیاریون کے کنارے کی ہری
دوب کا تماشا گل سے زیادہ خوب اور مرغوب درختون کے تھالے ہین یا دودھ کے بھرے ہوے
پیالے ہین آتشبازی یا آئینہ پشت بدیوار ہے پانی کی چادر پر جو نقش و نگار ہے قلم قدرت کا یادگار
ہے نہر کی جو ایسی اٹھکیلیون کی چال ہو تو دل کیونکر نہ پامال ہو مہتاب سرو کے ساتھ ہم آغوش
ہے یا کوئی جوان سبز رنگ بادلہ پوش ہے گلنار کو دیکھکر لعل انگارون پر لوٹتا ہے سبزے
کے رشک سے زمرد زہر کھاتا ہے یہ لالے آتش کے پرکالے ہین جنکے دیکھنے سے جینے کے
لالے ہین اور دل ہی دل مین داغ پڑتے ہین چاندنی نے سبزے مین کھیت کیا ہے یا
سبز مخمل پہ مقیش کیسر کے چھڑک دیا ہے کلغے کو قلم کرکے ایسا برابر کیا ہے کہ اوسکے پتے اور
پھولون سے گیا پسند اور سرخ بوٹیون کا قالیچہ بچھا دیا ہے مولسری کی جو بھینی بھینی خوشبو
ہے تو گویا اوسکی بیچ ہے یا ہار سنگھار کی گلکاریان ہین یا آگ کی چنگاریان ہین بیر بہوٹیان
لگی ہین یا یاقوت کا ٹوٹا ہے یا لالہ زار چمن مین کھلا یا چنار سے شعلہ نکل پڑا اگر آب و ہوا کی
ایسی لطافت رہی تو موتی صدف مین گھل کر کلیون کا روپ دکھائیگا اور پھلی کا کانٹا سرسبز
ہو جائیگا میوے کا نام زبان پر آیا اور حلاوت سے منھ مین پانی بھر آیا کولا سنگترہ رنگترہ چکوترہ
نارنگی لیمون امرود شفتالو آلو سیب بہی انگور انناس ناشپاتی کیلا آڑو بیر کمرک شریفہ
خرما پستہ بادام ناریل چرونجی لوکاٹ ترنج الائچی کٹھل بڑھل آنب آملی جامن پھلیندہ
انار و شہتوت جوبڑا کھرنی کروندا کولی ایسا پھل نہین جو اس باغ مین نہوتا ہو اور ساگ
ترکاری سے لیکر جڑی بوٹی تک کوئی ایسی شے نہین جسے باغبان نہ بوتا ہو کہین کوئی سنگترہ کا
تختون کا چمن آگ بگولا ہو گیا کہین فالسے کی رنگت سے زمین کا دامن اودا ہو گیا سیب

آسیب کی رحمت رفع ہو جاتی ہے تبھی بدن مین فربہی لاتی ہے ناشپاتی سے روح راحت پاتی ہے
انار نے خلق کے منھ یاقوت اور موتیون سے بھر دیے معشوقون کے دانت کھٹے کر دیے اوسکے
میوہ یہان کا اخروٹ ہے جسپر دل ستارون کا لوٹ پوٹ ہے آسمان دن رات سو سو طرح کا
جھانک مین رہا اچھا انگور کی ٹٹی سے ایک خوشہ پروین کا کچا ہے بچا کا سو باوصف اس پختہ کاری
کے اب تک پکا نہ سکا کیلا یہان ایک ایک گود مین ہزار ہزار پھلتا ہے اور وہان آسمان پر
اکیلا نکلتا ہے اِس زمین کا اگر خربزہ یا سردا ہے بہشت مین منقا اوسکا حلوا تر ہے شہد و اسطرح کا
آفتاب سے جس مین موجود ایک ہی جگہ آب و دانہ ہے شہتوت عالم کا قوت انجیر بالکل شکر اور شیر
امرود وہ حلوا سے پیٹ دو دانہ ہے ہونٹون پر معشوقون کے مرجا موتی ہے کہ جیسے سامنے شیرینی کا
دعوے ناحق کرتی ہے دوات قلم کی زبان چوستی ہے گویا نیشکر ٹھہرایا قلم کا غذ کو بیاض
چھوٹنا بنا اور اوسکو مصری بنایا مالی ڈالیان سرون پر لیے جاتا ہے یا کٹورے کہین انعام کے لیے
اڑتے ہین کوئی پھولون کا ہار لاتا ہے کوئی گلدستہ دو دستے دکھاتا ہے جو روضہ نظر آیا تو وہ
سمان آنکھون مین سمایا کہ جو دیدہ نے خواب کی آنکھون سے کبھی دیکھا نہ شنیدہ سے مثال اسکا تو نے
سے کہین سنا ہے یہ روضہ ہے یا خلد برین آسمان ہے یا زمین اسپر سنہرا کلس ہے یا سورج
کی کرن گنبد ہے یا نور کا مسکن قبرستان ہے یا روضۂ رضوان مکان ہے یا جواہرات کی
کان ہے جو پتھر ہے جواہرات سے بہتر ہے جس نے مرمر کے ایسی صفائی سے سنگ مرمر کی
صورت بنائی سنگ موسے کو شعلۂ تجلی نے طور پر جلایا مہتاب وش ور گاہ کی صفت مین آئینہ
سایہ دریا مین ایسا رہتا ہے جیسا برج آبی مین آفتاب حوض مین چاند ایسا نظر آتا ہے
جیسا دریا مین حباب دیوار مین منھ نظر آتا ہے گویا آئینہ ہے جلا کیا ہوا گنبد سے دماغ تازہ
ہوتا ہے گویا قرابہ ہے گلاب سے بھرا ہوا صبح کی طباشیر استر کاری کی صرف مین لائی گئی
جو اب تک وہی نور کا عالم دکھاتی ہے رات کا مشک اور شفق کی زعفران پیس کر گارے مین
ملائی گئی جو آج تک وہی خوشبو دماغ مین آتی ہے آفتاب کے تیغ کا عرق نچوڑ کر چھتا ہے

پیالے مین موتی کی آب سے ملا یا تھا جو چونے مین یہ نور اور ایسی صفائی ہے بہشت کے کافور کو شفق کے ساتھ آفتاب کے کھرل مین پیسکر صبح کے دامن مین چھانا تھا جو رنگ نے یہ آب و تاب پائی ہے جالیون کی نزاکت مین عقل کام نہین کرتی کہ پتھر کو موم کرکے بال کا قلم پار کردیا ہے یا خیال کا جالا سمجھکر نگاہ کی نوک سے جیسا چاہا کام بنا لیا ہر ایک جالی مین وہ ملاحت ہے کہ دیکھنے مین نیری کی حالت ہے کاغذ وصلی پہ حرفون کا ابھار اپنا تو معلوم بھی ہوتا ہے یہان پتھر کی پچی کاری کا تہ جوڑ نظر آتا ہے نہ پیوند اور جوڑ نہ کہین سے پست ہے نہ بلند پھر قبر کا تعویذ اصل چیز ہے اوسکی باریکیان سمجھنے کو عقل کو ادراک ہے نہ ادراک کو تمیز ہے دیکھا چاہیے کہ جب یہ مکان تمامی کی چھت اور زری نہ زربفت کے گنگا جمنی پٹا پٹی کے پردے اور روپہلے سنہرے جڑاؤ مرصع کار مسہری سے جو منقش اور موتیون کی جھالرون اور ہیرے زمرد وغیرہ جواہرات کے آویزون سے بنا بنایا اور آراستہ اور الماس تراش کنول اور مردنگیان اور جھاڑ فانوس قمقمے اور ہانڈیان اور دیوارگیریان اور قندیلون وغیرہ شیشہ آلات سے سجا سجایا اور پیراستہ ہوگا مخمل اور کمخواب پر زردوزی تمامی اور مشجر کی چادرین چڑھا چڑھا کر انگیٹھیان اگر اور عود قماری اور مشک تاتاری اور عنبر سارا کی سلگاتے ہین گے جوڑیان زمردی سنہری روپہلی گردے لگائے ہونگے تب کس اہل بصارت کی نظر ٹھہرتی ہوگی اور کسکی نگاہ کام کرتی ہوگی بس کر شہید لب گر اب آگے لکھنے کی مت ہوس کر کلام طول ہوا جاتا ہے حاکم کے حکم سے عدول ہوا جاتا ہے سحر بیانی تیری مشہور ہے تیرے قلم کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور مقدور ہے پر فرمایش سے مجبور ہے کہ رنگین عبارت لکھنے کی اجازت نہین نہین تو تجھے کس طرز کی تحریر کی طاقت نہین لیکن یہان عجب کام کیا ہے کہ سادگی مین رنگینی کا رنگ دکھا دیا ہے سو یہ دوستونکی سیر کیلیے گلزار ہمیشہ بہار ہے اور حاسدونکی نظر مین کھٹکتا ہوا خار ہے

دوسرا قاعدہ

واضح ہو کہ ہندوستان مین شادی وغیرہ تقریبات کے رقعات کثرت سے تقسیم ہوتے ہین سیکڑون اور ہزارون کی نوبت پہونچتی ہے یہان تک کہ اب تخفیف تصدیع کے اگر چھپوانا ممکن

ہوتا ہے تو چھپوا لیتے ہین اور سب جگہ مسلمان اور ہندو دونون قوم مین یہ رسم بہت جاری ہے اِسکو نوید کے رقعے کہتے ہین اور ابتک تو اکثر فارسی ہی زبان مین لکھے جاتے ہین لیکن اگر اُردو مین لکھا چاہے تو اوسکی صورت یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والشکر خدا کا کہ اندنون برخوردار سعادت اطوار سید فدا حسین طال اللہ عمرہ کی شادی درپیش ہے چنانچہ رجب کی ستائیسوین تاریخ ساچق اور اٹھائیسوین مہندی اور اونتیسوین برات کی تقریب ہے ارباب نشاط کے رقص اور سرود کا جلسہ قرار دیا گیا ہے اسواسطے التماس ہے کہ تینون تاریخ شام سے تشریف لا کر محفل کی زیب و زینت بڑھائیے اور مستدعی کو مرہون منت فرمائیے فقط

[illegible] حسین عفی عنہ

اور مکتب اور ختنہ وغیرہ تقریبات کیواسطے بھی اسی طرز سے لکھا جاتا ہے فرق اسی قدر ہے کہ شادی کی جگہ ختنہ خواہ مکتب لکھنے مین آتا ہے اِس طرح کہ رجب کی ستائیسوین تاریخ سہ پہر کے وقت یا تیسرے پہر یا صبح کے وقت برخوردار فدا حسین طال اللہ عمرہ کا مکتب خواہ ختنہ ہے امیدوار ہون کہ تشریف لا کر راقم کو سرفراز و ممتاز فرمائیے اور اِس طرح کا رقعہ سرخ کاغذ پر اور جس جس کو بلانا منظور ہوتا ہے اوسکا نام رقعہ کی پشت پر اور اپنا نام عبارت کے خاتمے پر لکھکر اور کبھی لفافہ کرکے اوسپر طرفین کے نام لکھکر تقسیم کرتے ہین اور جو لوگ تھوڑے ہوتے ہین یا کچھ لوگ کسی کچہری مین خواہ اور جگہ ایک جگہ ہوتے ہین تو اکثر ایک بند کی پیشانی پر اوسیطرح کی عبارت لکھکر اوسکے نیچے چھوٹے چھوٹے مد کھینچ کھینچکر ہر ایک کا نام درج کرکے بھیجدیتے ہین اور ہر شخص اپنے اپنے نام پر صاد کردیا کرتا ہے اور عرس وغیرہ تقریبات کے رقعے سادے کاغذ پر ہوتے ہین عبارت اوسکی بھی اوسی طرز کی ہوتی ہے یعنی یہ کہ فلانی تاریخ مجلس متبرک میلاد شریف کی یا فلان بزرگ کے عرس کی مجلس خواہ سماع کی محفل بندہ خانے مین قرار پائی ہے قدم رنجہ فرما کر ثواب حاصل کیجیے فقط واضح ہو کہ آدمی کا خط و خال جیسے ہندستانی

سرکار مین چہرہ اور سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین اگرچہ اب اردو مین لکھتے ہین لیکن اون تحریرون
مین بھی حروف زیادہ بدلکے سوا اکثر فارسی کے الفاظ دیکھنے مین آئے اس واسطے خاص اردو مین
اوسکی تحریر کا لکھدیا جانا چاہیے

حلیہ

سانولا یا گورا یا گیہوان یا کالا رنگ بیٹھے خواہ زلفین یا بال سے سر مین بھورے خواہ کالا یا سپید بال یا تمام
سر منڈا ہوا چوڑی خواہ تنگ پیشانی بوڑھا خواہ ادھیڑ یا شروع جوانی یا اچھی چتی بھوین بڑی یا چھوٹی یا
کرنجی یا بھنگی آنکھین ایک آنکھ مین پھلی یا کانا یا جیا ہو بڑے خواہ چھوٹے کان چھیدے خواہ گھسے دانت
اونچی یا چپٹی ناک گال یا منھ پر یا جہان کہین ہو دو خواہ ایک تل ناک پر مسہ گلہ پر ٹھوڑی چہرے پر یا جہان
کہین ہو گول یا کتابی چہرہ سبزہ آغاز یا مسین بھیگتی ہوئین داڑھی مونڈا ہوا لیکے مونچھین کترا ہوا یا چاریہ
کا صفایا یا گل مونچھے رکھائے ہوئے یا خشخاشی خط یا لمبی داڑھی سفید یا سیاہ خواہ وسمہ یا مہندی کا
خضاب کیے ہوئے یا کوسا یا ٹھنگنا یا مجھولا یا لمبا ڈیل کوتاہ یا لمبی گردن موٹا خواہ دبلا بدن اور قبل
ایسکے جو شکل اور صورت کا نقشہ ٹھیک ٹھیک دریافت ہو اور دو زبان ایسی لکھے جو سمجھ مین آوے

چوتھا باب تحریر دستاویزات کی تعلیم مین

دستاویزون کے بیان مین جاننا چاہیے کہ دو یا کئی شخصون کے درمیان مین جو کچھ معاملہ ٹھہر کر کوئی
کاغذ لکھا جاتا ہے اوسکو وثیقہ اور دستاویز کہتے ہین اور اس زمانے مین دستاویزون کے لکھے جانے کا
بہت رواج ہے اور اکثر دستاویزین جو مروج ہین تفصیل اونکے نامون کے یہ ہے تمسک اقرارنامہ پٹا کابینا
رہن نامہ ہبہ نامہ تملیک نامہ محضر نامہ مختار نامہ وکالت نامہ سرخط بیع نامہ قبولیت فارغ خطی حمایت نامہ
امانت نامہ تملیک نامہ رسید قبض الوصول فارغ خطی راضی نامہ صلح نامہ تحصیل نامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ
تمسک اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی سے روپیہ قرض لیکر دستاویز لکھدے قرض
لینے والے کو مدیون اور قرضدار اور دینے والے کو دائن اور قرضخواہ کہتے ہین اور روپے کا دینے والا

اپنا قرض مانگے تو اوسکو تقاضا اور لینے والا جو روپیہ دیدے تو اوسکو ادا بولتے ہین اور صبح و شام کا وعدہ کرتا ہے تو اوسکو لیت و لعل اور حیلہ و حوالہ اور ٹال و بال کہتے ہین فقط

مثال وثیقہ اور نقشہ اوسکے لکھنے کا اس طرح ہے

ہم کہ عبد اللہ قوم کے شیخ رہنے والے فرخ آباد محلہ مغلپورہ کے ہین مبلغ تمسک الحال جو ہم تین ہزار روپیے سکہ کلدار کہ آدھے اوسکے پندرہ سو روپیے ہوتے ہین لالہ گلاب راے کشن چند مہاجنون کی کوٹھی سے دو برس کے وعدے پر قرض لیکر اپنے تصرف مین لالے یہ اقرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ وہ روپیہ تمام کمال اصل مع سود روپیے سیکڑے کے حساب سے میعاد کے اندر ادا و بیباق کردینگے اور جو روپیہ درمیان مین پہونچاوین تو مہاجنون سے اوسکی رسید لین یا اس تمسک کی پشت پر وصول لکھدین بدون اسکے اظہار وصول کا باطل اور غیر مسموع ہوگا اسواسطے یہ دستاویز تمسک کی لکھدی کہ سند ہو اور ضرورت کے وقت کام آوے فقط

۲۲ - اپریل ۱۸۵۱ء مطابق ۹ - جمادی الثانی ۱۲۶۷ہجری

اور جو کسی بڑے آدمیون کی طرف سے تمسک لکھنا پڑے تو نقشہ اوسکی تحریر کا یہ ہے

الف ہے
مبلغ پچاس ہزار روپیے جو نصفی اوسکے پچیس ہزار روپیے ہوتے ہین ساہ بہاریلال گوبندلال مہاجنو کی کوٹھی سے سرکار مین قرض لیے اور اوسکے وصول کیواسطے دو ہزار روپیے ماہواری کی قسط مقرر کردیگئی اسواسطے لکھا جاتا ہے کہ مہاجنو کا روپیہ اصل مع سود روپیے سیکڑے کے حساب سے جبتک تمام و کمال ادا و بیباق ہو نام علی کار رندہ متعینہ جاگیر علاقہ پروا وغیرہ سے دو ہزار روپے کی قسط ہر مہینے مین پہونچاتا رہیگا کسی طرح وعدہ خلافی نہوگی فقط

المبلغ ـــــ
النصف منہ ـــــ

المرقوم اٹھارھوین ماہ ذیحجہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق ۱۴ - اکتوبر ۱۸۵۱ء

اقرار نامہ اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی کسی بات کا قول اور اقرار کرکے کاغذ اوس کا لکھے اور اوسکی شرائط کیواسطے کچھ حد اور حصر نہین ہے انواع اور اقسام کے اقرار نامے ہوتے ہین نقشہ اوسکا بعینہٖ مثل تمسک کے جو پہلے لکھا گیا

مثال اوسکے مضمون کی

ہم شہامت علی قوم کے سید رہنے والے قصبہ ردولی متعلقہ دار السلطنت لکھنو کے ہین جو ہمنے پچیس روپیہ اجرت تحریر کتاب شاہنامہ کے پیشگی کے طور پر منشی امیر محمد صاحب کی سرکار سے وصول کیے اس صورت مین اقرار کرتے ہین کہ چار مہینے مین شاہنامہ نقل کرکے منشی صاحب کی خدمت مین پہونچا دینگے اور جب ساری کتاب لکھکر پہونچا دین تب باقی اجرت تحریر کے روپے چار جز کے حساب سے لینگے اور اگر نقل نکر سکین تو یہ روپیہ پیشگی کا اور کاغذ اور روشنائی اور شنجرف اور قلم بلا عذر منشی صاحب کو پھیر دینگے اسواسطے یہ اقرار نامہ لکھدیا کہ سند ہو اور وقت پر کام آوے فقط المرقوم تاریخ و ماہ فلان سنہ فلان

مچلکا مچلکے اور اقرار نامے کا مضمون اور طرز تحریر کا ایک ہی ہوتا ہے لیکن ان دونوں مین فرق اسقدر ہے کہ اقرار نامہ کبھی آپس کے اقرار پر اور کبھی حاکم کے سامنے لکھا جاتا ہے جیسے اقرار نامہ ثالثی وغیرہ اور مچلکا صرف حاکم ہی کے سامنے لکھا جاتا ہے

مثال اوسکی

ہم کہ نواز سنگھ زمیندار نمبردار موضع سرتیان پرگنہ و نواح ضلع آگرہ کے ہین جو ہمسے اور رستم سنگھ رام روپ زمیندار موضع کیھڈوی بابت سرحد اور سیوانے کے تکرار اور نزاع چلی جاتی تھی اور اب ہنگامہ اور قضایا کے سبب سے تھانہ دار نے ہمکو صاحب مجسٹریٹ کے حضور مین چالان کیا اور حاکم ممدوح کے حضور سے حکم داخل کرنے مچلکے کا صادر ہوا اسواسطے اقرار کرتے ہین کہ آیندہ کو کسی طرح کا قضیہ اور فساد نکرینگے اگر کرین تو سو روپے جرمانہ داخل کرین اور مجرم سرکار کے ہون فقط

بیعنامہ

اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ کسی چیز کے بیچنے کا اقرار بیچنے والا کی طرف سے لینے والے کے نام لکھا جاوے

اور زمانہ سلطنت اہل اسلام مین وہ ہمیشہ بائع کے اقرار سے قاضی کی طرف سے لکھا جاتا تھا اور اب اوس طریقے پر لکھا جاتا ہے اور اوسکو قبالہ بھی کہتے ہین اگرچہ قبالہ عربی مین دستاویز کو کہتے ہین جیسے قبالہ مکان اور قبالہ نکاح وغیرہ لیکن اب عوام خاص کر بیعنامہ ہی کو قبالہ کہتے ہین اور بیچنے والے کو بائع اور لینے والے کو مشتری اور بکی ہوئی چیز کو شے مبیعہ اور قیمت کو ثمن بولتے ہین اور ایک صورت بیع کی یہ بھی ہوتی ہے مثلاً کسی پر روپے کی ڈگری عدالت سے ہو جاے یا سرکار کی مالگزاری کا روپیہ کسی زمیندار پر باقی ہو اوسکے وصول کے واسطے حاکم اوسکی جائداد بکنے کا حکم دیتا ہے اوسکو نیلام کہتے ہین اور جو کوئی وہ جائداد خرید کرتا ہے اوسکو خریدار نیلام اور نیلام دار کہتے ہین اور سند اوس بیع کی جو اوسکو دیجاتی ہے اوسکو قبالہ نیلامی کہتے ہین بیعنامے کی تحریر کا نقشہ بھی مثل نقشہ تحریر بیع کے ہے

مثال بیعنامے کی

ہم کہ شریف خان ولد لطیف خان اور وزیر خان ابن کبیر خان ذات کے پٹھان رہنے والے شہر آگرہ محلہ قاضی بارہ کے ہین جو ایک منزل حویلی قاضی بارہ کے محلے مین پختہ عمارت کی واقع ہے اور اندر اوسکے ایک دالان در دالان پچھم رخ کڑیون سے پٹا ہوا اور ہر دالان کی بغل مین ایک ایک کوٹھری اور ایک دالان پورب رویہ کہ اوسکے دہنے اور بائین طرف کو ایک شہ نشین اور اوتر طرف ایک دالان دہنے طرف ایک آبدار خانہ اور بائین جانب کونے مین پائخانہ اور دکھن کی طرف ایک سائبان جسکو باورچی خانہ کہتے ہین اور درمیان مین صحن مربع کہ اوسکی زمین سنگ گرہ مکسر ہے اور پچھم طرف کے دالان کی چھت پر ایک کمرہ انگریزی جسکے چارون طرف دروازے کھڑکھڑیہ دار زنگاری رنگ کے ہین اور پورب کے دالان کی چھت پر ایک بنگلہ کاہی اور اوسکے سامنے کی چھت پر ایک پائخانہ چھوٹا سا بنا ہوا ہے اور چارون حدین اوس مکان کی اس تفصیل سے ہین

شرقـــے	غربـــے
حد خانقاہ میان امام علی شاہ سے ملی ہے	حد مسجد شاہ معصوم سے متصل

شمال سے جنوب سے

مسماۃ نورن طوائف کی حویلی — شیخ بدھو ترک سوار کا مکان

سو وہ مکان موروثی اور جدی ہم دونون مقرون کے قبضے مین کہ ہم دونون حقیقی بھائی ہین بلا شرکت کسی دوسرے شریک اور حصہ دار کے چلا آتا ہے ان دنون ہم دونون نے اوس مکان کو اپنی خوشی خاطر سے بدون اس بات کے کہ کسی نے ہمپر کچھ زور اور ظلم اور جبر یا زبردستی کیا ہو پانچ ہزار روپئے پر کہ نصف اوسکے دو ہزار پانسو روپیہ ہوتا ہے مرزا محمد بیگ ولد مرزا احمد بیگ قوم مغل رہنے والے شہر اور محلہ مذکورہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور روپیہ مشتری موصوف سے دام دام بھر پایا اور مشتری کو اوس مکان پر قابض کر دیا پس اقرار اینڈ لا جسکو شرع مین تقابض بدلین کہتے ہین ہو گیا اور ہم اپنے ہوش و حواس مین اور عقل کی درستی کے ساتھ بغیر سکھانے اور بہکانے شخص غیر کے یہ قبالہ بیعنامہ لکھکر اقرار کرتے ہین کہ بعد اسکے ہمکو اور ہمارے وارثون کو مشتری اور اوسکے وارثون سے اس مکان کی بابت کبھی کچھ دعوے نہوگا اگر ہم خواہ ہمارا کوئی وارث مشتری یا اوسکے کسی وارث پر کچھ دعوے کرے تو جھوٹا ہو اور ہرگز نسنا جائیگا اور اگر کوئی شریک خواہ حصہ دار ظاہر ہوکر اس مکان مین اپنے حصہ کا دعویدار اوٹھ کھڑا ہو جوابدہی اوسکی ہم بائعون کے ذمے ہے اور جب ایجاب و قبول دونون طرف سے عمل مین آیا تو بیع کی تکمیل و صحت مین کوئی جگہ کلام کی باقی نرہی اسواسطے یہ قبالہ بیعنامہ لکھکر معتمد لوگون کی گواہیون سے تکمیل کر دیا کہ ضرورت کے وقت سند کامل ہو اور حاجت کے وقت کام آوے فقط

المرقوم بارھوین رمضان سنہ ۱۲ ہجری

اور قبالہ نیلامی کا نقشہ بھی اوسیطرح کا ہے مگر عبارت کی تحریر مین البتہ فرق ہے چنانچہ

قبالہ نیلامی کی مثال

واضح ہو کہ پہلی جنوری سنہ ۱۸۹۱ع کو ایک مشتمل حویلی واقع نواگنج محلات بلدہ فیروزنگر محدود بحدود مفصلہ ذیل

شرق ——— غرب ———

جنوب ——— شمال ———

ملکیت شیخ علی بخش مدعا علیہ کی شیخ ضامن علی مدعی کی اجرائے ڈگری میں کہ مدعا علیہ مذکور کے نام
محکمہ منصفی اول سے پہلی نومبر ۱۸۸۵ء کو صادر ہوئی تھی موافق قانون ہفتم ۱۸۴۷ء کے نیلام ہوئی
اور شیخ بیدار علی نے معرفت رحیم بخش ملازم اپنے کے حق مرافق مدعا علیہ مذکور کا جس قدر حقیت کہ موضع مذکور
میں واقع ہے عوض ایک سو پچھتر روپے سکہ کمپنی کے خرید کیا اور خریداری اوسکی اوسی تاریخ سے
نافذ ہے المرقوم تاریخ سنہ اوس دستاویز پر عامل نیلام اور حاکم محکمہ کے دستخط اور مہر عدالت کی لازم ہے

رہن نامہ

اوس دستاویز کو کہتے ہیں جسمین کسی چیز کے گرو کرنے کا حال کسیقدر روپے کے عوض میں لکھا ہو اور
زمینداروں میں اسکے کئی طریق جاری ہیں ایک یہ کہ راہن یعنی جسنے اپنی جائداد کو رہن کیا مرتہن یعنے
جسنے گرو رکھا اوس جائداد پر قبضہ کرا دے اور اوسکے محاصل پر تصرف کا اختیار دے تو ایسے
رہن کو بھوگ بندھک کہتے ہیں دوسرے یہ کہ راہن بعد گرو کرنیکے بھی آپ ہی اپنی جائداد پر قابض رہے
مگر دستاویز میں یہ شرط لکھے کہ جب تک زر رہن ادا نہوگا ہم اس جائداد کو کہیں دوسری جگہ بیع خواہ رہن
یا ہبہ نکرینگے ایسے رہن کو دسٹ بندھک کہتے ہیں اور کبھی یہ اقرار ہوتا ہے کہ مرتہن اتنے عرصے تک
قابض رہکے بغیر لینے زر رہن کے چھوڑ دے اوسکو پٹ بندھک کہتے ہیں اور ایک صورت رہن کی اور
بھی ہوتی ہے کہ کچھ میعاد رہن کی مقرر کرکے شرط یہ لکھیں کہ مثلاً دو برس کے اندر روپیہ ادا کرکے
نہ چھوڑا لیں تو شے مرہونہ یعنے گروی چیز بیع ہو جاویگی تو اوسکو بیع بالوفا اور پورب میں کٹ کبالہ کہتے ہیں
جو زر رہن ادا کرکے اپنی چیز چھوڑا لیتے ہیں تو اوسکو فک رہن اور انفکاک رہن بولتے ہیں اسکی
تحریر بھی مثل بیعنامے کے ہوتی ہے فرق اوسی قدر ہے کہ بیعنامے میں بیع کے الفاظ اور مضمون
لکھا جاتا ہے رہن نامے میں رہن کا مضمون لکھا جاتا ہے

مثال اوسکی

یہ دستاویز بعینہ بیعنامے کے طور پر لکھی جاتی ہے فرق اسقدر ہے کہ فروخت کی جگہ رہن نامہ لکھا جاتا ہے
اور رہن کے معاملے مین جو شرطین ہوئی ہون وہ لکھدیجاتی ہین مثلاً باغ کے رہن نامہ مین یون
لکھا جاوے کہ میوہ جات اور پھل پھول ترکاری وغیرہ جو کچھ اوسمین پیدا ہوتا ہے سب مرتہن کو معاف
کر دیا جب ہم سب روپیہ رہن کا ادا کرین تب باغ اپنا چھوڑا لین اور گانون کی بابت اس طرح کی عبارت
لکھیے مثلاً منافع اور پیداوار جتنا ہو وہ سب مرتہن کو حق حلال ہے جب زر رہن ادا کرین تب گانون رہن سے
چھوٹ جاوے اور فک رہن کے وقت نہ ہمکو دعوی واصلات کا مرتہن سے نہ مرتہن کو زر رہن کے سود کا
مطلب ہمسے ہوگا لکھنی چاہیے اگر اسی طرح کی شرط ٹھہری ہو نہین تو جو شرط ہوے لکھیے فقط

ہبہ نامہ

ایسی دستاویز کو کہتے ہین جسمین کسیکی طرف سے اسکو کسی چیز بخش دینے کا حال لکھا جاوے اوسکی
دو صورتین ہین اگر یونہین بدون لینے عوض کے بخشا ہو تو صرف ہبہ کہتے ہین اور اگر کچھ عوض لیکر
بخشا ہو تو ہبہ بالعوض کہلاتا ہے اور بعضا کہا ہین ہبہ کو دان کہتے ہین اسی سبب سے اوس زبان مین
ہبہ نامے کو دان پتر بولتے ہین صورت اوسکی بھی مثل صورت بیعنامے کے ہے صرف بیع اور ہبہ کے لفظون کا فرق ہوتا ہے

مثال اوسکی

اس تحریر کی صورت بھی بجنسہ بیعنامے اور رہن نامے کی صورت ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیع اور
رہن کی جگہ ہبہ اور بخشش کا لفظ لکھا جاتا ہے یعنی اگر واہب نے موہوب لہ سے کچھ لیکر ہبہ کیا ہو تو یون
لکھنے کا دستور ہے کہ ہمنے موہوب لہ سے ایک جلد کلام اللہ خواہ ایک قبضہ شمشیر یا پچاس روپے لیکر یہ باغ یا گانون
خواہ مکان ہبہ بالعوض کر دیا اور اگر کچھ نہ لیا ہو تو صرف اور ہبہ اور بخشش کر دیا لکھینگے باقی حد او حدود
او قبض اور دخل وغیرہ الفاظ اور عبارت اوسی طرح لکھنے چاہیین جو بیعنامے کی مثال مین لکھے گئے

نکاح نامہ

جس دستاویز مین صورت نکاح اور تعیین مہر کا حال لکھا جاے اوسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہرنامہ بولتے ہین دولہ کو ناکح اور دولھن کو منکوحہ لکھتے ہین نقشہ اوسکا بھی اسی طرح کا ہے فقط

مثال اوسکی

شکر بیحد اوس قاضی الحاجات کو زیبا ہے جسنے گمراہونکو ایمان کی راہ دکھائی اور حلال اور حرام کی راہ بتائی اور صاف حرام سے اجتناب کرنے کا حکم دیکر دو دو تین تین چار چار نکاح کی اجازت اور جو عدل نکرسکے اوسکو ایک ہی نکاح کی رخصت دی اور ہزارون درود اور سلام اوس پیغمبر عادل پر جسنے امت کو خدا کے حکم بجالانے اور حرام سے بچانے کے واسطے یون تاکید فرمائے کہ نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے پھرے اور منحرف ہو وہ میرا نہین ہے اسواسطے بندہ ضعیف محمد رشید ولد محمد سعید ساکن دار الخلافہ شاہجہان آباد کا رہنے والا حال وارد شاہجہان پور کا اقرار کرتا ہے کہ مینے اپنی رضا و رغبت اور ثبات عقل اور ہوش و حواس کی درستی سے مسماۃ حمیدہ خانم عرف گوہر بانو مسمی مرزا خرم کی بیٹی کے ساتھ سید معصوم علی کی وکالت سے کہ اوسکی وکالت پر مولوی ولی اللہ اور مولوی خلیل اللہ دو گواہون نے قاضی شرع کے روبرو گواہی دی پچاس ہزار روپیہ اور ایک سو ایک اشرفی کا مہر مقرر کرکے نکاح اور عقد صحیح شرعی نہ خفیہ اور نہ کتمان کے طور پر بلکہ شہرت اور اعلان کے ساتھ واقع ہوا اور مجلس عام مین جہان شہر کے بہت سے روسا اور علما اور مشائخ کرام حاضر اور موجود تھے پس تمام ہوا ایجاب اور قبول حاضرین مجلس کے روبرو اسواسطے یہ وثیقہ نکاح نامہ لکھکر حضار محفل کی گواہیون سے مکمل اور مرتب کرادیا گیا کہ سند مضبوط ہو کر حاجت کے وقت کام آوے

محضر نامہ

کسی احوال کے ثابت کرنے کے واسطے جو کاغذ لکھکر واقف کارون کی مہر اور گواہیان لکھاتے ہین

اوسکو محضر نامہ اور صورت حال کہتے ہین اور اوسکے بھی لکھنے کا نقشہ یہ ہے

مثال اوسکی

چونکہ خداوند مطلق اور حاکم برحق کے نزدیک امر حق کا چھپانا اور ادائے شہادت اور گواہی سے انکو بچانا گناہ ہے اسواسطے یہ احقر الانام بندہ محمد اکرام اپنے حق پر گواہی طلب کرتا ہے اور رؤساے کرام اور مشائخ عظام سے ادائے شہادت چاہتا ہے اس بات پر کہ میرے جد امجد شیخ ولی محمد نے بائیس برس کے عمر لکھنؤ سے آگرہ مین آکر سکونت اختیار کی نائی کی منڈی مین ایک قطعہ مکان پختہ اور خانہ باغ اور مسجد اور حمام تھا اوسے اپنے مال مکسوبہ خاص سے تعمیر کرا کر قابض اور متصرف رہے عرصہ دو برس کا ہوا کہ بقضاے الٰہی فوت کر گئے اور مسمی اسلام قلی چیلہ نے میری غیبت مین کہ مین اون دنون تلاش معاش کیواسطے حیدرآباد کو گیا تھا اون املاک پر قبضہ کر لیا اور اب جو مین آگرے مین آکر طالب اپنے حق کا ہوا تو نامبردہ غصب کی راہ سے ساری املاک کو اپنی مکسوبہ خاص ظاہر کرکے مجھے دخل نہین دیتا ہے حالانکہ اس ملکیت موروثی کا سواے میرے کوئی دوسرا مالک نہین ہے اسواسطے امیدوار ہون کہ جس شخص کو اس حقیقت حال سے آگاہی اور واقفیت ہو مہر اور گواہی اپنی اس کاغذ پر کردے کہ عند اللہ ماجور اور خلقت خدا کے نزدیک مشہور ہوگا فقط تحریر تاریخ سولھوین ذیقعدہ سنہ فلان

مختار نامہ

کسی شخص کو کسی کام کے واسطے مختار کرکے جو سند مختاری کی لکھدیجاے تو اوسکو مختار نامہ کہتے ہین اور اوسکے اختیارات کیواسطے حد و حصر مقرر نہین

مثال اوسکی

ہم کہ رام چند ولد عمی زمیندار موضع کھموی پرگنہ راٹھ ضلع کالپی کے ہین جو اکثر مقدمے ہمارے عدالت دیوانی مین دائر ہین اور دائر ہونیوالے ہین اسواسطے ہمنے مقدمے کی خبرگیری اور پیروی کے واسطے لالہ لال

مختار اور اپنی ذات کا قائم مقام کیا اقرار کرتے ہین کہ مختار مسطور ہمارے مقدمات مین جو کچھ سوال اور جواب کرے اور جو دلیل دستاویز گذرانے اور کسی کو مقرر کرے اور جو روپیہ خزانے مین داخل یا ہمارا وصول کرے وہ سب ہمکو مثل کیے ہوے اپنی ذات کے قبول و منظور ہے فقط المرقوم فلان سنہ فلان

وکالت نامہ

مثل مختار نامے کے ہے فرق اوسمین اسیقدر ہے کہ مختار ہر شخص ہوسکتا ہے جو شخص کسی محکمہ مین حاکم کی جانب سے مختاری کے عہدے پر مقرر ہو وہ بھی اور سوا اوسکے اور بھی مقدمے والا اپنی طرف سے جس کیلیے نام سند مختاری لکھدے اوسے مختار نامہ کہتے ہین اور وکیل کچہری کے حاکم کیطرف سے وکالت کے عہدے پر متعین ہوتے ہین اوسمین جب کسیکے نام سند وکالت لکھی جاے اوسکو وکالت نامہ کہتے ہین سند سوا اون لوگون کے نام کے نہین ہوسکتی محنتانہ وکیل کا جو عدالت سے مقرر ہے حال کے رواج کے موافق دینا پڑتا ہے یا وعدہ کرکے راضی کرتے ہین اور وکیل کرنیوالے کو موکل کہتے ہین

مثال اوسکی

ہم کہ سید حسین علی مختار سید نورالدین مدعی علیہ کے ہین جو مقدمہ شیخ حسین بخش مدعی کا سید نورالدین مدعی علیہ کے نام کو واسطے دلاپانے دس ہزار روپیہ قرضے کے عدالت دیوانی ضلع آگرہ مین دائر ہے اسواسطے ہمنے اپنے نام کے مختار نامے کے ذریعے سے مولوی امان علی کو مدعی علیہ کی طرف سے بعد ادا کرنے کل محنتانہ یا کل محنتانہ کے ادا کرنیکا اقرار کرکے وکیل مقرر کیا اقرار کرتے ہین کہ مشارالیہ جو کچھ سوال وجواب کرے اور دلیل دستاویز گذرانے وہ سب ہمکو مثل کیے ہوے اپنی ذات کے قبول و منظور ہے فقط

سرخط

اِندنون اکثر تو اوسے کہتے ہین جو کوئی کسیکا مکان کرایہ کو لیکر دستاویز اوسکی لکھدے یا اوسی قسم کے نوکر لوگ نوکر رکھکے اون کی نوکری کا کاغذ لکھیے

مثال اوسکی

سرخط لالہ منگل سین گماشتہ اودے چند مہاجن کے نام جو ہمنے ایک قطعہ مکان واقع قلعہ جوہری بازار کو

بلا دنگل مین لگا نتہ اوسے چند مہاجن سے بیس روپیہ ماہواری پر کرایہ لیا اقرار کرتے ہین کہ کرایہ ہر ماہ
بلا عذر و تکرار ماہ بماہ پہونچاتے رہین اور مرمت شکست و ریخت مالک مکان کے ذمے ہے اور جو ہم کوئی نیا
اور کمرہ مکان کا اپنے آرام کے واسطے بناوین اور اپنی خوشی سے اس مکان کو چھوڑنے کا ارادہ کرین تو اوس
اپنے نئے بنائے ہوے قطعہ کی قیمت کا مطالبہ نکرین اور جو مکان کا مالک بازر ہے اوٹھانیکا ارادہ کرے تو دو مہینے پیشتر
سو اطلاع کرے اور بنائے مکان کی قیمت موافق نرخ بازار کے ادا کرے فقط المرقوم ۲۰ رجب سنہ ۱۲۵۳ ہجری المقدس

پٹہ

سرکار کو جو زمیندار گاؤنکی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی کی بابت یا سرکار یا زمیندار گاؤن یا کسی قدر زمین کا محصول مقرر کرکے کسیکو اجارہ دے اور دستاویز لکھدے تو اوسکو پٹہ کہتے ہین اور دوسرے قسم کو جو کہ ملیے کو اجارہ اور ٹھیکہ اور اس اجارہ دینے والے کو مجیر اور لینے والے کو مستاجر اور ٹھیکہ دار کہتے ہین پھر یہ مستاجر اگر اپنا نفع کچھ ٹھہرا کر دوسرے شخص کو اجارہ دے تو اوس معاملے کو کنکنا بولتے ہین مثال اوسکی

قول قرار

پیر خان ولد جیون خان کاشتکار ساکن محلہ دریاآباد کے نام فتح علی بیگ نمبردار مالگزار جمعدار چہارم موضع ریونی پور پرگنہ سار ضلع فیروزنگر کی طرف سے یہ کہ جو موازی ایک بیگھہ اراضی قرر و نمبر خوشیا واقع موضع ریونی حسب درخواست پیر خان مسطور کے عوض مبلغ پانچہزار روپیہ سالانہ زر پیچ کے ہمیشہ کے واسطے نامبردہ کی کاشتکاری مین دیگئی اس قرار سے کہ نصف زر پیچ فصل خریف اور نصف فصل ربیع مین مومی الیہ مجھ نمبردار کو ادا کرتا رہے اور اگر مومی الیہ زر پیچ کے بروقت ادا کرنے مین عذر کرے تو مجھ نمبردار کو اختیار ہے کہ بضابطہ سرکاری اوسکے نام نالش کرکے زر پیچ وصول کرون اور اوسوقت مین یہ بھی اختیار ہے کہ اوسکو بیدخل کردون اور جبتک کہ مومی الیہ قول قرار کے موافق زر پیچ کے ادا کرنے مین قاصر نہو تب تک مین اوسکو بیدخل نکرون اسواسطے یہ چند کلمے بطریق پٹے کے لکھدیے کہ حاجت کے وقت کام آوے فقط المرقوم فی التاریخ سنہ

واضح ہو کہ یہ طرز تحریر پٹے کا حال مین مناسب ہے جبکہ جانب اعلی سے طرف ادنی کے ہو اور جب

جانب اونکے اسے طرف اعمالی کئے ہو یا طرفین کا درجہ برابر ہو تو مثل اقرارنامے کے ہین کہ فلان اور فلان کرکے لکھنا مناسب ہے لیکن بنیہ میں اغلب پٹے کی تحریر اوس مین بھی ہوگی

قبولیت

رعیت یا متاجر یا کنکھنا دار جو دستاویز قول و قرار کی زمیندار یا ٹھیکہ دار یا زمیندار سرکار کو لکھدے اوسکو قبولیت کہتے ہین مثال اوسکی

مین کہ پیرخان ولد جیونخان ساکن محلہ دریا آباد کا ہون جو نیئے موازی ایک بیگہ اراضی نمبر چوبیس واقع موضع یوفی پرگنہ سارا ضلع فیروزنگر فتح علی بیگ نمبردار الگاؤ حصہ چہارم موضع کو کی طرف سے اپنی کاشتکاری مین لی اس اقرار سے کہ نصف زر بیج فصل خریف اور نصف فصل ربیع مین نمبر دار کو ادا کرتا رہون اور اگر زربیج کے بروقت ادا کرنے مین قاصر ہون تو نمبردار کو اختیار ہے کہ بضابطہ سرسری میرے نام نالش کرکے زربیج وصول کرے اور اوسوقت مین پھربھی اوسکو اختیار ہوگا کہ مجکو بیدخل کرے اور اراضی میرے قبضے سے نکال لے اسواسطے یہ چند کلمہ بطریق قبولیت کے لکھدیے کہ عندالحاجت کام آوے فقط المرقوم

ضامنی

کسیکی طرف سے جو کسی بات یا کوئی چیز کے واسطے ذمہ داری اپنی لکھدے تو اوسکو ضامنی اور لکھنے والیکو ضامن کہتے ہین اور اوسکی کئی قسمین ہین اگر کسی قدر زر معینہ کا ذمہ دار ہوکر دستاویز لکھی ہے تو مال ضامنی ہے اور اگر اس شرط سے لکھدی کہ جسقدر فلان شخص تصرف کرجائے ہم اوسکو ادا کرینگے تو اوسکو تصرف ضامنی کہتے ہین اور یہ آپس مین ہوتی ہے یا عدالت مین کسیکے خرچے وغیرہ کی ذمہداری کی جاتی ہے اور اگر کسیکے حاضر کرنے کا ذمہ کیا ہے تو حاضر ضامنی اور اگر کسی کام کی ذمہ داری کی ہے تو فعل ضامنی ہے ہر ایک تحریر کا طور ایکہی مثال سے واضح ہوگا مثال اوسکی

ہم کہ ٹھاکر نتھا سنگھ زمیندار موضع کھمریا پرگنہ جاجمئو ضلع کانپور کے ہین-
جو مسمی زور آور سنگھ ہمارے بھائی داے ڈگری مداخلت قطعہ باغ واقع موضع بسولی کی ضلع سے
حاصل کی اور اوسکے اجرا کا حکم بعد لینے تعرف ضامنی کے صادر ہوا اسواسطے ہم بابت تسنے دعوے کے
بلا شرط حیات او ممات کے ضامن ہوکر اقرار کرتے ہین کہ اگر نامبردہ عدالت صدر سے ہارجاے تو
جسقدر تعرف اوسکا ثابت ہوگا ہم بلا عذر ادا کرینگے ہم او ہمارے وارثون کو کچھ عذر نہوگا اور موضع کھمریا
اپنی جائداد کو اس ضامنی مین مکفول کرتے ہین جبتک مقدمہ عدالت صدر سے فیصل ہوگا اوسکو
بیع خواہ رہن وغیرہ کسکے ذریعے سے کہین منتقل نکرینگے یا یون لکھے کہ ٹھاکر زور آور سنگھ ہمارے بھائی داما
نے جو دو سو روپیہ لالہ رام رتن مہاجن سے قرض لیے ہین ہم ذمہ کرتے ہین کہ اگر وہ ادا نکریگا ہم
بلا کلام ادا کرینگے یا لکھا جاے کہ جو زور آور سنگھ ہمارا بھائی دار جوے کی علت مین ماخوذ ہے اور اوس سے
فعل ضامنی یا حاضر ضامنی طلب ہے اسواسطے مین مقر اقرار کرتا ہون کہ نامبردہ کبھی کوئی حرکت
ناشایستہ نکریگا اگر کرے تو مین اوسکے عہدے سے جوابدہی کرونگا یا یہ کہ مین اوسکو حاضر کرونگا
اگر حاضر نہ کرسکون تو اوسکے عہدیکا جواب دونگا فقط المرقوم

عاریت نامہ

اگر کسی سے کوئی چیز ایک زمان معین کے واسطے مانگ لیجاے اور اوسکی دستاویز لکھنی ہو تو اوسکو عاریت نامہ کہتے ہین اسمین خاص عاریت کا مضمون لکھا جاتا ہے نہین تو حال اوسکا مثل حال اقرارنامے کے ہے اور اسیطرح اگر کچھ زمین گھر بنانیکے واسطے کسیقدر روپیہ بطور ماہانہ یا سالانہ ادا کرنیکا اوسکے عوض کچھ حق مقرر کرنیکی شرط پر لیجاے تو اگر دستاویز اوسکی خواص لکھا جاتا ہے تو اوسکو اقرارنامہ اور عوام لکھا جاتا ہے ہیں تو عینیت نامہ کہتے ہین

امانت نامہ

اگر کسیکی کوئی چیز اپنے پاس رکھکر دستاویز لکھدے تو اوسکو امانت نامہ کہتے ہین دونون کا حال
ایک ہی مثال سے واضح ہوگا مثال اوسکی

ہم کہ اللہ یار خان رسالدار یا کریم اللہ جمعدار ساکن ضلع الہ آباد کے ہین جو ہمنے ایک فرد سپاہون کی دو مہینے کیواسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے مستعار لی ہے اسواسطے یہ عاریت نامہ لکھدیا یا یہ کہ محمد مقرنے قطعہ زمین چار ٹکے سالانہ کے وعدے پر گھر بنانے کیواسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے لیکر حویلی بنائی اور سکونت اپنی اوسمین اختیار کی اسواسطے یہ رعیت نامہ لکھدیا فقط المرقوم

تملیک نامہ

اپنی ملکیت کی چیز جو کوئی کسیکو دیکر اوسکو مالک کر دیتے ہین اوسکی دستاویز جو لکھی جاوے وہ تملیک نامہ ہے اور اسیطرح اگر کسیکو مسجد کا متولی یا درگاہ یا خانقاہ کا مہتمم قرار دیکر سند لکھے تو اوسکو تولیت نامہ کہتے ہین مثال اوسکی صرف اسیقدر کافی ہے کہ جسطرح اور کئی مثالون مین لکھا گیا مقر کا نام لکھکر یون لکھے کہ جو ہمنے قطعہ باغ واقع موضع دولت پور کہ محمد وزیر خانساماں کو دیکر اوسکو ہر طرح مالک و مختار کر کے یہ تملیک نامہ لکھدیا یا ملا حسین اکبر آبادی کو مسجد یا خانقاہ کا متولی اور مہتمم قرار دیکر یہ تولیت نامہ لکھدیا فقط

رسید

کچھ روپیہ خواہ کوئی چیز کسی سے لیکر جو دستاویز لکھدے اوسکو رسید کہتے ہین اور یہ رسید یا تو اونھین دستاویزون کے طور پر لکھی جاتی ہے یا رقعے کے طور پر مثال اوسکی

بعد لکھنے نام مقر کے لکھا جائیگا کہ سو روپیہ فلانی بابت ہمکو زید سے وصول ہوے اسواسطے یہ رسید کرادی اور رقعے مین بعد القاب کے لکھا جائیگا کہ دوشالہ جو آپ نے بخشو خدمتگار کے ہاتھ بھیجا تھا سو پہونچا

قبض الوصول

مثل رسید کے ہے لیکن جو تنخواہ یا اور کوئی وجہ معین مثل ششماہی یا سالانہ کے وصول کا اقرار لکھا جاتا ہے اکثر اوسی کو قبض الوصول کہتے ہین مثال اوسکی

مقر کا نام لکھکر اسطرح لکھے پانسو روپیہ بابت مشاہرہ شہر ربیع الاول یا بابت ششماہی خواہ سالانہ تقرری کے

بدھ سین تحویلدار سرکار کی تحویل سے ہمکو وصول ہوئے اِس واسطے یہ قبض الوصول لکھدیا گیا

فارغخطی

کسی سے لین دین کے حساب کا تصفیہ اور روپیہ سب بیباق ادا کرکے دستاویز لکھائی جائے یا اپنے نوکر سے حساب سمجھکر دستاویز لکھدی جاوے تو اوسکو فارغخطی کہتے ہین **مثال اوسکی**

مقر کا نام دستور معینہ کے موافق لکھکر یون لکھی جاتی ہے کہ جو ہمسے اور زید سے لین دین کی بابت حساب تھا آج اوسکے مقابلے مین سب حساب طی ہوکر دو سو تراسی روپیے پونے گیارہ آنے حساب کی روسے پایا ہمارا اوسکے ذمے واجب نکلا اور مشار الیہ نے سب دام دام ادا و بیباق کردیا یا یہ کہ جو خرچ ہمارا پیربخش خانسامان کے ہاتھ سے اوٹھتا جاتا تھا آج نامبردہ سے حساب سمجھ لیا گیا کچھ اوسکے ذمے باقی اور کسیطرحکا تعلق اور تصرف اوسکا ثابت نہوا اسواسطے یہ فارغخطی لکھدی گئی اور نوکر کے واسطے جو یہ دستاویز لکھی جاتی ہے اوسکو صافی نامہ بھی کہتے ہین

راضی نامہ

کوئی کسی پر نالش کرے اور پھر کسی طرح راضی ہوکر جو دستاویز لکھدے تو اوسکو راضی نامہ کہتے ہین لیکن یا جو اوس نالش سے دست بردار ہوکر آپ سے آپ باز آوے تو اوسکو بازنامہ کہتے ہین **مثال اوسکی**

بعد لکھنے نام مقر کے اِسطرح لکھتے ہین کہ جو ہمنے واسطے دلا پانے تین سو روپیے اصل مع سود دستکی کے مدعی علیہ پر نالش کی تھی اور مدعی علیہ نے ہمکو کچھہ نقد جنس دیکر راضی کیا اسواسطے یہ راضی نامہ لکھدیا اور کبھی ایسے مضمون کو سوال مین لکھکر جہان مقدمہ دائر ہوتا ہے گذرانتے ہین

صلحنامہ

مثل راضی نامے کے ہے لیکن دونون مین اتنا فرق ہے کہ راضی نامہ مین ہوسکتا ہے کہ مدعی اپنے راضی کیا یا مدعی علیہ نے راضی کرلیا ہو اور صلحنامہ جبتک دونون ملکر صلح نکرین نہین ہوسکتا **مثال اوسکی**

بعد لکھنے نام مقرونکے یون لکھتے ہین جو مقدمہ ہمارا بابت تکرار استرداد نیلام موضع بھوانی پور پرگنہ نانہ

عدالتِ دیوانی ضلع غازی پور مین تھا ہم فریقین نے اصطلاح صلح کر لی کہ مین رام سنگھ مدعی موضع پر دخل پاکر واصلات اور خرچے سے دست بردار ہون اور مین نرائن راو مدعی علیہ مدعی کو بلا عذر اور تکرار موضع پر قابض کر دونگا اسواسطے یہ صلحنامہ لکھدیا کہ آیندہ کو کام آوے

فیصلنامہ

ہر چند کہ حاکم جس مقدمے کو فیصل کرے وہ بھی فیصلنامہ ہے لیکن اب جو پنچ لوگ قضیہ چکا کر فیصل کرتے ہین اوسکو فیصل نامۂ ثالثی کہتے ہین اگرچہ مضمون اوسکا مع حقیقتِ حال مقدمہ کے بھی ہوتا ہے لیکن حاصل مطلب لکھنے کا طرز یہ ہے

مثال اوسکی

فیصلنامۂ ثالثی لکھا ہوا رام دین موکل ودینداین تواری اور بیندت کالکا پرشاد ثالثون کا مورخہ تاریخ پہلی اکتوبر سنہ ۱۸۵۸ء حال یہ ہے کہ مقدمہ اوجاگر مدعی اور بھیم سین مدعی علیہ کا بابت تکرار حساب منافع مالگزاری کے عدالت مین درپیش تھا اور طرفین نے اقرارنامۂ ثالثی کا عدالت کے سامنے لکھکر ہملوگون کو ثالث مقرر کیا آج ہملوگون نے ایک جگہ ملکرکے مقدمے کے سب کاغذات اور طرفین کی دستاویزات دیکھے ہماری تجویز مین مدعی کے دستاویزات کہ اوسپر خود مدعی علیہ کے حقیقی بھائی کے دستخط ہین اور گانون کا پٹواری بھی اوسکی تصدیق کرتا ہے صحیح اور دعویٰ اوسکا سچا معلوم ہوا اور مدعی علیہ نے سواے دو چار چٹھیون کے کہ اوسپر مدعی کے دستخط نہین خط اوسکا اون چٹھیونکے خط سے ملتا ہے اور کوئی دستاویز یا دلیل کہ اوسکی روسے بیان اوسکا درست معلوم ہو پیش نہین کیا اس صورت مین ہم ثالثون کے اتفاق سے یہ تجویز قرار پائی کہ مدعی کا دعویٰ بابت منافع مالگزاری کے مدعی علیہ پر واجب ہے اسواسطے یہ فیصل نامہ موافق حکم حضور کے لکھکر ارسال کیا جاتا ہے آیندہ جو حضور کی راے ہو فقط

واضح ہو

کہ کبھی مقدمہ طرفین کی رضامندی سے عدالت سے ثالثون کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی فریقین بلاذریعہ عدالت کے اپنے قضیے کو تصفیے کیواسطے ثالثون کو سپرد کرتے ہین تو اوسکے فیصلنامے مین کسی حاکم کی حضور مین فیصلہ بھیجنے کا ذکر نہین آتا فقط

وصیت نامہ

اگر کوئی شخص اپنی زندگی مین اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو اسطرح حکم دے کہ بعد میرے اس کام کو یون کیجیو اس مال کو یون دیجیو تو اوسکو وصیت نامہ کہتے ہین اور جو اوسکا کاغذ لکھا جاتا ہے تو اوسکو وصیت نامہ کہتے ہین مثال اوسکی

جو ظاہر ہے کہ حیات مستعار کو کچھ اعتبار نہین ہے اور ہر عاقل کو دوربینی اور عاقبت اندیشی کے اقتضا سے پختگی اون مطالب کی جسکا سر انجام پذیر ہونا بعد اپنے فوت کے دنیا اور آخرت کے مصالح کے لیے منظور ہو اوسی حال واجبات سے ہے جبتک زبان اور قلم اوسکے اختیار مین ہے اسواسطے بندہ ضعیف علی محمد خان ولد فرزند علیخان ساکن محلہ کٹرہ ارادتخان منمحلات شہر فیروزآباد کو اپنے ہوش و حواس مین رضا و رغبت سے بدون زور اور زبردستی کرنے سے کسی شخص کے یہ وصیت کرتا ہے کہ منجملہ دیہات معافی اور مالگزاری مملوکہ اور مقبوضہ میرے کی چک طوبی آراضی معافی واقع سواد موضع فرخ نگر متعلقہ پرگنہ رسول آباد جمع ایک سو نوے روپیہ ۱۹۰ سالانہ کو بینے واسطے اخراجات ضروری مسجد محلہ کٹرہ ارادتخان کے جو تعمیر کی ہوئی راقم کی ہے اور جسکے اخراجات کی کفایت میری زندگی تک مجھسے تعلق رکھتی ہے مقرر کیا بعد میرے محاصل اراضی مذکور کا شیخ قادربخش کے نام سے جو میری جانب سے متولی مسجد ہذا کے مقرر ہین اور میرے معتمد علیہ ہین مسجد مذکور کے مصارف ضروری سے متعلق رہیگا اور اوسمین میرے وارثونکو کسیطرح کے تعرض کا اختیار نہین ہے میرے وارثون کو لازم ہوگا کہ محاصل چک مذکور اوپر وقت معین کے وصول کرکے متولی مذکور یا بعد اوسکے جو متولی کہ برضامندی میرے ورثا کے مقرر ہوگا پہونچا دیا کرین اور اگر اس بات مین اونکی جانب سے کچھ اغماض و انحراف ہو تو متولی یا نمازیون کی نالش پر حاکم وقت کیطرف سے اعانت حاکمانہ اوسمین لازم ہوگی اور اوس صورتمین متولی کے تقرر مین اہل محلہ کو اور اہل محلہ کے اختلاف کی صورتمین حاکم وقت کو اختیار ہوگا اور منجملہ محاصل مذکور کے دس روپیہ مشاہرہ حق متولی ہوگا اور باقی ضروریات مسجد کے صرف مین آویگا اسواسطے یہ چند کلمہ بطریق وصیت نامہ کے لکھے گئے اور نقل اوسکی بھی جسٹر مین داخل کرکے حوالے متولی حال مسجد کے کی گئی کہ عند الحاجت کام مین آوے المرقوم

تقسیم نامہ

اگر دو یا کئی شریک شرکت کا مال آپ یا قاضی اور حاکم کے حکم سے بانٹ لین اور کاغذ اوسکا لکھا جاے تو اوسکو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ کہتے ہین

مثال اوسکی

ہم کہ سید دلدار حسین اور سید مظفر حسین دونون بیٹے سید اشرف حسین زمیندار اور ساکنان موضع اشرف نگر پرگنہ سکندرہ ضلع مظفرنگر کے ہین جو مواضع ریوتی اور کھر دوہر پور اور اشرف نگر اور شیر پورہ واقع پرگنہ مذکور مکانات اور باغات وغیرہ جو اون موضع مین واقع ہین ملکیت موروثی ہم دونون بھائیونکی ہے اور اب مصلحت وقت دیکھکر آپس کی رضامندی سے یہ بات قرار پائی کہ دیہات مذکور مع مکانات اور باغات کے نصف نصف آپس مین تقسیم ہو جائین اور آئندہ کوئی خرخشہ اور نزاع باقی نرہے اسواسطے کل جائداد وغیرہ بعد مساوی کرنے اوسکی مالیت کے اور پردہ تفریق کے اسطرح پر تقسیم کیگئی کہ کل موضع ریوتی اور شیر پورہ مع مکان اور باغ وغیرہ جو اوسمین واقع ہے اور نصف موضع اشرف نگر جو مشتمل اوپر دو تھوک کے ہے اور حد فاصل اون دونون تھوک مین سڑک کاری واقع ہے تھوک پورب مجھ دلدار حسین کے حصے مین اور موضع کھر دوہر پور مع مکان اور باغ وغیرہ جو اوسمین واقع ہے اور تھوک پچھم موضع اشرف نگر مجھ مظفر حسین کے حصے مین درآئی اور حویلی مسکونہ قدیم واقع اشرف نگر جو تھوک پچھم مین واقع ہے بلا تعرض مجھ دلدار حسین کے کہ بنے سکونت اپنی موضع ریوتی مین اختیار کی مجھ مظفر حسین کے قبضے مین رہی اور مطابق اس تقسیم کے کلکٹری مین سوال دیکے نام ہر ایک کا ہم مین سے حسب تقسیم مذکورہ بالا کے جداگانہ خانہ ملکیت مین داخل کرا دیا جاوے اور مالگزاری موضع اشرف نگر کی سرکار مین یک جائی اوا کیجائیگی اور ایک ایک فرد اس تقسیم نامے کی جو اوپر دو کاغذ جداگانہ کے مرتب ہوئے ہم دونون کے پاس رہینگے اور ہم مین سے کسیکو یا ہمارے وارثون کو خلاف شرائط

مندرجہ اس تقسیم نامے کے اختیار تعرض ہمدیگر نہوگا اسواسطے یہ چند کلمے بطریق تقسیم نامے کے لکھدیئے
کہ حاجت کے وقت کام آوے۔ المرقوم فلان سنہ فلان

واضح ہو کہ ان دستاویزات کے نمونے مین صرف طرز تحریر دستاویزات ضروری کا ظاہر کیا ہے لیکن شرائط ہر قسم دستاویزات اور بیان انواع مطالب کا اوسمین موقوف اوپر صورت اور معاملات خاص کے ہے اور حصر اوسکا ممکن نہین ہے مبتدیونکی تعلیم کیواسطے اس قدر کافی ہے کہ ان مثالونکو دیکھکر ہر قسم کی دستاویز مین ہر طرح کا مطلب لکھ سکتا ہے کچہری کے کام کرنیوالونکو ان دستاویزون کی تحریر سے واقفیت ہونا بہت ضرور ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ ان دستاویزونکی مثالون سے یہ بات ہرگز نہ سمجھی جاوے کہ کتاب جو نواب معلی القاب ام اقبالہ کے ارشاد کے موافق لکھی گئی تو یہ دستاویزات بطور دستور العمل کے ہونگے یعنی اگر کوئی دستاویز موافق اس کتاب کے نہوگی تو صحیح متصور نہوگی سو ایسا نہین ہے بلکہ یہ مثالین صرف واسطے دریافت کرنے طرز تحریر کے لکھدی گئین

خاتمہ

الحمد للہ کہ اس فقیر خاکسار نے جو ایک دست یکرنگ و یکتا سراپا لطف و سخا گنجینہ فضل و کمال آئینہ حسن و جمال صاحب علم و ہنر و جوہر فخر ہر فرد بشر سر آمد منشیان جادو نگار رشک سخنوران شیرین گفتار مخزن لیاقت و قابلیت معدن فصاحت و بلاغت دبیر بے نظیر مشیر صاحب تدبیر کریم ابن کریم محب محبوب شہید القیم شیرازہ کتاب رموز معانی گلدستہ بہار سخندانی بے عیب و بے ریا بے لوث پاکدل صاف طینت صفا طبیعت جناب منشی غلام غوث صاحب ادام اللہ لطفہم کے توسط سے حاکم جلیل القدر قدر افزاے اہل ہنر بحر ناپیدا کنار شوکت و شان ابر گوہر بار رحمت و احسان جوہر مراد آئینہ مقصود واسطہ پیوند اتحاد و عدل وجود صاحب سیف و قلم عزت چتر و علم بحر کرم ابر ہمم آفتاب حشم ہمایون شیم فیاض عالم وزیر اعظم دستور مکرم عالی مرتبت والا منزلت ارسطو فطرت سکندر صولت فریدون حشمت افلاطون حکمت جمجاہ خورشید کلاہ رعیت پناہ کیوان بارگاہ جناب نواب مستطاب آنریبل

جیمس طامسن صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہم
کی فرمائش اپنے ذمے لی تھی سو اوسکا انجام بخوبی ہو گیا اور حق تعالی نے ہمکو اور ہمارے دوست کو
سرخرو فرمایا ہرچند کہ یہ مختصر اوس سرکار دولتمدار میں جیسے سلیمان کے تخت کے سامنے ایک چیونٹی
کا پر اور دریا کے مقابلے مین ایک قطرے سے بھی کمتر ہے آفتاب کے روبرو مشعل جلانا ذرے کو چمکانا
اور مہتاب کو کتان کا جامہ پہنانا یا آئینہ دکھانا اور ختن مین مشک نافہ لیجانا اور بہشت مین ایک پھول
کی پنکھڑی کا پہونچانا ہے لیکن اس لحاظ سے کہ سلیمان نے چیونٹی کی دعوت قبول فرمائی اور دریا نے
قطرے کی آبرو بڑہائی آفتاب ذرے کو محروم نہین چھوڑتا اور ماہ کتان سے منہ نہین موڑتا ختن سے
مشک کی ناموری اور بہشت سے پھول کی جلوہ گری ہے اُمیدوار ہون کہ یہ نذر قبول اور کتاب کا
یہ مقبول ہو چارون باب اسکے اگر نظر عنایت سے دیکھے جائینگے تو مضامین اوسکے ہر شش جہت مین
خوشی کی نوبت بجائینگے چارون طرف اوسکی دھوم ہو جائیگی اور قبولیت کی شہرت میری عزت کا شہرہ
بڑھائیگی اگرچہ چار باب کی یہ ایک کتاب ہے لیکن حقیقت مین ہر ایک باب علیحدہ ایک کتاب ہے جنے
چارون باب مین سے جس بات کی تعلیم منظور ہو تو اوسی بات کا ایک باب اور سب باتون کا سکھانا
منظور ہو تو ساری کتاب پڑھائی جاوے اور بڑے فخر اور نازش کا مقام ہے کہ نواب مستطاب معلی
القاب دام اقبالہم کے حضور فیض گنجور سے جو یہ کتاب واسطے دریافت کرنے صحت اور سقم اور حسن اور قبح
کے حاکم عالی خصال قدردان اہل کمال معدن اخلاق و مروت مخزن اشفاق و فتوت آسمان شان
جلالت و برتری کوہ شکوہ عدالت و سروری آبروے ابر ہمت و سخا و آئینہ آئین صفات و صفا گوہر درج
جود و بخشش اختر برج دانش و بینش والا گہر بلند اختر صاحب جیع ہنر و اہل ہنر پرور جناب ولیم
میور صاحب بہادر اسکوائر دام دولتہ کے پاس آئی تو حاکم ممدوح نے قدردانی
کی راہ سے بہت پسند فرمائی ہر مقام کو نظر عنایت سے ملاحظہ فرمایا اور محنت کی داد دیکر تحسین و آفرین سے مصنف کا
رتبہ بڑھایا خدا ایسے حاکم منصف اور قدردان کو سلامت رکھے کہ اہل جوہر کی عزت بڑھاتے ہین اور غریبون کی
پرورش فرماتے ہین بس اب کتاب کے خاتمے کو دعائے خیر پر ختم کرتا ہون الٰہی جبتک آفتاب کے ہاتھ مین چتر و علم آسمان ہے

ختم ہے ممدوحِ عالیجاہ کے اقبال کا خیمہ بلند اور مستحکم اور دولت کی گردن آستانِ دولت نشان پر خم ہے فقط

خاتمہ طبع مطبوع ہر طبع حسن بیانِ کارگزارانِ مطبع نامی لکھنو دور جناب فیض مآب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای دام اقبالہٗ

بہار بیخزان وہ بہار ہے جسے رنگِ ثبات بوے قرار ہے گلہاے رنگین معانی و مضامین تعریف کسوا کس گل مین یہ رنگ و بو ہے کہان یہ نفہ ہے ایسے لطیف نسیم ابد شمیم روائح گلہاے محمدی چمن آرائی توصیف رسالت پناہی سے مشامِ نیاز اہتمام مشتاقان کو تازگی دوام ہے یہ گلشن بھی خلد مقام ہے صَلَّى اللهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ بعد اسکے پوشیدہ نرہے کہ ان ایامِ نزہت فرجام مین مطبع کا نیو رشاخ گلزار مطبع اودھ اخبار کہ سرسبزی روز افزون سے رشکِ ریاضِ فرخار ہے نامی و گرامی دیار و امصار ہے گل سر سبد احمند نونہال حدیقہ بخت بلندی نضارت افزاے دبستان دانشوری طراوت پیراے گلستان ہنر پروری سرو بلند خیابان ہمت فیض گستر جناب فیض مآب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای دام اقبالہٗ اس چمن کا طرح پرداز اور اس گلشن کا نقش طراز ہے ایسا عالی ہمم معالی شیم کارخانہ دار ہو کارخانے کو کیونکر نہ رونق و اعتبار ہو قلمرو ہندوستان مین اس عظمت و شان کا مطبع دیکھا نہ سنا جمیع جملہ عمدہ سامان طبع مطبوع ہر طبع بکثرت موجود و مہیا ہزارون کتابین کلان و خرد ہر قسم کی طیار ہو مین مشتہر روزگار ہو مین بنظر فائدہ رسانی اقاصی و ادانی سے کتاب لاجواب جاوی قواعد نظم و نثر اردو زبان بہار بیخزان نتیجہ طبع لاشریک عدیل ناظم بے ندو ندید منشی غلام امام صاحب متخلص بہ شہید کہ رنگینی عبارات اور دلنشینی فقرات مین گلزار فشان اور سیرابی معانی و شادابی مبانی سے تازگی بخش خاطر نظارگیان ہے ماہ فروری ۱۸۶۹ع مین نہایت خوبی اور غایت خوش اسلوبی سے بار ہشتم زیب بستانِ انطباع ہوئی متعلمان اس زبان کے لیے سرمایہ انتفاع ہوئی بمنہ و کمال کرمہ

انشاے دلاویز- تلازم شطرنج مین مصنفہ مولوی عبد العزیز آروی-
انشاے عجیب- اسمین رقعات ہین سوای لفظ فارسی کے لفظ عربی نہین ہے مصنفہ منشی محمد جعفر-
ظہیر الانشاء- مصنفہ محمد ظہیر الدین-
انشاے صفیر بلبل- مع صحت نامہ یہ بڑی رتبہ کی انشا متین عبارت کی ہے مصنفہ مولوی عبید اللہ خان- علوی حرجوی جنکا پایہ نثر نگاری مین ہمرتبہ قدما ہے-
انشاے دلکشا- جلی قلم مصنفہ منشی فتح چند-
انشاے بے نقاط- سب رقعے صنعت مسقوط النقاط مین ہین تصنیف منشی کامتا پرشاد-
انشاے لطیف- اسم باسمے ہے تصنیف منشی ہیرالال
رقعات عالمگیری- جو خود بادشاہ عالمگیر نے طرف شاہزادگان کے تحریر فرمایا-
رقعات عزیزی- مصنفہ مولوی عبد العزیز آروی
رقعات قتیل- جسمین سلیس عبارت مطابق تکلم اہل زبان ہے مصنفہ مرزا محمد حسین قتیل-
انشاے ابو الفضل- علامی وزیر اکبر شاہ-
پنج رقعہ- مصنفہ ارادت خان واضح اور مشہور پنج رقعہ ظہوری ہے پوری حاشیہ پر دو شرح ہین-
۱ شرح- از عبد الرزاق تمنی-
۲ شرح- از مولوی عبد الاحد-
رقعات بیدل مصنفہ مرزا عبد القادر بیدل
رقعات چھچھی نراین مصنفہ منشی چھچھی نراین
رقعات مظہری- سلیس عبارت کے رقعے مصنفہ محمد صادق حسین-
رقعات امان اللہ حسینی-
رقعات نظامیہ-
انشاے ان حکمت- از مولوی عبد العزیز آروی

پنج رقعہ ولایت مصنفہ سید ولایت حسین-
رقعات فیض آگین مصنفہ منشی نند کشور-
رقعات نامی- مع تقریظات تصنیف مولوی حکیم الدین ہیڈ ماسٹر اسکول-
دستور المکتوبات-
دستور الصبیان- مصنفہ منشی نونداراے-
فیاض دبستان- مکاتیب ہین از منشی ولایت حسین گلزار ولایت-
سلک مسلسل- مصنفہ منشی حیدر کار شاد-
لذة الافہام مصنفہ سید محمد علیخان فتح پوری بخطر نواز والہ ولھ
کشایش نامہ مع فرہنگ لغات تصنیف منشی راجکرن
توقیعات کسرے- دستور العمل خسرو نوشیروان مصنفہ و مدونہ مرزا جلال الدین طباطبائی-
ابو الفضل- ہر سہ دفتر محشی بحشی مولوی بادیعلی اشک از ابو الفضل-
رسائل طغرا- مع رقعات طغرا بی محشی-
حسن و عشق- عبارت متین ہے کہ جسمین کتخدائی حسن و عشق مین زور عبارت آرائی دکھایا ہے نثر شباہی کا بڑھایا ہے مصنفہ نعمت خان عالی-
مینا بازار- رنگین عبارت مصنفہ ارادتخان واضح-
شرح مینا بازار- نادر شرح ہے از مولوی امام بخش صہبائی دہلوی-
سہ نثر ظہوری- مع مقدمات ثلثہ ظہوری مشہور نثر ہے از ملا نور الدین کشمیری-
شرح سہ نثر ظہوری- نثر نویس کی شرح ہے از مولانا محمد سعد اللہ-
شبنم شاداب- از ملا ظہیرا تفرشی جو رتبہ کی انشا ہے جسکو مولوی بادیعلی اشک نے محشی فرما کر اوسکے ساتھ فرہنگ اوسکی لغات کی منضم کی-

کلیات نثر - مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی میں نثر
۱- پنج آہنگ -
۲- نثر دستنبو -
۳- نثر مہر نیم روز -

مظہر العجائب - فقرات و الفاظ صفات سرخی کے جو کار آمد انشا نگاران ہے مصنفہ مرزا محمد حسین قتیل -

تاج المدائح - رنگین فقرات صفات میں بہت عمدہ کتاب ہے از جلوہ خیالی طبع رسا منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی -

مفتاح الصفات فقرات صفاتیہ از منشی رام سہائے

صفات کائنات - بے مثل کتاب ہے اس میں سب اساتذہ کی نثروں سے فقرات صفت ہر شئے موجودات کائنات کو انتخاب کرکے ایک گنجینہ مرتب کیا ہر صفت کے ساتھ اول اساتذہ کے فقرات لکھکر پھر مصنف نے اپنے فقرات لکھے ہیں شائقین انشا نگاری کے واسطے یہ کتاب بے نظیر ایک گلدستہ ہے مولفہ سیالکوٹی مل وارستہ -

صحیفہ شاہی - جسمیں تمہید القاب آداب خاص مرقع فارسی اشعار ہر قسم کے جنکا انشا پردازوں کیواسطے ضروری جلد اول میں مرتب ہیں یہ وہ کتاب ہے کہ بلا تمیز واعلیٰ کے واسطے شاہزادوں کے تدریس فرمائی نہایت صفائی سے چھپی -

کتب قواعد فارسی

قواعد فارسی - مصنفہ منشی روشن علی انصاری
گلشن فیض - قواعد فارسی منظوم -
مفید نامہ - اداب و القاب کے اصول اور طرز حساب آموزی -
جوہر الترکیب - قواعد فارسی منظوم از منشی ... ارا... ہیڈ ماسٹر مشن ہائی اسکول بریلی -
... ترکیب - عمدہ شرح مصنفہ شیخ حیدر علی ...

ہفت گل - قواعد فارسی ... مصنفہ ...
نہر الفصاحت تحشی - اصول نثر و نظم مصنفہ مرزا محمد حسین قتیل
شجرۃ الامانی - "
سفینۂ فارسی - قواعد فارسی کے عبد اللہ بلگرامی -

چہار گلزار - اسمیں قواعد فارسی کے صرف و نحو اور عروض و قافیہ کا بیان ہے از تصنیف شارق -

اصول رجسٹہ - فارسی کے قاعدے مصنفہ عبد الحق دہلوی -

ارمغان - اسمیں قواعد فارسی قواعد خوشخط الفاظ شروع و باز ترجمہ اردو جلد اول میں ہیں ارشاد کا مصنفہ سید اشرف علی شمری -

حدائق البلاغت - علم بلاغت و بدیع میں از مولوی شمس الدین تخلص فقیر

رسالۃ الواسع - بانسوی قواعد فارسی کا ذکر اشارہ ہے -

عزیز المصادر - گردان مصادر لازم و متعدی بیان ہے مصنفہ مولوی عبد العزیز -

ناصر الصبیان - معروف بہ تعلیم مصطفائی مصنفہ عبد العزیز آروی -

کتب درسی مبتدیان

کریما محشی - معروف ابتدائی کتاب از حضرت سعدی شیرازی -

ایضاً - مع ... قابل ترجمہ ... لگائے ہوئے ... ہوشیار نوآموزوں کو ... منشی کا لکھا ...

کریما مع ترجمہ ... اردو ... کریما کا ترجمہ بوزن اشعار ...